ابنِ صفی

58

عمران سیریز



پاگلوں کی انجمن











عمران سیریز نمبر 58

پاگلوں کی انجمن

(مکمل ناول)

پیشرس

عمران سیریز کا خاص نمبر "پاگلوں کی انجمن" ملاحظہ ہو!

اپنے انداز کا منفرد ناول ہے..... لیکن قبل اس کے کہ میں اس ناول کے متعلق کچھ عرض کروں، پچھلے ناول کے پیشرس سے متعلق کچھ گفتگو ہو جائے! بے شمار خطوط میں مجھ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ میں جو کچھ بھی لکھوں کھل کر لکھوں، بات مختلف قسم کے "ازموں" سے متعلق تھی۔

اس سلسلے میں پہلے بھی کھل کر بہت لکھ چکا ہوں۔ ببانگ دہل کہہ چکا ہوں کہ معاشرے میں اللہ کی ڈکٹیٹر شپ چاہتا ہوں۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ ڈکٹیٹر شپ کیونکر قائم ہو۔ میں نے اکثر یہ سوال زبانی بھی دہرایا ہے۔ اور جس قسم کے جوابات سے دوچار ہوا ہوں اُن کا تجزیہ کرنے پر حسب ذیل نتائج حاصل کئے!

☆ بعض لوگ ڈاڑھیاں رکھنے پر تیار نہیں۔

☆ بعض خواتین دوبارہ پردہ کرنے پر تیار نہیں۔

☆ جو عیش جس کو نصیب ہو گیا ہے وہ اُسے ترک کرنے پر تیار نہیں۔ خواہ وہ ناجائز ذرائع ہی سے کیوں نہ نصیب ہوا ہو۔

☆ بعض نوجوان افراد اپنی پوشش تبدیل کرنے پر رضامند نہیں۔

☆ بعض لوگ "محرم" اور "نامحرم" کے چکر سے نکل جانے کے

بعد دوبارہ اس میں پڑنے کے لئے تیار نہیں۔

یارو! کیا رکھا ہے ان باتوں میں۔ تمہارا ظاہر کچھ بھی ہو۔ لیکن دل مسلمان ہونا چاہئے کچھ نیکیاں سچے دل سے اپنا کر دیکھو! آہستہ آہستہ تم خود ہی کسی جبر واکراہ کے بغیر اپنا ظاہر بھی اللہ کے احکامات کے مطابق بنالو گے۔!

بس پھر جیسے ہی تم انفرادی طور پر اللہ کے احکامات کے آگے جھکے یہ سمجھ لو کہ ایک ایسا یونٹ بن گیا جس پر اللہ کی ڈکٹیٹر شپ قائم ہے..... انفرادی طور پر اپنی حالت سدھارتے جاؤ، پھر دیکھو کتنی جلدی ایک ایسا معاشرہ بن جاتا ہے جس پر اللہ کی حاکیت ہو۔

قرآن کو پڑھو، اس پر عمل کرو..... اسے علم الکلام کا اکھاڑا نہ بناؤ۔

جن طبقہ کے تم شاکی ہو اُس کی اصلاح کی سوچو۔ ظلم و تشدد کا تصور تک ذہن میں نہ لاؤ..... ہمیشہ یاد رکھو، تم اس کے غلام ہو۔ جس کی مظلومیت انقلاب لائی تھی (یاد کرو طائف کا وہ واقعہ جب میرے آقا و مولا کی جوتیاں تک لہولہان ہو گئی تھیں)۔

اس سے زیادہ اس سلسلہ میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا.....

ابن صفی

۱۱رجون ۱۹۷۰ء



اچانک ایک دن استاد محبوب نرالے عالم کو اطلاع ملی کہ یہ سیاسی بیداری کا زمانہ ہے۔! لیکن اتفاق سے یہ ان کی بیکاری کا زمانہ نہیں تھا۔ انہوں نے ان دنوں جیوتش اور تعویذ گنڈے کی "آڑھت" کر رکھی تھی۔ ان کا یہ "کارخانہ" ایک چلتی ہوئی سڑک کے کنارے ایک تخت پر واقع تھا۔ اگر کوئی پوچھتا کہ بھائی اس دھندے سے کیونکر لگے تو بڑی عقل مندی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے.... "چنگیز بابا کی نسل سے ایک قلندر بابا عمران شاہ ہیں۔ ان کی نظر عنایت ہو گئی ہے۔ میں بھی اسی نسل سے ہوں۔ لیکن میرا سلسلہ ڈفال خاں سے ملتا ہے جو چنگیز خان کے دادازاد بھائی تھے۔"

پھر یک بیک ہنس کر فرماتے "نہیں.... وہ ڈفالی اور ہوتے ہیں آپ وہ نہ سمجھئے گا.... ڈفال خان دوسرے تھے۔!"

اگر اس وقت کوئی ان کا قریبی شناسا موجود ہوتا تو استفسار کرنے والے کے رخصت ہو جانے پر اس سے رازدارانہ انداز میں کہتے۔ "بھائی کیا بتاؤں یہ بزنس کا معاملہ ہے، ورنہ میں تو دراصل نادر شاہ درانی کے سلسلے سے تعلق رکھتا ہوں۔!"

اُن کا یہ بزنس خاصا چل نکلا تھا.... لیکن سیاسی بیداری کی اطلاع نے انہیں پس و پیش میں ڈال دیا.... بھلا اب کس منہ سے کہتے کہ کیریئر بدلنا چاہتے ہیں۔ عمران نے انہیں "روحانیات" اور پامسٹری کا ماہر بنانے کے سلسلے میں خاصی محنت کی تھی اور محنت بھی ایسی ویسی نہیں بلکہ استاد اکثر الجھ بھی پڑتے اور انہیں مطمئن کرنے کے لئے عمران کو عرض کرنا پڑتا ۔"استاد کہئے تو اب میں سر کے بل کھڑا ہو کر سمجھانے کی کوشش کروں.... یہ لکیر انگریزی طریقے سے دل ہی کی لکیر ہے۔ ہندو جیوتش اسے زندگی کی لکیر کہتا ہے۔ لیکن انگریزوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کا سب کچھ غلط کر دیا تھا۔ صرف ٹونٹی دار اور بغیر ٹونٹی کے لوٹے کو غلط نہ

کر سکے کیونکہ ہندو اور مسلمان صرف اسی ایک بات پر متفق تھے کہ چاہے جان چلی جائے ہم تو کاغذ ہر گز استعمال نہیں کریں گے۔!"

بہر حال استاد کو اس کا اعتراف تھا کہ انہیں "چناجور گرم" اور شاعری سے نجات دلانے والا عمران ہی تھا، لہٰذا اب وہ اُسے مزید بور کرنا نہیں چاہتے تھے۔

لیکن سیاسی بیداری کی اطلاع بھی تو ایسی چیز نہیں تھی جسے نظر انداز کیا جا سکتا۔

اور پھر وہ کوئی ایسی ویسی بیداری تو تھی نہیں کہ استاد کے کان پر جوں نہ رینگتی.... پتہ نہیں کتنی سیاسی پارٹیاں عالم وجود میں آ گئی تھیں اور استاد بیٹھے ہاتھ مل رہے تھے۔

سچ مچ ہاتھ مل رہے تھے۔

"ہاتھ دیکھ لیجئے شاہ صاحب....!" اس نے اپنا داہنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس وقت نہیں دیکھ سکتا....!" استاد غرائے۔

"کیوں جناب....؟"

"میں اپنے ہاتھ مل رہا ہوں۔!"

"آخر کیوں جناب....!"

"اپنے ہاتھوں سے جیوتش ودیا کی لکیر مٹا رہا ہوں۔!"

"اس نے کیا قصور کیا ہے جناب....!"

"بس چلے جایئے....!" اس ٹیم ہم صرف عورتوں کے ہاتھ دیکھتے ہیں۔!"

گاہک نے غالباً پشتو میں انہیں ایک گندی سی گالی دی اور چلا گیا۔

پھر اس کے بعد سچ مچ ایک معمر خاتون استاد کے روحانی کارخانے کے قریب آ رکی تھی۔

"آپ ہمارے بنگلے پر تشریف نہیں لائے شاہ صاحب....!" انہوں نے کہا۔

"جی.... میں گولا بنا رہا ہوں.... بن جائے گا تب آؤں گا۔!"

"کیسا گولا۔!"

"خاندانی گولا.... آپ نے ہمارے بزرگ ڈفال شاہ کا نام سنا ہوگا۔! جناتی گولا بنایا کرتے تھے.... بعض جن گونگے ہوتے ہیں اپنا نام نہیں بتا سکتے گولا بتا دیتا ہے.... آپ کی صاحب زادی پر جو جن ہے گونگا ہی ہے۔!"

"تو جلدی سے بناڈالئے گولا۔!"

"صاحب ایک دم سے تو بن نہیں جاتا.... کچھ لوگوں پر پیسے باقی ہیں.... وہ ادا کریں تو کام چلے۔ ابھی کچھ چیزیں نہیں خرید سکتا۔ جو اس گولے کے لئے ضروری ہیں۔!"

"آخر کتنے کی ہیں وہ چیزیں....!"

"گیارہ روپے گیارہ پیسے کی۔!"

"یہ لیجئے....!" وہ اپنا پرس کھولتی ہوئی بولی۔ "یہ رہے بارہ روپے۔!"

"جی....!" اُستاد نے انہیں قہر آلود نظروں سے گھورا۔

"بارہ روپے....!"

"کیا آپ مجھے چار سو بیس سمجھتی ہیں۔!"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں....؟" خاتون سراسیمہ نظر آنے لگی۔

"میں نے عرض کیا تھا.... گیارہ روپے گیارہ پیسے.... بارھواں پیسہ میرے لئے حرام ہے۔ حشر کے دن مرشد کو صورت نہ دکھا سکوں گا۔!"

"میرے پاس ریزگاری نہیں ہے۔"

"جب ہو جائے تب آیئے گا۔!" استاد نے لاپروائی سے کہا اور ٹریفک کے ہجوم کی طرف متوجہ ہوگئے۔

وہ بیچاری ایسی چور چور سی کھڑی تھیں جیسے غلطی کا ازالہ نہ ہو سکے گا۔ پھر جلدی سے سنبھلیں اور قریب کی ایک دوکان میں گھس گئیں۔!

اچانک کسی نے پشت سے استاد کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ بے ساختہ اچھل پڑے۔

"بہت اچھے.... شاگردی کا حق ادا کر رہے ہو....!" پشت سے آواز آئی۔ اتنی دیر میں استاد بوکھلا کر تخت پر کھڑے ہو چکے تھے۔

"ارے باپ رے.... عمران صاحب....!"

"بیٹھ جاؤ... بیٹھ جاؤ..!" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "وہ ریزگاری لے کر واپس آرہی ہوں گی۔!"

"ادھر کیسے.... حضور والا۔!"

"بس چلا آیا... بہت دنوں سے تمہارا دیدار نہیں ہوا تھا....!" عمران نے کہا اور دوسری

طرف مڑ گیا۔ استاد کچھ کہنے ہی والے تھے کہ ان خاتون پر نظر پڑی جو دوکان سے برآمد ہو کر پھر انہیں کی طرف آرہی تھیں۔

انہوں نے مبلغ گیارہ روپے اور گیارہ پیسے گن کر استاد کے ہاتھ پر رکھ دیئے اور استاد کڑک کر بولے۔ "اللہ بہتر کرے گا.... جمعرات کو گولا لے کر آؤں گا۔!"

خاتون چلی گئیں۔

"اب تو ادھر دیکھئے جناب عالی....!" استاد عمران کو مخاطب کر کے چہکے۔

عمران ان کی طرف مڑ کر مسکرایا اور تخت کے ایک گوشے پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "اللہ عقل دے تو تمہاری جیسی۔!"

"ارے سب آپ کی جوتیوں کا طفیل ہے۔!" استاد نے دانتوں کی نمائش کی۔

"میں تو اس وقت دنگ رہ گیا.... لیکن استاد ہے یہ چار سو بیس کا دھندا۔!"

"یہ نہ کہئے حضور....! بڑے بڑے میر الوہا مانتے ہیں۔!"

"گولا مانتے ہوں گے۔!"

"گیارہ روپے گیارہ پیسے والا....!" استاد نے قہقہہ لگایا۔

"خیر.... خیر....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں تمہارے لئے بہت متفکر ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ تمہیں کہیں سے بڑی آمدنی ہو جائے۔!"

"ضرور سوچئے.... ضرور سوچئے۔!" استاد جھومتے ہوئے بولے۔ "آپ تو بعض اوقات مجھے ولی اللہ معلوم ہونے لگتے ہو۔!"

عمران سچ مچ کچھ متفکر سا منظر آرہا تھا۔ اچانک اسکے چہرے پر مسرت کی لہریں سی نظر آئیں اور اس نے استاد کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "سنو...اکثر لوگ تمہارے آئیڈیاز چرالیا کرتے ہیں۔!"

"جی بس کیا بتاؤں....!" استاد ٹھنڈی سانس لے کر بولے۔ "نہ صرف وہ لوگ جو زندہ ہیں.... بلکہ وہ بھی جو مر گئے۔!"

"وہ کیسے استاد....!"

"خواب میں آکر.... مومن غالب عام طور پر اس قسم کی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ میرا شعر تھا۔؎

بے غیرت ناہید کی ہر تان ہے زمبک

شعلہ سا لپ لپ لپ جھپک

اب آپ دیکھئے ٹیلی ویژن والوں سے معلوم ہوا کہ یہ غالب صاحب کا ہے۔!"

"مومن کا ہے استاد...!

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک

شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو"

"اب یہی دیکھ لیجئے....!میں نے بے غیرت ناہید کہا ہے....اور وہ فرماتے ہیں اس غیرت ناہید....!ہوئی نا وہی خواب کی چوری والی بات۔!"

"صبر کرو....!" عمران ان کا شانہ تھپک کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور استاد میکانکی طور پر آبدیدہ ہو گئے۔

چند لمحے خاموشی رہی.... پھر عمران بولا۔"تمہیں یاد ہو گا کہ تم نے تین سال ہوئے کہا تھا کہ تم "پاگلوں کی انجمن" بنانے والے ہو۔!"

استاد سوچ میں پڑ گئے....!پھر سر ہلا کر بولے۔"ہاں کہا تو تھا شائد۔!"

"اب اس طرح کہہ رہے ہو جیسے یقین نہ ہو.... میں نے تو فوراً ہی وہ انجمن تمہارے نام سے رجسٹرڈ کرا دی تھی... یہ دیکھو... یہ رہے کاغذات..!" عمران نے اپنا چرمی بیگ کھولتے ہوئے کہا۔

"واقعی رجسٹر کرا لیا تھا....؟" استاد نے قہقہہ لگایا۔

"اور نہیں تو کیا میں جھوٹا ہوں۔!"

"ارے توبہ توبہ....!" استاد دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتے ہوئے بولے۔"لانت ہے مجھ پر اگر آپ کی شان میں گستاخی کروں۔!"

"ہاں تو کہنا یہ ہے کہ ایک آدمی نے تمہاری اس انجمن کا نام بھی چرا لیا۔!"

"تم اس کے خلاف قانونی کارروائی کرو۔!"

"ایسی بات....!" استاد اکڑوں بیٹھ کر عمران کو گھورتے ہوئے بولے۔

"ایسی بات کہ جتنا چاہو اس سے لے مرو....!"

"بس دس ہزار... زیادہ نہیں.... اس کے بعد میں پھر اپنی کتابیں چھاپنا شروع کر دوں گا۔!"

"اچھا تو لپیٹو اپنا بوریہ اور چلو میرے ساتھ ....!"

"تخت کا کیا ہوگا....؟"

"اس پر سونے کا پتر چڑھوا دینا.... فی الحال کھسکو یہاں سے۔!"

"آپ جلدی میں معلوم ہوتے ہیں۔!"

"تمہارے لئے مناسب لباس کا انتظام تو کر دوں۔!"

"لمبا معاملہ ہے کیا.... لیجئے پان کھایئے۔!"

"میں صرف کان کھانے کا عادی ہوں۔!"

استاد نے اپنا سامان اٹھا کر ایک دوکان میں رکھا تھا اور عمران کے ساتھ چل پڑے۔

"میں تو تمہارا سیکریٹری بن کر چلوں گا۔!"

"کیوں شرمندہ کرتے ہو.... جناب عالی.... میں تو آپ کا خادم ہوں۔!"



شمس الدین خان نواب تو نہیں تھے۔ لیکن کہلاتے ضرور تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں انہوں نے فوج کی ٹھیکیداری سے بڑی دولت کمائی تھی اور جنگ جاری ہی تھی کہ انہیں حکومت برطانیہ کی طرف سے "خان بہادری" بھی نصیب ہوگئی۔ شائد اس خطاب کی بناء پر انہیں اپنے نام کے ساتھ "خان" بھی استعمال کرنے کا خیال آیا تھا ورنہ ان کے والد تو شیخ صاحب کہلاتے تھے۔ متقی اور پرہیزگار آدمی تھے اور ذریعہ معاش کپڑا بننا تھا۔ خود پڑھے لکھے نہیں تھے۔ لیکن بچوں کو پڑھانے کا شوق تھا۔ شمس الدین نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی.... لیکن شیخ صاحب کی طرح حلیم اور بردبار نہ ہو سکے اس سلسلے میں شیخ صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے اپنی ہی برادری میں شادی کرنی چاہئے تھی۔ بغدہ چلانے والوں میں شادی کر کے سخت غلطی کی۔ لڑکوں میں جارحیت کا رجحان ننہال ہی کی طرف سے آیا ہے۔ شیخ صاحب کا خیال کسی حد تک درست تھا صاحب زادے ادبی ذوق رکھتے تھے۔ ذہین بھی تھے لہٰذا جارحیت پسندی نے انہیں نقاد بنا دیا۔ ایسے دھواں دھار تنقیدی مضامین لکھتے تھے کہ اچھے اچھوں کی پیشانیاں بھیگ جائیں۔

اکثر پڑھے لکھے لوگ شیخ صاحب سے کہتے۔ "لونڈا قابل ضرور ہے مگر اُسے قابو میں رکھو.... ارے وہ تو میر و غالب کے منہ آنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی مصحفی کے گریبان پر ہاتھ

ڈالتا ہے اور کبھی حالی کا مفلر گھسیٹ لیتا ہے۔!"

یہ باتیں شیخ صاحب کے پلے نہ پڑتیں پھر بھی اخلاقاً کہتے "جی میں سمجھا دوں گا۔ ان لوگوں سے کہئے کہ بچہ سمجھ کر معاف کر دیں۔ آئندہ ایسی حرکت نہیں کرے گا۔!"

باپ بیٹے میں یہ تضاد دیکھ کر لوگ عبرت پکڑتے اور خاموش ہو جاتے۔

ایک بار خود شمس الدین سے کسی نے پوچھا تھا۔ "میاں آخر اس قدر جامے سے باہر کیوں رہتے ہو۔!"

اس پر وہ ہنس کر بولے تھے۔ "حسن تدبیر....! جس طرح کوئی مداری تماشائیوں کو اکٹھا کرنے کے لئے پہلے بنسری اور ڈگڈگی بجاتا ہے اسی طرح میرے مضامین کے عنوانات بھی محض توجہ مبذول کرانے کے لئے ہوتے ہیں....! اگر میں اپنی تنقید کو جوش کی شاعری کا نام دوں تو لوگ سرسری طور پر نظر ڈالیں گے اور صفحہ الٹ دیں گے.... لیکن اگر میرے تنقیدی مضمون کا عنوان جوش اور پاپوش ہوا تو خود سوچئے کیا ہوگا۔ آپ اُسے ضرور پڑھیں گے جلد شہرت حاصل کرنے کا بہترین طریقہ.... بھلا اس سے جوش صاحب کا کیا بگڑے گا.... لیکن میری شہرت مسلم۔!"

پوچھنے والے نے لاجواب ہو کر اپنی راہ لی۔

تو یہ تھے شمس الدین جو شاعری تنقید اور پیری مریدی کی منزلوں سے گذرتے ہوئے فوج کی ٹھیکیداری تک پہنچے....! پھر خان بہادر ہوگئے اور اب نواب صاحب کہلائے.... اس کے بعد انہوں نے خود کو کبھی "شیخ شمس الدین" نہیں لکھا تھا بلکہ شمس لادین خان لکھنے لگے تھے۔

عجیب بے چین طبیعت پائی تھی آزادی کے بعد انہیں ایک بستی اپنے نام کی بسانے کی سوجھی۔ پیسہ بے حساب تھا.... بستی کی تعمیر شروع ہوگئی۔ پھر مکانات کی فروخت ماہانہ اقساط کی بنیاد پر ہوئی اس اعلان پر خلقت ٹوٹ پڑی تھی کہ قرض پر برائے نام سود لیا جائے گا.... اتنی بھیڑ ہوگئی تھی کہ قرعہ اندازی کا سہارا لینا پڑا تھا۔

بہر حال بستی بسنے میں دیر نہیں لگی تھی.... بستی کا نام "شمس آباد" رکھا گیا۔ نوابؔ صاحب یعنی "خان بہادر شمس الدین خاں" نے اپنا محل بستی کے وسط میں بنوایا تھا اور وہاں تنہا رہتے تھے۔ دوسرے لواحقین شہر کے کسی دوسرے علاقے میں مقیم تھے۔ دراصل نواب صاحب کی اپنے خاندان والوں سے بنتی نہیں تھی۔ ان کی افتاد طبع سے نپٹنا ان بے چاروں کے بس سے باہر تھا۔

بھلا کون برداشت کر سکے گا کہ خاندان کا سربراہ دوسروں کی نظروں میں ایک مسخرے سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا ہو۔

خان بہادر نواب شمس الدین خاں کی بے چین طبیعت روز نئے نئے گل کھلاتی۔

ایک دن شمس آباد کے باسیوں نے دیکھا کہ بستی کے سرے پر لگا ہوا "شمس آباد" کا بورڈ اتارا جا رہا ہے۔ لوگ سمجھے شائد اس کے رنگ و روغن کو دوبارہ تازگی بخشی جائے گی لیکن جب دوسری صبح انہوں نے "شمس آباد" کی بجائے پاگل نگری کا بورڈ دیکھا تو اچنبھے میں پڑ گئے.....! بڑی دیر تک تو کچھ سمجھ ہی میں نہ آیا کہ معاملہ کیا ہے.... پھر بستی کے سربرآوردہ لوگوں کو نواب صاحب سے استفسار کرنا پڑا۔

اس پر نواب صاحب نے ببانگ دہل اعلان فرمادیا کہ آئندہ پانچ سال کی اقساط پر سود معاف کیا جاتا ہے۔ پانچ سال کا جو سود بنتا ہے وہ قرض داروں کو نہیں دینا پڑے گا۔ کوئی اس بورڈ پر اعتراض نہ کرے۔ اُس دن پوری بستی میں جگہ جگہ میٹنگیں ہوتی رہی تھیں اور پھر یہ طے پایا تھا کہ نواب صاحب کی بات مان لی جائے۔ حرج ہی کیا ہے۔ پاگل نگری ہی سہی.... شمس آباد نے کتنے انڈے بچے دے دیئے تھے۔

اس مرحلے سے گذر کر نواب صاحب نے پاگلوں کی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ پوری بستی کے ہنسوڑ اور سر پھرے نوجوان ان کے ساتھ تھے۔

انجمن کی صدارت ایسی صورت میں قدرتی طور پر نواب صاحب کے ہی حصے میں آنی ہوئی۔ دستوری زبان میں ان کا عہدہ "مہاپاگل" کا عہدہ کہلایا.... سیکریٹری "باؤلا" ٹھہرا۔ لیکن اتفاق سے موجودہ سیکریٹری کو صنفی اعتبار سے "باؤلی" کہنا پڑا۔ کیونکہ یہ ایک سر پھری لڑکی تھی۔

جوائنٹ سیکریٹری "خبطی" کہلایا۔

سنجیدہ لوگ دور سے دیکھتے لیکن بہر حال اُن کے دل بہلنے کا سامان بھی ہو گیا تھا۔

پوری بستی میں زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی....ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے شجر و حجر تک بہ یک وقت جاگ پڑے ہوں۔

انجمن کا دفتر نواب صاحب کے محل ہی کے ایک حصے میں قائم کیا گیا تھا جہاں ہر وقت پاگلوں کا ہجوم رہتا۔

نواب صاحب کی دھج بھی بدل چکی تھی۔ سن سفید آدمی تھے.... لیکن قویٰ مضبوط تھے اگر وہ خضاب استعمال کرتے تو اپنی عمر کے آدھے ضرور لگتے.... لیکن انہوں نے یہ ظاہر کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ معمر نہیں ہیں۔

اس وقت وہ دیکھنے کی چیز ہوتے جب کسی جلوس کی قیادت کر رہے ہوتے۔ ننگ دھڑنگ.... جسم پر وہ صرف ایک لنگوٹی۔ بال بکھرے ہوئے اور ڈاڑھی منتشر.... حلق تو ویسے ہی لاؤڈ اسپیکر تھا۔ اس بڑھاپے میں بھی ایسی کڑک دار آواز تھی کہ بڑے بڑوں کے دل دہل جاتے تھے۔

جلوس بستی کی گلیوں کے چکر کاٹتا ہوا پھر محل جا پہنچتا اور ہال میں تقریریں ہونے لگتیں۔ یہ سب سے زیادہ دلچسپ منظر ہوتا۔ مقرر تقریر کر رہا ہے۔ کچھ لوگ ساز بجا رہے ہیں۔ کچھ ناچ رہے ہیں اور کچھ مقرر کی طرف متوجہ ہیں۔ کچھ لڑکیاں ناچنے والوں کے ساتھ ہیں اور کچھ بیٹھی ایک دوسرے کے سروں سے جوئیں نکال رہی ہیں۔ غرضیکہ کسی کو بھی اس کی پرواہ نہ ہوتی کہ دوسرا کیا کر رہا ہے۔

اُدھر تقریریں کچھ اس قسم کی ہوتیں۔!

آگہی دام شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا

شور و غل کے درمیان کبھی کبھی مقرر کی آواز صاف بھی سنی جاتی۔ لیکن یہ اُسی صورت میں ممکن ہوتا جب مقرر خود نواب صاحب ہوتے۔ اُن کی پاٹ دار آواز سب پر بھاری ہوتی اور کچھ اس قسم کی باتیں سنیں جاتیں۔

"پاگلو.... کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا کہ جارحیت پسند پاگلوں کے لئے عمارتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ طبی امداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔ اُن کے لئے اصول و ضوابط بنائے جاتے ہیں لیکن بے ضرر پاگلوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔!"

"نہ ہوگا.... ہمارے ٹھینگے سے....!" متعدد آوازیں۔

"تو پھر میرے بھی ٹھینگے سے۔!" نواب صاحب کہتے اور ڈانس پر ناچنا شروع کر دیتے۔!

اس پر اتنا شور ہوتا کہ لمبے چوڑے ہال کی دیواریں لرزنے لگتیں۔ یہ تو پاگل نگری کے اندرونی معاملات تھے۔

پورے شہر میں بھی اس سے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ اخباری رپورٹر دن بھر بستی میں گھومتے دیکھے جاتے۔

لیکن اس سلسلے میں سب سے زیادہ متحیر علاقے کا تھانے دار تھا۔ کیونکہ ابھی تک بستی والوں نے اس ہنگامہ پروری کی شکایت تھانے میں نہیں پہنچائی تھی۔ آخر ایک دن وہ خود ہی پوچھ گچھ کے لئے اُس طرف جانکلا۔ کسی کو بھی نواب شمس الدین سے کوئی شکایت نہیں تھی۔

اُسے کچھ اس قسم کا جواب بستی کے سر برآوردہ لوگوں سے ملا۔

"جناب ہمیں کوئی شکایت نہیں.... اکثر ہمیں اپنے نالائق لڑکوں لڑکیوں کو شہر میں جاکر تلاش کرنا پڑتا تھا۔ اب جس وقت چاہیں نواب صاحب کے محل سے انہیں پکڑ لائیں۔ بستی میں امن ہو گیا ہے۔ سارا شور شرابہ نواب صاحب کے محل "الشمس" ہی تک محدود رہتا ہے.... اور جب ان کا کوئی جلوس نکلتا ہے تو بستی والے بھی محظوظ ہو لیتے ہیں۔!"

"لیکن یہ سب کچھ غیر قانونی ہے....!" تھانیدار نے کہا۔

"تو پھر براہ راست آپ کوئی کارروائی کیجئے....! ہم تو ہر حال میں یہی کہیں گے کہ ہمیں اس سے کوئی تکلیف نہیں۔!"

"آپ لوگوں کو بستی کا نام بدلے جانے پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔!"

"یہ میونسپل کارپوریشن کا مسئلہ ہے....! لیکن ہمارے خطوط اب بھی "شمس آباد" ہی کے پتے پر آتے ہیں.... ہماری دانست میں یہ بھی ہمارے لئے نقصان دہ نہیں۔!"

"پھر تھانے دار نواب صاحب سے نہیں ملا تھا۔ اپنی ذمہ داری پر وہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔! اوپر رپورٹ بھیج کر خاموش ہو بیٹھا۔!"



استاد کی ڈاڑھی برقرار رہی تھی....! لیکن زلفیں کٹوادی گئی تھیں۔ جس وقت وہ جمعدار کی شیروانی اور چوڑی دار پاجامہ پہن کر قد آدم آئینے کے سامنے کھڑے ہوئے تو انہیں سکتہ ہو گیا۔

"کیا میں چٹکی لوں استاد....!" عمران نے اُن کی حالت دیکھ کر پوچھا۔

"جی....!" استاد چونک کر بولے۔ "کچھ نہیں.... اس وقت ذرا دل بھر آیا تھا۔!"

"خیریت.... بھلا دل کیوں بھر آیا تھا....!"

"یہ سالا.... کپڑا کیا چیز ہے جس کی یہ شیروانی ہے.... میرے والد حضور ہیرے جواہرات ٹنکی ہوئی شیروانی پہنتے تھے.... وقت.... وقت کی بات ہے۔ ان کی اولاد اس طرح ٹھوکریں کھاتی پھر رہی ہے۔"

"خیر.... خیر.... دل چھوٹا نہ کرو.... تمہارے والد حضور کی واپسی اگر میرے بس میں ہوتی تو اس کے لئے بھی کوشش کرتا۔ فی الحال تم خاں صاحب محبوب عالم ہو.... "نرالے" کا اسکریو میں نے بیچ سے نکال دیا ہے۔!"

"آپ جانیں جناب....! میں تو حکم کا غلام ہوں۔!" اس کے بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے تھے اور شمس آباد پاگل نگری کی طرف روانہ ہوگئے تھے۔

استاد راستے بھر اپنے خاندان کی عظمت رفتہ کی کہانیاں سناتے رہے اور عمران بڑی سنجیدگی سے سر ہلا ہلا کر اعتراف کرتا رہا کہ وہ اُن کی باتوں پر یقین کرتا ہے۔!

بستی میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے انہوں نے عجیب قسم کا شور سنا۔

عمران نے گاڑی کی رفتار کم کر کے اُسے بائیں جانب سڑک کے نیچے اتار دیا اور استاد سے بولا۔ "کچھ سنا آپ نے خاں صاحب محبوب عالم مد ظلہ العالی"

"سن تو رہا ہوں۔" استاد نے منہ اوپر اٹھا کر ناک بھوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا لگتا ہے.... جیسے بے شمار مینڈک ٹرٹرا رہے ہوں۔!"

"آج کل.... مینڈک....!" استاد تردد کے ساتھ بولے۔ "خیر چلو.... دیکھتے ہیں۔!"

اب ان کی گاڑی آواز کی جانب جا رہی تھی۔ شور لحہ بہ لحہ قریب ہوتا جا رہا تھا اور پھر وہ اس جگہ جا پہنچے۔

ایک چھوٹے سے تالاب کے کنارے بستی کے پاگل اکٹھا تھے۔

"ارے.... غضب خدا کا....!" استاد دونوں ہاتھوں سے سینہ پیٹتے ہوئے بولے۔ "یہ لوگ تھے.... ارے مینڈک.... مینڈک کی طرح۔!"

"خاموش رہو.... استاد.... مجھے سمجھنے دو کہ وہ مینڈکوں کی زبان میں کیا کہہ رہے ہیں۔!"

"ہائیں تو کیا آپ مینڈکوں کی زبان بھی سمجھ سکتے ہیں۔!"

"مینڈکوں کی آواز میں یہ کچھ گا رہے ہیں۔!"

"ارے نہیں....!"

"غور سے سنو....!تم تو اجناء کی زبان تک سمجھنے کا دعویٰ رکھتے ہو۔!"

"ہوں.... ہوں.... کچھ گا تو رہے ہیں۔!"

"یہ گا رہے ہیں۔بہتے ہوئے پانی میں ہم آگ لگا دیں گے۔"

سچ مچ وہ گا رہے تھے.... لیکن انداز ایسا تھا جیسے مینڈک ٹرا رہے ہوں.... پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک پاگل نے ایک جلتی ہوئی لکڑی تالاب میں پھینک دی۔

"ارے باپ رے غضب خدا کا!" استاد نے بوکھلا کر عمران کو جھنجھوڑ ڈالا.... کیونکہ تالاب میں حقیقتاً آگ لگ چکی تھی۔

پھر ذرا ہی سی دیر میں یہ آگ پورے تالاب پر مسلط ہو گئی۔!

"آپ تو کچھ بولتے ہی نہیں....!" استاد آخر کار بھنا کر بولے۔

"اوں....!" عمران چونک کر استاد کی طرف مڑا۔

"یہ سب کیا ہے؟"

"پاگل پن....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"تت... تو... وہ پاگلوں کی... انجمن..!" استاد جملہ پورا کرنے کی بجائے تھوک نگل کر رہ گئے۔

"ہاں.... استاد یہی ہے پاگلوں کی انجمن....!"

"تو پھر.... تو پھر.... جناب عالی مجھے اجازت دیجئے۔!"

"دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

"نہیں صاحب....!میں ایسی کوئی انجمن و نجمن نہیں بناتا۔!"

"ارے.... تم تو ان لوگوں کے خلاف دعویٰ دائر کرو گے۔!"

"دعویٰ.... ارے باپ رے....!" استاد دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹنے لگے۔

"ہوش میں رہو.... یہ کیسی حرکتیں شروع کر دیں۔!"

"میں دعویٰ کروں گا ان کے خلاف....!"

"کیوں.... کیا دشواری ہے.... سارا خرچ میں ہی تو برداشت کروں گا۔!"

"دو.... دیکھئے.... عمران صاحب....!یہ میرے بزنس کے لئے اچھا نہ ہو گا۔!"

"کیوں....؟"

"میرے خواب میں موکل اور جنات وغیرہ آتے رہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ بھی آنے لگے تو مجھے پہچاننے میں دشواری ہو گی۔!"

"بکو مت.... اگر میرے کہنے کے خلاف کیا تو یہ لوگ تمہاری جیتی جاگتی زندگی میں گھس آئیں گے۔!"

"یااللہ میں کس مصیبت میں پڑ گیا....!" استاد نے پھر منہ پیٹنا شروع کر دیا۔

"اچھی بات ہے....!" عمران نے کار سے نیچے اترنے کی دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ "میں اُن کو یہیں بلائے لاتا ہوں....!"

"کیوں....؟ کیوں....؟" استاد کی گھگھی بندھ گئی۔

دوسری طرف جس انداز میں پانی پر آگ بھڑکی تھی اسی طرح یک بیک ختم ہو گئی تھی.... اور اب وہ سارے پاگل ایک جلوس کی شکل میں تالات کے کنارے سے ہٹ رہے تھے۔

"اب یہ کیا کریں گے۔!" استاد نے عمران سے پوچھا۔

"کیوں نہ انکے پیچھے چلیں...!" عمران نے اُنکے سوال کا جواب دینے کی بجائے تجویز پیش کی۔

"مم.... میں تو گاڑی سے نہیں اتروں گا۔!" استاد پھیل گئے۔

"گاڑی اُن کے پیچھے چلے گی.... تم مطمئن رہو....!" عمران نے کہا اور انجن کا سوئچ آن کر کے گاڑی اسٹارٹ کی۔!

اب گاڑی جلوس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ وہ لوگ عجیب قسم کے نعرے لگا رہے تھے۔!

"سر کے بل کھڑے ہو جائیں گے۔!"

"اپنی بات منوائیں گے۔!"

"طوطا....!"

"ضرور پالیں گے۔!"

"انڈے دیں گے۔!"

"بچے نہیں دیں گے۔!"

"مردہ عورت....!"

"مردہ باد.....!"

"پھر و پھری۔!"

"زندہ باد.....!"

جلوس بستی کی گلیوں کے چکر کاٹتا رہا اور گاڑی اُس کے پیچھے چلتی رہی لیکن کسی نے پلٹ کر دیکھا تک نہیں۔!

اُستاد کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں کبھی جلوس کو دیکھتے اور کبھی بڑے غور سے عمران کی شکل دیکھنے لگتے۔ عمران ایسا بنا بیٹھا تھا جیسے استاد پر گذرنے والی ساری کیفیتوں سے قطعی بے خبر ہو۔!"

آخر استاد سے نہ رہا گیا بول ہی پڑے۔

"میرا خیال ہے کہ اب واپس چلئے..... میں پاگلوں کی انجمن نہیں بناؤں گا۔!"

"جیل چلے جاؤ گے۔!"

"کیوں.....؟ کیوں.....؟"

"انجمن تمہارے نام سے رجسٹر ہو چکی ہے اگر ان لوگوں سے میں نے کہہ دیا کہ استاد دعویٰ کرنے والے ہیں تو یہ لوگ تمہیں جیل ہی بھجوا دیں گے کوئی چکر چلا کر۔!"

"اللہ..... میرے..... بچانا مجھ کو.....!" استاد بہت زیادہ نروس ہو گئے۔!

"بس خاموش بیٹھو اور دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔!"

اُستاد کی تشفی نہ ہوئی اور وہ آہستہ آہستہ کسی قسم کا کوئی ورد کرتے رہے۔

جلوس چلتا رہا..... اور اُس سے عمران کی گاڑی کے فاصلے میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

استاد کچھ دیر تک پھر بول پڑنے کی خواہش کو دباتے رہے لیکن یہ اُنکے بس کی بات نہیں تھی۔!

گاڑی رینگ رہی تھی..... دفعتاً کسی نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ استاد بوکھلا کر مڑے تھے لیکن اس حرکت کا مرتکب کوئی پاگل نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ایسا بارعب اور پُر وقار چہرہ تھا کہ استاد غیر ارادی طور پر سلام کے لئے ہاتھ اٹھائے بغیر نہ رہ سکے۔!

عمران عقب نما آئینے میں اجنبی کی شکل دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔

"کیپٹن فیاض.....! یہ خانصاحب محبوب عالم ہیں۔!"

"ہوں.....اچھا.....!" فیاض نے استاد کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اُستاد نے اچک کر ہاتھ ملایا اور پورے دانت نکال دیئے۔ شائد وہ کچھ کہنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے لیکن عمران نے انہیں موقع نہ دیا۔

"خان صاحب حالات کا جائزہ لے کر مناسب کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔!" اس نے کہا۔

"کیسی کارروائی....!" کیپٹن فیاض چونک کر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ تم میرے پاس ہی آجاؤ....!" عمران نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے استاد سے کہا تھا کہ وہ پچھلی سیٹ پر چلے جائیں۔

فیاض عمران کے برابر جا بیٹھا....!

گاڑی پھر رینگنے لگی تھی...! جلوس غول بیابانی کی طرح اپنی دھن میں مگن آگے بڑھ رہا تھا۔

"یہ خان صاحب....!" عمران رازدارانہ لہجے میں بولا۔ "نواب شمسو کے خلاف دعویٰ دائر کرنے والے ہیں۔!"

"کھل کر کہو.... کیا کہنا چاہتے ہو۔!" فیاض نے نرم لہجے میں کہا۔

"انہوں نے تین سال پہلے اس نام کی ایک انجمن کا رجسٹریشن کرایا تھا۔!"

"ہوں....!" فیاض نے طویل سانس لی.... پہلے اس کے چہرے پر بے بسی کے آثار نظر آئے لیکن آنکھوں میں خوشدلانہ چمک پیدا کر کے بولا۔ "اچھی تفریح رہے گی۔!"

"رہے گی نا....؟" عمران چہکا.... اور ہنسنے لگا۔

"کیا تم آج ہی ادھر آئے ہو....!"

"نہیں...! میں تو کئی دنوں سے اس فکر میں تھا کہ خان صاحب کو نواب شمسو سے ملاؤں۔!"

"اس سے کیا ہوگا....؟"

"تفریح.... کیپٹن فیاض.... تفریح۔!"

"اچھی بات ہے۔!"

"لیکن یہاں تمہاری موجودگی میری سمجھ میں نہیں آرہی....! تم تو بہت خشک آدمی ہو۔!"

"انوکھی حرکتیں دلچسپ ہوتی ہیں۔!"

"کیا کوئی رپورٹ ہے ان لوگوں کے خلاف۔!"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔!"

"پھر بخش دو ان بیچاروں کو.... ضروری نہیں کہ ہر عجیب حرکت کے پردے میں کوئی جرم ہی کیا جارہا ہو۔!"

"تمہیں ہمدردی ہے ان سے....!" فیاض نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"کیا نہ ہونی چاہئے....؟" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر سوال کیا۔

فیاض کچھ نہ بولا.... عمران نے بائیں ہاتھ سے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "مجھے پاگلوں سے ہمیشہ محبت رہی ہے۔!"

جلوس شمس محل کے قریب پہنچ چکا تھا.... پھر وہ گیٹ میں داخل ہوا اور عمران نے گاڑی کھڑی کردی۔

"چلو چلیں....!" اس نے فیاض سے کہا۔

"کہاں....؟"

"کیا سچ مچ پہلی بار آئے ہو۔!"

"ہاں بھئی....!"

"اچھا تو اب یہ لوگ اس عمارت کے ایک بہت بڑے ہال میں جمع ہوں گے۔!"

"کیا داخلے پر پابندی نہیں....!"

"مجھے تو آج تک کسی نے بھی نہیں ٹوکا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

پھر وہ تینوں اپنی گاڑی سے اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھے۔

استاد کا چہرہ بُری طرح اُتر گیا تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے کسی عزیز کو دفن کر کے آئے ہوں۔!

اچانک عمران نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "اپنے مؤقف پر ڈٹے رہئے گا خان صاحب....!"

"جج.... جی.... اللہ بھلا کرے گا....!" استاد بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

کیپٹن فیاض نے استاد کو بنظر غائر دیکھتے ہوئے عمران سے کہا۔ "خان صاحب بہت نروس معلوم ہوتے ہیں۔!"

"پیدائشی طور پر ایسے ہی ہیں....!" عمران بولا۔

"اب جلوس لان سے گذر کر عمارت میں داخل ہو رہا تھا۔ فیاض کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بے دھڑک اندر نہیں جانا چاہتا۔!

"کپتان صاحب....! تیزی سے قدم بڑھائیے....!" عمران نے فیاض کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "ورنہ شائد اندر کوئی مناسب جگہ نہ مل سکے۔!"

"میں محتاط رہنا چاہتا ہوں....!" فیاض چلتے چلتے رک گیا۔

"آپ یہیں کھڑے محتاط ہوتے رہئے ہم تو چلے.... آیئے خان صاحب....!" عمران استاد کو کھینچتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔



وہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا.... لیکن وہاں صرف دو متنفس نظر آرہے تھے۔! ایک مرد تھا اور دوسری عورت.... مرد قبول صورت اور متناسب جسم رکھنے والا ایک توانا آدمی تھا عورت بہت خوب صورت تھی۔!

کمرے کی مشرقی دیوار پر کسی قسم کے برقی نظام کے آثار پائے جاتے تھے۔ پوری دیوار اسکرینوں اور مختلف قسم کے سوئچوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔!

کمرے کے وسط میں ایک میز کے گرد یہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے کسی چارٹ کا مطالعہ کر رہے تھے۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور مرد نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔

"یس سر....!" کہہ کر وہ تھوڑی دیر تک دوسری طرف کی گفتگو سنتا رہا پھر ریسیور رکھ کر مشرقی دیوار کی طرف جھپٹا۔

بڑی پھرتی سے اس نے کئی سوئچ آن کئے تھے۔ ایک بڑے اسکرین کے اوپر والے ریسیور سے عجیب طرح کا شور سنائی دینے لگا اور پھر آہستہ آہستہ سکرین بھی روشن ہوگیا۔ عورت نے اپنی کرسی کا رخ اسکرین کی طرف موڑ لیا تھا۔ مرد اُس کے قریب آکھڑا ہوا۔

اسکرین پر بے شمار لوگ نظر آرہے تھے اور بھانت بھانت کی آوازیں ریسیور سے منتشر ہو رہی تھیں۔ اس جم غفیر میں کوئی قہقہے لگا رہا تھا کوئی گا رہا تھا کوئی یونہی حلق پھاڑ رہا تھا۔ اس بھیڑ میں ایک آدمی کے علاوہ اور سب نوجوان لوگ تھے اُن کے جسموں پر عجیب عجیب وضع کے ملبوسات تھے۔ بوڑھا آدمی بھی عام بوڑھے آدمیوں سے مختلف تھا۔

"نواب شمسو آج کچھ متفکر سا نظر آرہا تھا۔!" عورت بولی۔

"شش....!" مرد نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

ٹی۔وی اسکرین پہلے سے کچھ اور زیادہ روشن ہوگئی تھی اور تصاویر بہت صاف نظر آرہی تھیں۔

بوڑھا آدمی جو ڈائس پر بیٹھا ہوا تھا اپنی کرسی سے اٹھ کر ڈائس کے سرے پر آکھڑا ہوا۔ لیکن مجمع اپنی دھن میں مست تھا کسی نے بھی اس کی طرف متوجہ ہونے کی زحمت گوارا نہ کی.... پھر بوڑھے کی گرج دار آواز سنائی دی۔

"پاگلو.... تم سب زندہ باد....!"

اب بھی کسی کے کان پر جوں نہ رینگی.... وہ سب کسی نہ کسی مشغلے میں الجھے ہوئے تھے۔!

بوڑھا گرج دار آواز میں بولتا رہا۔ عجیب سی گونج تھی اس کی آواز میں جو مجمع کے شور پر بھی غالب آگئی تھی۔ اس کا ایک ایک لفظ صاف سنا جا رہا تھا۔

"پاگل پن ہی اصل زندگی ہے۔ سر کے بل کھڑے ہو کر دیکھو اس دنیا کو۔ عمارتیں الٹی نظر آئیں گی اور دوسرے سر کے بل کھڑے نظر آئیں گے۔ لات مارو.... اس دنیا کو جہاں لوگ ایک دوسرے کو سمجھ نہیں سکتے۔!"

اتنے میں ایک لڑکی مجمع سے نکل کر ڈائس پر چڑھ آئی اور بوڑھے کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی "تم سچ مچ مہاپاگل ہو.... ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم دنیا کو دیکھیں۔ کیا اتنا ہی کافی نہیں کہ دنیا ہمیں دیکھ رہی ہے۔!"

"بدتمیز لڑکی تو عقل مندوں کی سی باتیں کر رہی ہے....!" بوڑھا گرجا۔

"اور تم ابھی کیا بک رہے تھے۔!" لڑکی بھی اُسی کے سے انداز میں چیخی۔

پھر اچانک ساز بجانے والے کئی نوجوان بھی ڈائس پر چڑھ آئے اور ان دونوں کے گرد حلقہ بنا کر ناچنے لگے۔ ساتھ ہی ساز بجا بجا کر گا بھی رہے تھے۔

بوڑھا چیخ رہا تھا.... لڑکی چیخ رہی تھی اور وہ لوگ اُن کے گرد ناچے جا رہے تھے۔ اور ٹی وی اسکرین پر نظر جمائے ہوئے یہ دونوں متنفس دم بخود تھے۔ ان کے چہروں پر کسی قسم کے جذباتی تغیر کا شائبہ تک نہیں تھا۔

لیکن اچانک عورت چونک کر بولی۔ "یہ دونوں کون ہیں....؟"

"ایک کو تو تم نے پچھلے دنوں بھی دیکھا ہوگا.... لیکن یہ پاگل نہیں معلوم ہوتا۔ دوسرا میرے لئے بھی اجنبی ہے۔!"

"دوسرے نے پھول دار کپڑے کی شیروانی پہن رکھی ہے۔!"

"دوسرے کا فوٹو گراف....!" مرد بولا۔

عورت اٹھ کر سامنے والی دیوار تک پہنچی اور مرد جس جس نمبر کے سوئچوں کے بارے میں کہتا گیا وہ انہیں آن کرتی گئی.... اور پھر وہاں سے ہٹ آئی۔!"

ٹی وی اسکرین پر اب بھی ہنگامہ جاری تھا.... وہ لوگ بدستور بوڑھے اور سر پھری لڑکی کے گرد ناچ جا رہے تھے۔

دفعتاً کنٹرول بورڈ کا ایک بلب جلد جلد جلنے بجھنے لگا۔

"ففتھ سوئچ....!" مرد نے عورت کی طرف دیکھ کر کہا اور وہ کنٹرول بورڈ کی طرف بڑھ گئی۔

پانچواں سوئچ آن کرتے ہی کھٹاکے کی آواز آئی تھی اور ٹھیک اسی سوئچ کے نیچے سے ایک پلیٹ برآمد ہوئی جس پر پوسٹ کارڈ سائز کا ایک فوٹو گراف رکھا تھا۔ عورت اُسے اٹھا کر مرد کی طرف واپس آئی اور یہ اُسی شخص کا فوٹو گراف تھا جو ٹی وی اسکرین پر جمعدار کی شیروانی میں دکھائی دے رہا تھا۔ تصویر میز پر ڈال کر وہ پھر اسکرین کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اس دوران میں معلوم نہیں کس طرح ڈائس پر رقص کرنے والے کسی اور طرف جا نکلے تھے اور اب نواب شمّو کرسی صدارت پر جلوہ افروز تھے اور اُن سے الجھ پڑنے والی لڑکی تقریر کر رہی تھی۔

"مرغیوں کی دیکھ بھال کے لئے لندن سے واچ ڈاگس منگواؤ.... دیسی کتے کسی کام کے نہیں ہوتے.... سوال یہ نہیں ہے کہ پہلے مرغی پیدا ہوئی یا انڈا.... بات اتنی سی ہے کہ انڈا.... انڈے کی شکل کا کیوں ہوتا ہے.... قلفی کی شکل کا کیوں نہیں ہوتا۔"

"میں ابھی بتاؤں گا.... کہ قلفی کی شکل کا کیوں نہیں ہوتا۔!" نواب شمّو دہاڑے.... لیکن وہ اُن پر دھیان دیئے بغیر بولتی رہی۔ "سوال یہ بھی نہیں ہے کہ مرغیاں قلفیاں دیتیں تو کیا ہوتا۔ عالمی مسائل کیا ہوتے ایسی صورت میں۔!"

"باؤلی.... اب خاموش رہو....!" نواب شمّو پھر دہاڑے اور اٹھ کھڑے ہوئے.... اب وہ ڈائس سے اتر کر ہال کے صدر دروازے کی طرف جا رہے تھے۔

لڑکی بھی تقریر ختم کر کے اُن کے پیچھے چل پڑی۔

"وہ دونوں بھی جارہے ہیں....!" عورت بولی۔

"ہوں....!" مرد بڑبڑایا۔ "دوسرا آدمی....!"

پھر وہ شیروانی والے کا فوٹوگراف اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا تھا۔ اس کے بعد اُس نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کیے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "آج اس احمق آدمی کے ساتھ ایک نئی شکل دیکھی گئی ہے۔ اس کا فوٹوگراف بی الیون (B-11) کو بھیجا جارہا ہے۔!"

ریسیور رکھ کر اس نے عورت سے سارے سوئچز آف کر دینے کو کہا تھا۔



عمران اور استاد اُن دونوں کے عقب میں باہر نکلے تھے۔ کیپٹن فیاض کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

نواب شمسو اور باؤلی کو انہوں نے عمارت کے دوسرے حصے میں داخل ہوتے دیکھا جس دروازے سے داخل ہوئے تھے اس کے سامنے ایک عجیب الخلقت آدمی دکھائی دیا۔ جس کے سر پر چیتے کی کھال کی ٹوپی تھی زیر جامہ بھی چیتے کی کھال ہی کا تھا۔ جس سے ایک دم لٹک رہی تھی۔ بقیہ جسم عریاں تھا ڈاڑھی اور مونچھیں اتنی گھنی تھیں کہ ناک کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

"کیا خیال ہے.... استاد....؟" عمران نے پوچھا۔ "اس جانور کے بارے میں۔!"

"عمران صاحب مجھ پر رحم.... کیجئے....! ارے باپ رے.... کتنی خونی آنکھیں ہیں۔ اس طرح کیوں گھور رہا ہے۔ ہم لوگوں کو۔!"

"ہو سکتا ہے..!" عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔ "پاگلوں کے دربان ایسے ہی ہوتے ہوں۔!"

"تو اب آپ اُدھر کیوں جارہے ہیں....؟" استاد چلتے چلتے رک گئے۔

"مہاپاگل اور باؤلی سے ملاقات کرنے کے لئے۔!"

"وہ اندر نہیں جانے دے گا....!" استاد ہانپتے ہوئے بولے۔ "دیکھئے دیکھئے.... حرامی شیر کی طرح غرانے لگا ہے۔!"

"شیر حرامی نہیں ہوتے.... چلو آگے بڑھو....!" عمران استاد کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا بولا۔

اُدھر وہ خوفناک دربان ڈپٹ کر بولا۔ "کون ہو.... اور کیا چاہتے ہو۔!"

"ہم نواب صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔!"

"یہاں کوئی نواب نہیں رہتا۔!" دربان غرایا۔ "مہاپاگل کی قیام گاہ ہے.... بھاگ جاؤ۔!"

"ہمیں مہاپاگل ہی سے ملنا ہے....!" عمران نے کہا جو اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"تختی لاؤ....!" وہ وحشیانہ انداز میں ہاتھ جھٹک کر بولا۔

"عمران نے "خان صاحب محبوب عالم....!" کا وزیٹنگ کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اگر ممکن ہو تو ہم اسی وقت ملنا چاہیں گے۔!"

"یہ کیا ہے...." وحشی دربان غرایا۔

"ملاقات کا ذریعہ....! اس پر ان کا نام لکھا ہوا ہے....!" عمران نے استاد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس پر نام ہے....!" دربان نے حقارت سے کہا۔ "اس چیتھڑے پر ٹھہرو.... میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ یہاں وزیٹنگ پلیٹ قبول کی جاتی ہے۔!"

"وزیٹنگ پلیٹ....!" عمران نے متفکرانہ انداز میں سر کھجاتے ہوئے دہرایا۔

وحشی دربان دروازے میں داخل ہو کر غائب ہو چکا تھا.... لیکن اس کی واپسی میں دیر نہ لگی۔ لکڑی کی کئی نیم پلیٹیں اس نے ہاتھوں میں اٹھا رکھی تھیں۔

"یہ رہیں....!" اُس نے انہیں فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہائیں.... ہائیں....!" عمران اُسے گھور کر بولا۔ "یہ تو ناموں کی تختیاں ہیں۔ جو دیوار سے لگائی جاتی ہیں۔!"

"یہاں یہی چلتی ہیں۔!" دربان بے تحاشہ ہنس کر بولا۔ "لوگ گلے میں لٹکا کر آتے ہیں۔!"

"تب تو بہت مشکل ہے خان صاحب....!" عمران نے استاد کی طرف دیکھ کر مایوسانہ لہجے میں کہا اور ٹھنڈی سانس لی۔!

"تو چلئے.... واپس چلتے ہیں....!" استاد کے دانت نکل پڑے۔

"یہ ناممکن ہے خان صاحب....! ملے بغیر واپسی میرا معدہ چوپٹ کر دے گی۔!"

"چھوڑیئے بھی عمران صاحب.... کس چکر میں پڑے ہیں۔!" استاد پھر خوف زدہ نظر آنے لگا۔

عمران سنی ان سنی کر کے دربان سے بولا۔ "اگر اس وقت مہاپاگل سے ملاقات نہ ہوئی تو دریائے مسی سپی میں طغیانی بھی آسکتی ہے۔!"

"مسی سپی....؟"

"ہاں.... ہاں.... ہوسکتا ہے تم نے یہ نام پہلے کبھی نہ سنا ہو۔!"

"یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو....!" دربان غرایا اور زیر جامے سے لٹکنے والی دم ہاتھ میں لے کر زور زور سے ہلانے لگا۔

"دم ہلانے سے کام نہیں چلے گا....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "جاؤ مہا پاگل سے کہہ دو کہ آدمی پاگل ہونے آئے ہیں۔!"

"تو ایسی بات کرو نا....!" دربان نے قہقہہ لگا کر کہا۔ پھر چٹکی بجا کر بولا۔ "ٹھہرو میں ابھی آیا۔!" وہ جھپاک سے اندر چلا گیا تھا.... استاد پُر تشویش نظروں سے برآمدے کی چھت کو تکے جا رہے تھے.... عمران نے ان کی طرف دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی لیکن کچھ بولا نہیں۔

دربان نے تھوڑی دیر بعد واپس آ کر کہا۔ "چلو ساتھیو۔!"

وہ انہیں ایک بڑے کمرے میں لایا.... یہاں کی حالت عجیب تھی۔ دیواروں پر تصویریں الٹی لٹکی ہوئی تھیں۔ گلدان فرش پر لڑھک رہے تھے۔ صوفوں پر پھلوں کے چھلکے اور دوسری الم غلم چیزیں ڈھیر تھیں.... دربان انہیں کمرے میں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

"یہ کیا معاملہ ہے جناب عالی....!" استاد نے عمران کی طرف دیکھ کر پُر تشویش لہجے میں پوچھا۔

"استاد....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "اب میں نے اسکیم بدل دی ہے.... جب میں کہوں جبہ و دستار والی غزل شروع کر دینا.... لیکن تمہارا اعربایا فارسا زبان سے چھٹنے پائے۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر دیکھئے گا۔!" استاد کھل اٹھے۔

"یہی بات ہے تم کہنا میں ملک کا سب سے بڑا شاعر ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ پاگل ہو جاؤں.... وہ غزل ایک بار پھر دل ہی دل میں دہرا جاؤ۔!"

استاد ناک بھوں پر زور دیتے ہوئے چھت کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اتنے میں کسی جانب سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی بہت وزنی چیز زمین پر گری ہو۔!

استاد اچھل پڑے اُن کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے ہی والی تھیں کہ عمران شانہ تھپک کر بولا۔

"میں صرف عورتوں سے ڈرتا ہوں، استاد.... اس کے علاوہ اور کسی قسم کی فکر نہ کرو۔"

ٹھیک اسی وقت بائیں جانب کا دروازہ کھلا اور نواب شمسو اپنی سیکریٹری سمیت کمرے میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی عمران بڑی پھرتی سے سر کے بل کھڑا ہو گیا اور استاد بوکھلاہٹ میں

اس کے گرد چکر لگانے لگے۔

سیکریٹری ہنس پڑی اور نواب شمسو فرش پر لیٹ کر عمران کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگے۔

"میں ایک بہت بڑا شاعر لایا ہوں۔!" عمران آہستہ سے بولا۔

"لیکن اس کا حلیہ مجھے پسند نہیں آیا۔!" نواب شمسو نے سرگوشی کی۔

"حلیہ ٹھیک کرلیں گے۔!" عمران نے بائیں آنکھ دبائی۔

"اچھا اب سیدھے کھڑے ہو جاؤ.....!" اچانک نواب شمسو دہاڑے۔ اس سلسلے میں عمران نے جس پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں تھا۔

نواب شمسو اور اُن کی سیکریٹری نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

عمران نے استاد کی گردن دبوچی اور انہیں نواب شمسو کے آگے جھکاتا ہوا بولا۔ "مہاپاگل کی خدمت میں۔!"

"قبول کیا.....!"

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ.... استاد.... اور غزل پیش کرو.....!"

"غغ.... غزل.... جج.... جی بہت اچھا.....!" استاد ہکلائے اور لمبی لمبی سانسیں لینی شروع کردیں۔ پھر سنبھلے اور جگر مرحوم کے سے ترنم میں غزل شروع کردی۔

ایک دن جلال / جبہ و دستار دیکھنا
ارباب مکر و فن کو سردار دیکھنا
سنتے رہیں کسی بھی دریدہ دہن کی بات
ہم بھی کھلے تو جوشش گفتار دیکھنا
قرآن میں ڈھونڈتے ہیں مساوات احمریں
یارو....! نیا یہ فتنہ اغیار دیکھنا
ورد زباں ہیں خیر سے آیات پاک بھی
ہے! ہرمن بہ خوقہ و پندار دیکھنا
کل تک جو بتکدے کی اڑاتا تھا دھجیاں

اس کے گلے میں حلقۂ زُنّار دیکھنا
لائی گئی ہے لال پری سبزہ زار میں
ہوتے ہیں کتنے لوگ گنہ گار دیکھنا
فرصت ملے جو لال حویلی کے درس سے
ایک بوریہ نشیں کے بھی افکار دیکھنا

اُستاد نے غزل تمام کی.... اور سناٹا چھا گیا.... نواب شمسو دم بخود تھے اور ان کی سیکریٹری کبھی عمران کی طرف دیکھتی تھی اور کبھی استاد کی طرف۔

دفعتاً نواب شمسو نے عمران کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتا ہوا کمرے کے دوسرے سرے تک لیتا چلا گیا۔ چند لمحے اس کی آنکھوں میں گھورتا رہا پھر پوچھ بیٹھا۔

"یہ آدمی کون ہے....؟"

"فخر الملک استاد نرالے عالم....!"

"اس نے مجھے یہ غزل کیوں سنائی ہے۔!"

"میں خود حیرت میں ہوں.... ورنہ یہ بالکل اوٹ پٹانگ آدمی ہے۔!"

"مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔! تمہیں ہی نہیں تمہارے باپ سے بھی واقف ہوں۔!"

"تب تو آداب بجالاتا ہوں چچا جان....!" عمران نے جھک کر فرشی سلام کرتے ہوئے کہا۔

"تم پولیس انفارمر کی حیثیت سے بھی اکثر کام کرتے رہتے ہو۔!"

"خدا کی پناہ....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"لیکن یہ کون ہے.... اور اس نے مجھے اس قسم کی غزل کیوں سنائی ہے۔!"

"دراصل قصہ دوسرا ہے....!" عمران مسمّی صورت بنا کر بولا۔

"جلدی بتاؤ کیا قصہ ہے۔!"

"اس نے دو سال پہلے اس قسم کی ایک انجمن رجسٹر کرائی تھی، غالباً اس کا نام بھی "پاگلوں کی انجمن" ہی تھا۔!"

"تو پھر....؟"

"غالباً کہنے آیا ہے کہ آپ اس نام کو استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتے۔!"

"میں اُسے دیکھ لوں گا۔!"

"ارے ختم بھی کیجئے.... کچھ دے کر رخصت کر دیجئے۔ آپ مفلس تو نہیں ہیں۔!"

"ہوں تو مسٹر رحمان کے صاحب زادے بلیک میلر بھی ہیں۔!"

"دیکھئے جناب نواب صاحب.... آپ میری توہین کر رہے ہیں، قبل اس کے کہ یہ کسی وکیل کے پاس جاتا میں اسے آپ کے پاس لے آیا ہوں۔!"

"اچھا.... اچھا.... میں دیکھتا ہوں....!" نواب شمسو نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور پھر اپنی سیکریٹری کو آواز دی۔ "باؤلی۔!"

"لیس مہاپاگل....!"

"کاٹ....!" نواب شمسو استاد کی طرف اشارہ کر کے دہاڑے اور وہ لڑکی اچانک استاد پر جھپٹ پڑی۔

"ارے....ارے.... قبلہ.... قبلی.... ہی ہی ہی ہی....ارے باپ رے۔!"

ڈاڑھی گرفت میں تھی اور وہ بڑی بیدردی سے جھٹکے دے رہی تھی۔ پھر اُس نے استاد کی لڑکھڑاہٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹانگ بھی ماری اور استاد دھڑام سے فرش پر گرے۔

اب وہ ان پر سوار دونوں ہاتھوں سے مرمت کر رہی تھی۔

استاد چیخے جارہے تھے.... کبھی عمران کو پکارتے اور کبھی ان پیروں کو جن کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔

"نواب صاحب.... مر جائے گا....!" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں مہاپاگل سے کہا۔

"ایسی ڈاڑھیاں رکھنے والوں کو مر ہی جانا چاہئے۔!"

"ڈاڑھی تو آپ بھی رکھتے ہیں۔!"

"لیکن اس کی آڑ میں شکار نہیں کھیلا جاتا۔!" نواب شمسو نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"وہ بیچارہ شکاری نہیں ہے۔!" عمران نے کہا اور مغموم نظروں سے استاد کی طرف دیکھنے لگا۔

جواب بالکل خاموش اوندھے پڑے تھے۔ جمعدار کی شیروانی تار تار ہو چکی تھی۔

لڑکی اب بھی انہیں دونوں ہاتھوں سے پیٹے جارہی تھی۔

"نواب صاحب وہ غالباً بیہوش ہو گیا ہے....!" عمران بولا۔

"باؤلی....!"

"لیس باس....!"

"اُسے چھوڑ اور اس کو کاٹ...!" نواب شمسو نے پیچھے ہٹتے ہوئے عمران کی طرف اشارہ کیا۔

باؤلی کی وہ چھلانگ بالکل مشینی انداز کی معلوم ہوئی تھی لیکن ٹکراؤ عمران کے بجائے نواب شمسو سے ہوا۔ عمران بجلی کی سی سرعت سے دونوں کے درمیان سے نکل گیا تھا۔

وہ نواب شمسو سے ٹکرائی اور نواب شمسو دیوار سے جا ٹکرائے ساتھ ہی انہوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ "چیتے.... ابے او چیتے.... دوڑیو.... جھپٹیو۔!"

دوسرے ہی لمحے میں عمران نے وحشی دربان کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔

"دیکھ.... یہ جانے نہ پائے....!" نواب شمسو فرش سے اٹھتے ہوئے کراہے اور باؤلی بھی چیخی۔ "ہاں ہاں جانے نہ پائے۔!"

استاد اس وقت ایک صوفے کے نیچے گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہیں ہوش آ گیا تھا۔

عمران جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا۔

وحشی دربان کسی چیتے ہی کی طرح غراتا ہوا آہستہ آہستہ عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"چچا جان.. دیکھئے.. ایسی نہیں ہوتی..!" عمران اس پر نظر جمائے ہوئے نواب شمسو سے بولا۔

"چیتے.... دیکھ جانے نہ پائے.... پکڑ کر باندھ لے....!" نواب شمسو دہاڑے۔

دفعتاً وحشی نے عمران پر چھلانگ لگائی لیکن قبل اس کے کہ اس کے پیر دوبارہ زمین پر لگتے عمران کی ٹکر نے اُسے دوسری طرف اچھال دیا۔

"بائی گاڈ....!" باؤلی کی متحیرانہ آواز کمرے میں گونجی۔

دوسری بار وحشی مجنونانہ انداز میں عمران پر پل پڑا۔

استاد صوفے کے نیچے دبکے ہوئے روہانسی آواز میں آیت الکرسی پڑھے جا رہے تھے۔

عمران اور وحشی گتھ کر رہ گئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دو دیوانے مینڈھے ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے ہوں۔

وحشی زیادہ تر عمران کے سر پر ٹکریں مار رہا تھا۔

نواب شمسو نے قہقہہ لگایا اور بولے۔"اس کے سر کے ہزار ٹکڑے کر دے۔!"

"ونڈر فل....!" باؤلی چیخی.... اس نے عمران کی ایک ٹکر کی داد دی تھی۔ جس نے وحشی کو فرش پر اکڑوں بٹھا دیا تھا۔

اب اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام رکھا تھا.... اور بار بار اس طرح آنکھیں پھاڑنے لگتا تھا جیسے کچھ سجھائی نہ دیتا ہو۔

"چیتے.... بزدل اٹھ....!" نواب شمسو دہاڑے۔

لیکن چیتے کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی.... عمران جھک جھک کر نواب شمسو کو سلام کئے جا رہا تھا۔

نواب شمسو غصے سے سچ مچ پاگل ہوئے جا رہے تھے۔ دفعتاً جھپٹ کر آگے بڑھے اور چیتے کی کمر پر ایک زوردار لات رسید کی۔ لات کھا کر چیتا فرش پر لمبا لمبا لیٹ گیا.... اس کی آنکھیں بند تھیں اور منہ کھل گیا تھا۔ سفید چمک دار دانت بڑے ڈراؤنے لگ رہے تھے۔

"ول ڈن.... ول ڈن....!" باؤلی عمران کے قریب پہنچ کر اس کی پیٹھ ٹھونکنے لگی۔

"شکریہ.... شکریہ.... آداب عرض.... آداب عرض....!" فرشی سلام باؤلی کو بھی کئے گئے۔

"تم کہاں سے آئے ہو....!" باؤلی نے اُس کا بازو سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"آغوش مادر سے سیدھا یہیں چلا آیا ہوں.... کیا آپ مجھ سے گفتگو کرنا پسند کریں گی۔!"

"کیوں نہیں.... کیوں نہیں....!"

"اچھا تو پہلے اُس آدمی کو باہر نکالئے۔!" عمران نے استاد کی طرف اشارہ کیا جو اب بھی صوفے کے نیچے اوندھے پڑے کوئی وظیفہ کئے جا رہے تھے۔

باؤلی دبے پاؤں آگے بڑھی اور استاد کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹنے لگی۔ صوفے کے نیچے سے کھینچ نکالا اور گھسیٹتی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی۔

"ارے باپ رے.... اے عمران صاحب....! یہ نامحرم عورت مجھے ہاتھ لگا رہی ہے.... لعنت ہے ایسے کاروبار پر.... اے.... اے.... بس....!" استاد چیختے پیٹتے رہے.... لیکن عمران اُن کی طرف دھیان دیئے بغیر نواب شمسو کی طرف بڑھ گیا۔

"میرے لائق کوئی خدمت چچا جان....!" اُس نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ.... ورنہ اچھا نہ ہوگا۔!"

"میرا قصور....!"

"بکواس بند کرو....!"

اُدھر جیسے ہی استاد کی ٹانگیں باؤلی کی گرفت سے آزاد ہوئیں وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگے اور باؤلی نے جھپٹ کر عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "چلو میرے ساتھ۔!"

"چ.... چلو....!"

نواب شمسواب پھر بیہوش دربان کی طرف متوجہ ہوگئے تھے.... انہوں نے پھر اُن دونوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

باؤلی عمران کو دوسرے کمرے میں لائی اور اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ "اب بتاؤ.... اس غزل کا کیا مطلب تھا۔!"

"المعنی فی بطن الشاعر.... اور شاعر بھاگ گیا۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... تم اگر پولیس انفارمر ہو تو ہمارے خلاف کچھ بھی ثابت نہ کر سکو گے۔!"

"تالاب میں آگ کیونکر لگتی تھی۔!"

"وہ پانی کا پاگل پن تھا.... میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"کیا میں پاگل بن سکتا ہوں....!"

"دنیا کا ہر فرد پاگل بن سکتا ہے.... سوچنا چھوڑ دو.... پاگل کہلاؤ گے۔!"

"بات تو ٹھیک ہے....!" عمران نے پر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی۔

"ہماری ٹولی میں شامل ہو جاؤ۔!"

"اُس کے لئے مجھے کیا کرنا پڑے گا۔!"

"آؤ اور شامل ہو جاؤ.... کسی کو بھی اس کی فکر نہ ہوگی کہ تم کون ہو....!"

"پھر نواب صاحب اتنے پریشان کیوں ہوگئے۔!"

"انہیں اس سے چڑھ ہے کہ ان کی نیت پر شبہہ کیا جائے۔ محکمہ سراغ رسانی کا سپرینٹنڈنٹ کئی بار اس طرف آچکا ہے.... لیکن عمارت کے اندر قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکا۔!"

"میں نے بھی کوشش کی تھی کہ وہ میرے ساتھ عمارت میں داخل ہو جائے لیکن میں

کامیاب نہ ہو سکا۔!"

"آخر تم لوگ کیا چاہتے ہو.....!"

"بھئی میں تو پاگل ہونے آیا تھا.... کیپٹن فیاض کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"کچھ بھی ہو.....!" باؤلی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "لیکن یہ حقیقت ہے کہ تم سے زیادہ طاقتور آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا۔!"

دفعتاً عمران کے چہرے پر حماقت آمیز عجز وانکسار کے تاثرات پھیل گئے۔

"تم بہت بھولے اور معصوم بھی لگتے ہو۔!"

"مجھے خوف معلوم ہو رہا ہے.... یہاں سے چلو۔"

"کہیں میں سچ مچ پاگل نہ ہو جاؤں۔!"

"کیوں....؟"

"جب کوئی لڑکی اتنی محبت سے پیش آتی ہے تو میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔!"

"ہلو...ہلو...!" وہ جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "کیا کوئی چوٹ ہے دل پر!"

دو موٹے موٹے قطرے عمران کی آنکھوں سے ڈھلک گئے۔!

"ارے.... ارے.... ایڈیٹ.... تم پاگل بننے آئے ہو.... قہقہے لگاؤ.... آنسو تو اس دنیا کی چیز ہیں.... جہاں انسانیت اور رحم دلی کا پرچار کیا جاتا ہے۔!"

عمران نے رومال سے آنسو خشک کئے اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"میں تم ایمان دار لوگوں کی دنیا کی بات کر رہی ہوں.... جہاں دن رات انسانیت اور رحمدلی کا پرچار ہوتا ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... لیکن کیا اچھا۔ بہرحال تو اب بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"بات سمجھنا چاہتے ہو تو سنو.... یہ اس زمانے کی بات ہے جب میں پاگل نہیں تھی۔ نواب شمسو کے بڑے بیٹے نے مجھے چاہا اور اپنے باپ کی مرضی کے خلاف مجھ سے شادی کی پھر ایک غلط فہمی کی بنا پر مجھے طلاق دے دی.... میں لاکھ باور کرانے کی کوشش کرتی رہی کہ وہ حالات کو غلط سمجھا ہے لیکن اس نے ایک نہ سنی....! میں مذہب سے بھی بے گناہی کے سلسلے میں دلائل لائی۔

نظیریں پیش کیں.... لیکن سب بے سود.... اس شادی کی بناء پر مجھے اپنے گھر والوں کو بھی چھوڑنا پڑا تھا۔ نواب شمسو ہی کی طرح وہ بھی اس کے حق میں نہیں تھے۔ طلاق کے بعد انہیں منہ دکھانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ نواب شمسو بھی ان حالات سے لاعلم نہیں تھے۔ طلاق کے بعد انہوں نے مجھے محل میں طلب کیا۔ اس دن مجھے معلوم ہوا کہ وہ کس پائے کے آدمی ہیں۔ مجھ سے اُن کی نفرت رحم دلی میں تبدیل ہو چکی تھی.... انہوں نے مجھے ملازمت کا آفر دیا اور میں ان کی سیکریٹری کی حیثیت سے محل ہی میں رہنے لگی۔ وہ سالہا سال سے محل میں تنہا رہتے آئے تھے۔ خاندان والوں سے ان کی بھی نہیں بنتی۔ وہ سب شہر کے دوسرے حصے میں رہتے ہیں۔!"

وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی۔ عمران کے چہرے پر بکھری ہوئی حماقت کچھ اور زیادہ گہری ہو گئی تھی۔ بظاہر وہ باؤلی کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا لیکن اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اُس کے چہرے کا بغور جائزہ لے رہی ہے۔!

دفعتاً وہ بولی۔ "یقین نہیں آتا۔!"

"کس بات پر....!" عمران بھی چونک پڑا۔

"یہی کہ تم پولیس انفارمر بھی ہو سکتے ہو۔!"

"لوگوں نے خواہ مخواہ بدنام کر دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ میرے ڈیڈی محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل ہیں اس لئے پولیس آفیسرز سے میری یاد اللہ ہو گئی ہے۔ بس اتنی سی بات ہے جسے لوگوں نے افسانہ کر دیا ہے۔!"

"مگر تم بہت طاقت ور ہو.... چیتا خود کو رو ئین تن کہتا ہے.... میں نے نہیں دیکھا کہ اس نے کبھی کسی سے شکست کھائی ہو۔ نواب صاحب بھی حیرت سے گنگ ہو کر رہ گئے ہیں۔!"

دفعتاً پشت سے نواب شمسو کی گرج دار آواز سنائی دی۔

"عمران اُسے ہوش میں لاؤ.... ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔!" وہ دونوں چونک پڑے تھے۔

"کسی ڈاکٹر کو بلایئے.... چچا جان.... میں اس سلسلے میں کیا کر سکوں گا۔! ویسے اُس سے کہہ دیجئے کہ اگر ٹکریں ہی مارنے کا شوق ہے تو چیتے کی کھال کی ٹوپی کے نیچے آہنی خود بھی مہیا کرے۔!"

"بہت زیادہ غرور اچھا نہیں ہوتا۔!"

عمران نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"ڈاکٹر ہی کو طلب کرلو.... مہاپاگل....!" باؤلی نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں.... اب میں چاہتا ہوں کہ وہ مر ہی جائے.... حرام خوروں کا وجود برداشت کرنا اب میرے بس سے باہر ہے۔!"

"چچا جان.... وہ دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔!" عمران نے شرمندگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"بس اب تم چلے ہی جاؤ یہاں سے....!"

"مہاپاگل یہ بھی پاگل بننا چاہتا ہے....!" باؤلی بول پڑی۔

"یہاں مکاروں کی ضرورت نہیں ہے۔!"

"آپ میرے خلوص کی توہین کر رہے ہیں۔!"

"بکواس بند کرو.... چلے جاؤ۔!"

"بہت بہتر....!" عمران جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔ "بڑے پاگل بنے پھرتے ہیں چار سو بیس....!"

"پھر وہ واپسی کے لئے مڑا ہی تھا کہ باؤلی نے دوڑ کر اُس کی کمر تھام لی اور نواب شمسو سے بولی۔ "مہاپاگل اگر یہ اس طرح واپس چلا گیا تو پھر ہم میں اور صحیح الدماغ لوگوں میں فرق ہی کیا رہے گا۔ میں اسے پاگل بنانے جا رہی ہوں۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا.... تم بھی دفع ہو جاؤ۔!" نواب شمسو نے پیر پٹخ کر کہا۔



باؤلی عمران کو دوبارہ اسی ہال میں لائی.... اب یہاں بالکل سناٹا تھا۔! سارے پاگل موجود تھے لیکن اس طرح سر ڈالے پڑے تھے جیسے سب کی روحیں قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ہوں۔

"کیا یہ سو رہے ہیں....!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں نشے میں ہیں.... راکٹ....!"

"راکٹ.... کیا....؟"

"نشہ آور کیپسول....!"

"کیا یہ بھی شرط ہے پاگل پن کی....!"

"نہ میں نشہ آور اشیاء استعمال کرتی ہوں اور نہ مہاپاگل....!"

"تب تو ٹھیک ہے.... میں ویسے ہی غائب غلار رہتا ہوں.... اگر راکٹ پر سوار ہو گیا تو پھر جنت الفردوس ہی میں مل سکوں گا۔!"

"تم واقعی بہت عجیب ہو.....! چیتے کے سر پر جیسی ظالمانہ ٹکریں ماری تھیں وہ اس بھولے بھالے چہرے کو زیب نہیں دیتیں....؟"

"تم پتہ نہیں کیسی باتیں کرتی ہو... میری تو سمجھ میں نہیں آتیں!" عمران بچوں کی طرح ٹھنکا۔

"تب سچ سچ بتادو.... کیوں آئے تھے....؟"

"مجھے دلچسپی ہے تم لوگوں سے پولیس انفارمر کی حیثیت سے ہرگز نہیں آیا تھا۔!"

"مہاپاگل کا خیال ہے کہ تم ہمیں کسی غیر ملکی تحریک سے وابستہ سمجھتے ہو۔!"

"ارے توبہ توبہ.... لاحول ولا....!" عمران دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ پیٹتا ہوا بولا۔

"اور یہ خیال اس غزل کی بناء پر ہے جو انہیں سنائی گئی۔!"

"ارے وہ تو ایسا ہی اوٹ پٹانگ آدمی ہے.... ہمیشہ بے موقع شعر سناتا ہے؟"

"بہر حال میں بھی اسے محض اتفاق سمجھنے پر آمادہ نہیں۔!"

"بس تو پھر تمہیں یقین دلانا میرے بس سے باہر ہو گا۔ کیونکہ عورت بھی ہو اور باؤلی بھی۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... تھوڑی دیر تک دونوں ہی خاموش رہے.... پھر عمران نے کہا۔ "تم مجھے پاگل بنانے لائی تھیں۔!"

"جاؤ... کل آنا.... آج تقریب نہیں ہو سکے گی.... کیونکہ یہ سب غافل ہو گئے ہیں۔!"

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر پیش کیا جو شکریے کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔



اسی رات کو استاد اپنی دوکان بڑھا رہے تھے کہ ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی کار فٹ پاتھ پر آ لگی۔ استاد اس کی طرف پوری طرح متوجہ بھی نہیں ہونے پائے تھے کہ کار کا دروازہ کھلا اور ایک شعلہ رو غیر ملکی لڑکی کھٹ کھٹ چلتی ہوئی ان کے سر پر مسلط ہو گئی۔

"ہم سونا تم ناجوی ہائے....!" اس نے استاد سے سوال کیا اور استاد ہکا بکا رہ گئے کہ ان کی شہرت غیر ملکیوں تک بھی پہنچ گئی ہے۔

"جج.... جی.... ہاں غریب پرور....؟"

"ہم گریب پرور نہیں.... مس شکووا ہے....!"

"جج.... جی بہت اچھا....!"

"ہم ٹم کو اپنا ہاتھ دکھانا منگٹا۔!"

"ضرور.... ضرور.... بسم اللہ....!"

"ادھر نہیں.... ٹم ہمارا کوٹھی چلنا منگٹا۔!"

"ضرور ضرور.... چلئے گا میم صاحب....! بس میں ذرا اپنا سامان سامنے والی دوکان میں رکھ دوں۔!"

"راکھ دو.... ہم ادھر کھڑا ہے۔!"

"استاد نے جھپٹ کر سامان دوکان میں رکھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے گاڑی تک آئے۔ اور اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر ڈرائیور کے برابر بیٹھ گئے.... لیکن جیسے ہی ڈرائیور پر نظر پڑی ایک بار پھر بوکھلاہٹ میں مبتلا ہو گئے کیونکہ وہ بھی سفید بالوں والی ایک لڑکی ہی تھی۔! مڑ کر دیکھا تو پچھلی سیٹ پر بھی تین لڑکیاں ہی موجود تھیں۔

استاد کبھی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے اور کبھی ناخنوں سے دانتوں میں خلال کرنے لگتے تھے۔

گاڑی حرکت میں آئی اور استاد رسیلی آوازوں کے طوفان میں ہچکولے کھانے لگے کبھی کبھی خود بھی منہ بند کر کے آواز سے ہنسنے کی کوشش کرتے غالباً ان لڑکیوں پر جتانا چاہتے تھے کہ وہ انگریزی سے نابلند نہیں ہیں.... حالانکہ "عربا" اور "فارسا" کی طرح ان کی ایک ایجاد "انگریزا" بھی تھی ظاہر ہے اگر انگریزی ان کے لئے حلوہ ہوتی تو "انگریزا" کانے کیوں بیٹھتے۔

گاڑی کی رفتار اتنی کم تھی کہ وہ لڑکیاں جلدی میں بھی نہیں معلوم ہوتی تھیں۔ پھر ایسا لگتا تھا جیسے وہ یونہی بے مقصد گھروں سے نکل آئی ہوں۔ کیونکہ گاڑی بس شہر کی سڑکوں اور گلیوں میں رینگتی پھر رہی تھی۔ اتنی کم رفتار پر رینگنا ہی کہیں گے۔

چونکہ آج ہی ایک مخبوط الحواس لڑکی کے ہاتھوں استاد کی معراج ہو چکی تھی اس لئے وہ اس صورت حال پر کسی قدر بے اطمینانی کا شکار ہو گئے تھے۔

سوچ رہے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہئے۔ گاڑی سے اتر کر بھاگنے سے تو رہے۔ اب یہ بھی

نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ سچ مچ نجومی نہیں بس پیٹ پال رہے ہیں کسی طرح....!

اچانک ایک جگہ گاڑی ایک بڑی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر سیدھی عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر وہ عمارت میں گھس پڑی۔ استاد سمجھے شائد گیراج میں اترنا پڑے گا۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا اور محسوس کیا جیسے گاڑی اندر داخل ہو جانے کے بعد پھاٹک خود بخود بند ہو گیا ہو۔

ان کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا لیکن خوا مخواہ مسکراتے رہنے کی کوشش کرتے رہے۔

دفعتاً ڈرائیو کرنے والی لڑکی نے انہیں گاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا۔

"جج.... جی.... بہت اچھا....!" استاد کپکپاتی آواز میں بولے.... اور گاڑی سے اتر گئے۔

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا.... چاروں لڑکیاں بھی اتر آئیں۔

ان میں سے دو آگے بڑھیں اور انہوں نے استاد کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔

"جج.... جی.... مطلب یہ کہ میں مسلمان آدمی ہوں.... اور آپ نا محرم.... خدا کے لئے اس طرح نہ پکڑیئے....!" استاد گھگھیائے....!

یک بیک ان میں سے ایک بڑی صاف اور شستہ اردو میں بولی۔ "ڈرو نہیں ہم تو تمہارے متعلق اس حد تک جانتے ہیں کہ ایک بار عورتوں نے تمہیں قالین میں لپیٹ دیا تھا۔!"

"جھوٹ بالکل جھوٹ.... اس سالے مکرانی نے بتایا ہو گا۔!"

"ہم کسی مکرانی کو نہیں جانتے۔!"

"تو پھر یامین بھائی نے بتایا ہو گا۔!"

"جی نہیں.... ہم کسی یامین بھائی کو بھی نہیں جانتے۔!"

"تو پھر آپ نے اخبار میں پڑھا ہو گا.... اکثر مجید لاہوری ایسی باتیں چھاپ دیا کرتے تھے.... اللہ بخشے میرا بڑا خیال کرتے تھے۔!"

"ہم اردو کے اخبار نہیں دیکھتے۔!"

"دیکھا کیجئے....! ایمان تازہ ہوتا ہے.... ایک صفحہ پر درس قرآن پڑھئے اور دوسرے صفحہ پر سینما کی ننگی چھپکلیوں کی تصویریں بھی دیکھ لیجئے۔!"

"لے چلو اس کو....!" وہی لڑکی غرائی۔

"کک کہیں دور نہ لے چلئے گا....!" استاد کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی۔

وہ انہیں گھیرے میں لئے ہوئے ہال سے متصل ایک کمرے میں داخل ہوئیں جہاں عجیب قسم کا فرنیچر نظر آیا.... کسی طرف نظر ہی نہیں ٹھہرتی تھی۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں مختلف قسم کی روشنیوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہو۔

"بیٹھ جاؤ....!" ایک لڑکی نے استاد کو ایک کرسی میں دھکیلتے ہوئے کہا۔!

"کرسی بے داغ فولاد کی معلوم ہوتی تھی.... استاد ڈر رہے تھے کہیں اس میں بجلی کا کرنٹ موجود نہ ہو اس لئے بیٹھے تو فوراً ہی چیخ مار کر کھڑے بھی ہوگئے۔

"کیا بات ہے....!" اردو میں گفتگو کرنے والی لڑکی نے انہیں گھور کر پوچھا۔

"کرنٹ مار دیا....!" استاد گڑگڑائے۔

"احمق.... یہ دیکھو....!" اس لڑکی نے کہا اور استاد کو ایک طرف ہٹاتی ہوئی خود کرسی پر بیٹھ گئی.... پھر بولی "اچھا سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر لڑکیوں کے ہاتھ دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ ان کی تقدیریں کیسی ہیں۔"

استاد نے بے چون وچرا تعمیل کی یعنی سامنے والی کرسی پر جا بیٹھے۔

لڑکی نے ایک کو اشارہ کیا کہ وہ انہیں اپنا ہاتھ دکھائے۔

استاد نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کی بلکہ دور ہی سے ناک بھوں پر زور دیتے رہے۔

"آپ کا ستارہ جون میں ٹھیک ہو جائے گا۔!" کچھ دیر بعد بولے۔

"فی الحال کیا خرابی ہے....!"

"جی بس.... ایک موٹی سی عورت نے ان پر کچھ کرا دیا ہے۔!"

"ہائیں.... کچھ کرا دیا ہے.... میں مطلب نہیں سمجھی۔!"

"جی کچھ ان کے خلاف دعا تعویز ہوئی ہے۔!"

"یہ کیا چیز ہوتی ہے۔!"

"جی کیا آپ کے ہاں انگریزی میں نہیں ہوتی۔!"

"معلوم نہیں تم کیا بکواس کر رہے ہو۔!"

"صاحب یہ علم ہے.... علم دریاؤ.... اس کا کوئی اور چھور نہیں ہے۔ ہندوستان میں کچھ

ہے انگلستان میں کچھ ہے اور اس سینے میں کچھ اور ہے۔" استاد سینے پر ہاتھ مار کر بولے۔

"یہ بتاؤ اس کی شادی کب ہو گی۔!"

"شش شادی.... جی شادی تو کبھی نہیں ہو گی کیونکہ یہ صرف محبت کرنے کی قائل ہیں۔!"

"کمال ہے....!" لڑکی اچھل پڑی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر استاد کو گھورنے لگی۔!

"کیوں ہے نہ یہی بات....!" استاد نے قہقہہ لگایا۔

"اچھا اب میرا ہاتھ دیکھ کر بتاؤ کہ میں تمہیں قتل کر سکوں گی یا نہیں۔!" لڑکی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"ارے کیوں.... ہی ہی ہی.... آپ مجھے قتل کریں گی.... مجھ غریب کو....!"

ٹھیک اسی وقت ایک مرد کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر اتنی گھنی ڈاڑھی اور مونچھیں تھیں کہ دہانہ غائب ہو کر رہ گیا تھا۔ آنکھوں پر تاریک شیشے کی عینک تھی۔

اسے دیکھتے ہی لڑکیاں سہمے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹ گئیں۔ استاد بوکھلاہٹ میں پہلے ہی کھڑے ہو چکے تھے۔

"بیٹھ جاؤ....!" اجنبی غرایا.... یہ دیسی ہی معلوم ہوتا تھا۔ پھر وہ لڑکیوں کی طرف مڑا اور انہیں باہر جانے کا اشارہ کیا۔

استاد اب بھی کھڑے تھے اور ان کی ٹانگیں بُری طرح کانپ رہی تھیں۔ دفعتاً انہوں نے گڑگڑانا شروع کیا۔ "جناب عالی.... یہ لوگ مجھے زبردستی پکڑ لائی تھیں۔!"

"خاموش رہو.... اور بیٹھ جاؤ.... آج تم نواب شمس الدین کے یہاں کیوں گئے تھے۔!" اجنبی نے خون خوار نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"حضور عالی.... وہاں بھی مجھے زبردستی لے جایا گیا تھا۔!"

"کون لے گیا تھا۔!"

"عمران صاحب....!"

"کیوں لے گیا تھا....!"

"انہوں نے کہا تھا پاگلوں کی انجمن تم نے اپنے نام سے رجسٹر کرائی تھی۔ یہ نواب شمس الدین کون ہوتے ہیں اس نام کو استعمال کرنے والے۔ میں نے کہا میں ان بکھیڑوں میں نہیں پڑتا

چاہتا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم نے قانونی کارروائی کی دھمکی دے دی تو نواب صاحب سے کم از کم دس ہزار روپے ضرور مل جائیں گے۔!"

"عمران کون ہے....!"

"شہر کے ایک رئیس زادے ہیں۔!"

"کیا کرتا ہے....!"

"میں نے تو انہیں ہمیشہ عیش ہی کرتے دیکھا ہے۔!"

"نواب شمسو کو تم نے کوئی غزل سنائی تھی۔!"

"جی ہاں.... جی ہاں.... کیا آپ کی خدمت میں بھی پیش کروں۔!"

"ضرور.... میں ضرور سنوں گا۔!"

استاد نے غزل شروع کر دی.... وہ بغور سنتا رہا.... غزل کے اختتام پر ہنس پڑا اور استاد کی جان میں جان آئی۔ لہٰذا اب یہ ضروری ہو گیا تھا کہ ان کے دانت بھی نکل پڑتے۔

"کیا یہ غزل تم نے خود کہی ہے۔!"

"عالی جاہ....!" استاد نے سینہ تان کر کہا۔

"بکواس ہے....!" تمہارا تو ایک مصرعہ بھی وزن میں نہیں ہوتا۔!"

"جی میں نے ڈاک خانے میں وزن کرا لیا تھا اس غزل کا۔!"

"بکو مت...." اجنبی دہاڑا اور استاد سہم کر بولے۔ "عالی جاہ میری بھی تو سنیئے.... جی ہاں.... یہ غزل مجھے عمران صاحب نے رٹائی تھی اور کہا تھا کہ جب میں کہوں تم یہ غزل نواب صاحب کو سنا دینا۔! تو جناب عالی جب انہوں نے کہا تو میں نے غزل سنا دی۔!"

"تم وہاں سے چلے کیوں آئے تھے۔!"

"اب یہ پوچھ کر مجھے شرمندہ نہ کیجئے جناب عالی....!"

"کیا بات ہے صاف صاف کہو....!" اجنبی غرایا۔

"ایک پاگل لڑکی نے مجھے نوچ کھسوٹ ڈالا تھا....!"

"عمران کیوں رک گیا تھا....!"

"شائد وہ بھی پاگل بننا چاہتے تھے۔!"

"وہاں سے آنے کے بعد کب ملا تھا تم سے۔!"

"جی اب ان کا منہ بھی ہے مجھ سے ملنے کے لئے۔!"

"کیا مطلب....!"

"مطلب....! ارے میری عزت خاک میں ملوادی.... میں نادر شاہ درانی کے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں.... اب کبھی ملے گا تو بتاؤں گا۔!"

"خیر چھوڑو..... ہاں تو تم نجومی ہو۔!"

"جناب عالی....!"

"میرا ہاتھ دیکھ کر بتاؤ کہ اگلے چھ ماہ کیسے گذریں گے۔!" اس نے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

استاد کچھ دیر تک خاموشی سے اس کا ہاتھ دیکھتے رہے پھر بے حد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولے "اگلے چھ ماہ آپ کے عروج کے زمانے میں شامل ہیں آپ لندن جا کر ملکہ معظمہ سے ہاتھ ملائیں گے۔!"

"مجھے ملکہ معظمہ سے کوئی دلچسپی نہیں۔!"

تو پھر وہ خود ہاتھ ملانے یہاں آئیں گی.... ملکہ سے ہاتھ ملانا مقدر ہو چکا ہے۔ چاہے جیسے بھی ہو۔!"

"یہ تو بڑی اچھی خبر سنائی تم نے.... اچھا.... یہ لو....!" اس نے پرس سے سو روپے کا ایک نوٹ نکال کر استاد کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب عالی....!" استاد نے نوٹ اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔

"عمران سے اس ملاقات کا ذکر نہ کرنا.... یہ لو پچاس روپے اور رکھو....!"

"زندگی بھر جناب کو دعا دیتا رہوں گا۔!"

"اچھا بس اب جاؤ.... اس کمرے سے نکلو گے تو ہال میں تمہیں ایک گاڑی تیار ملے گی.... چپ چاپ بیٹھ جانا.... ڈرائیور تمہارے اڈے پر تمہیں چھوڑ دے گا۔"



رات تاریک بھی تھی اور شمس آباد یا "پاگل نگری" کی فضا پر سکوت طاری تھا۔

عمران اور صفدر اسی تالاب کے کنارے زمین پر اوندھے پڑے تھے جس میں پاگلوں نے

آگ لگائی تھی۔

"کیا خیال ہے۔" دفعتاً صفدر نے سرگوشی کی۔

"اندھیرے میں خیال سجھائی نہیں دے رہا۔!"

"آخر یہاں کرنا کیا ہے....!"

"لیٹے رہو.... چین سے.... اور اس نیلی روشنی کو تکتے رہو.... جو سامنے والی عمارت کی کھڑکی میں نظر آرہی ہے۔!"

صفدر طویل سانس لے کر رہ گیا....! آج سر شام عمران اس سے ملا تھا اور تاکید کی تھی کہ سوٹ کے نیچے تیراکی کا لباس پہن کر دس بجے شب کو اس کا منتظر رہے۔!

پھر دس بجے وہ دوبارہ آیا تھا اور دونوں گھر سے روانہ ہو کر یہاں پہنچے تھے۔

سوٹ کے نیچے تیراکی کے لباس کی موجودگی کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ کام کے کسی نہ کسی اسٹیج پر تیراکی ضرور ہوگی۔!

"کیا مچھلیاں پکڑنی ہیں....!" صفدر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"جی نہیں آپ صرف ریوالور پکڑے رہیں گے....!" عمران بولا۔ "میں پانی میں اتروں گا اور آپ بھی احتیاطاً سوئمنگ ڈریس میں آجایئے....!"

"کیا آپ سوٹ اتار چکے ہیں۔!"

"جی ہاں....! اللہ کا شکر ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے آپ مجھے تیراکی کے لباس میں نہیں دیکھ سکتے۔!"

صفدر اسی طرح لیٹے لیٹے سوٹ اتارنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ صرف تیراکی کے لباس میں تھا اور ریوالور کے دستے پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔!

"تیار ہو....!" کچھ دیر بعد عمران نے پوچھا۔

"بالکل....!"

"اچھا تو پھر میں چلا....!" عمران نے کہا اور صفدر نے اس کے پانی میں اترنے کی آواز سنی۔!

رات خوش گوار تھی.... لیکن مطلع غبار آلود ہونے کی بنا پر تاروں کی چھاؤں مفقود تھی۔!

صفدر پوری ہوشیاری سے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے جا رہا تھا۔ اسے علم نہیں تھا کہ

رات گئے تیراکی کے اس شوق کے پیچھے کس قسم کے حالات ہیں۔

اس نے دیر سے سگریٹ نہیں پیا تھا.... خواہش شدید تھی لیکن وہ سگریٹ سلگانے کی ہمت نہ کر سکا.... ایسے مواقع پر جب حالات سے کماحقہ آگاہی نہ ہو وہ ہمیشہ محتاط رہتا تھا۔

آدھا گھنٹہ گذر گیا لیکن حالات میں کوئی ایسی تبدیلی نہ ہوئی جس کی بناء پر صفدر کو ہاتھ پیر ہلانے پڑتے.... چپ چاپ لیٹا رہا۔!

پھر دفعتاً عمران کی سرگوشی سنائی دی۔ "اب کپڑے پہن لو کام بن گیا....!"

"کتنے پونڈ کا ہوگا اندازاً....!" صفدر نے خوشدلی کا مظاہرہ کیا۔

"گھر چل کر تول لینا....؟" جواب ملا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی گاڑی شاہراہِ خاص پر جا رہی تھی۔ صفدر ڈرائیو کر رہا تھا اور عمران اس کے پہلو میں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

"کیا آپ کو شب بخیر کہوں....!" صفدر جھک کر اس کے کان میں بہ آواز بلند بولا۔

عمران چونک پڑا اور بوکھلائے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا۔ "آج معلوم ہوا کہ رات کو پانی کا ٹمپریچر کم ہو جاتا ہے۔!"

"یہ بات آپ مجھ سے معلوم کر سکتے تھے.... اس دردسری کی کیا ضرورت تھی۔!"

"میں خود مشاہدہ کرنا چاہتا تھا.... ابھی کل ہی تجربہ کیا تھا کہ اگر کہیں مرچیں لگ جائیں تو کس ڈگری کی جلن ہوتی ہے۔!"

"بس خدا کے لئے خاموش رہئے....!"

"تم بھی تجربہ کر سکتے ہو! پسی ہوئی مرچیں ہر وقت جیب میں رکھتا ہوں۔!"

دفعتاً ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ عمران نے ڈیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھا کر ریسیور نکالا۔

"ہیلو....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی وہ ایکس ٹو کی سی پھنسی پھنسی سی آواز میں بول رہا تھا۔

"نجومی کو چار لڑکیاں ایک گاڑی میں لے گئی تھیں.... گریشم روڈ کی عمارت بی الیون میں گاڑی داخل ہوئی تھی.... کچھ دیر بعد نجومی دوسری گاڑی میں باہر نکلا.... اور گاڑی اسے اس کے اڈے کے قریب چھوڑ کر پھر "بی الیون" کی طرف واپس چلی گئی۔!"

"بی الیون سے متعلق معلومات۔!" عمران ماؤتھ پیس میں بولا۔

"صدیقی اور نعمانی اس کے بارے میں چھان بین کر رہے ہیں۔!"

"آل رائٹ.... سٹاپ....!" عمران نے کہہ کر ریسیور پھر ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھ دیا۔

صفدر بائیں ہاتھ سے سگریٹ سلگا رہا تھا۔

عمران نے اس سے کہا۔ "اب مجھے میرے فلیٹ تک پہنچا دو۔!"



دوسری صبح عمران پھر شمس محل جا پہنچا.... لیکن اس وقت وہ بہت ہی پائیدار قسم کے پلاسٹک میک اپ میں تھا۔ اور حلیہ ہپیوں جیسا تھا۔ سینے پر ایک سالخوردہ مینڈولین لٹک رہا تھا۔

نواب شمسو تک پہنچنے سے پہلے چیتے سے مڈبھیڑ ہونی ضروری تھی.... لہٰذا ہوئی اور عمران نے بڑی لاپروائی سے کہا۔ "ابے او بلے میں مہاپاگل سے ملنا چاہتا ہوں....!"

"بلے....!" وہ غرایا۔ "میں چیتا ہوں بلا نہیں....!"

"ہوگا کچھ.... کہہ دے مہاپاگل سے کہ میں ملنا چاہتا ہوں۔!"

"تم کون ہو....!"

"جھاپک....!"

"کیوں ملنا چاہتا ہے....؟"

"انجمن میں شرکت کے لئے....!"

"آج موقع نہیں ہے۔!"

"موقع نکالو.... ورنہ ہم پھر ہنالولو.... واپس چلے جائیں گے۔!"

"ہنالولو....!" چیتا اچھل پڑا۔

"ہاں.... کیا تم نے یہ نام پہلے کبھی نہیں سنا۔!"

"بچپن میں لولو سے ڈرتا تھا....!"

"جلدی کرو....!"

"اچھا ٹھہرو.... میں دیکھتا ہوں....!"

وہ اندر چلا گیا.... اور عمران جھوم جھوم کر مینڈولین پر ایک انگریزی دھن بجانے لگا۔!

چیتا جلد ہی واپس آگیا اور خود بھی اس دھن میں جھومنے لگا.... دو منٹ تک دونوں موسیقی کی لہروں میں بہتے رہے اس کے بعد اچانک عمران مضراب والا ہاتھ روک کر بولا۔ "میں یہاں کیوں آیا تھا....!"

"مجھے یاد نہیں....!" چیتے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یاد کرو ورنہ ساری دنیا تباہ ہو جائے گی.... میں انگریزی وضع کا مجذوب ہوں ابھی تمہاری اے بی سی ڈی کر کے رکھ دوں گا۔!"

"یہ کیسے ہوتی ہے....!"

"اپنے کپڑوں سے جوئیں نکال کر تمہیں زبردستی کھلاؤں گا۔!"

"دیکھو ایسی باتیں نہ کرو.... کہ مجھے قے ہو جائے۔!"

"ہمیں تو جب بھوک لگتی ہے ہم یہی کھاتے ہیں۔!"

چیتے کو اوبکائی آئی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتے ہوئے کہا "مہاپاگل اس وقت نہیں مل سکتے۔!"

"کون مہاپاگل....!"

"جن سے تم ملنے آئے تھے۔!"

"میں کسی سے ملنے نہیں آیا تھا....!"

"تو پھر چلتے پھرتے نظر آؤ.... بہتر یہی ہے کہ ہال میں جا کر دوسرے پاگلوں کے پاس بیٹھو....! باؤلی بھی وہیں ہے۔!"

"کون باؤلی....!"

"مہاپاگل کی باؤلی....!"

"کتنی بڑی ہے۔!"

"جوان ہے....!"

"اچھی بات ہے مجھے ہال کا راستہ دکھاؤ۔!"

چیتا بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "سیدھے چلے جاؤ۔ سیاہ رنگ کے پردے والے دروازے میں داخل ہو جانا....!"

عمران مینڈولین بجاتا ہوا ہال میں داخل ہوا تھا.... ڈائس پر اسے نواب شمسو کی سیکرٹری نظر آئی۔ وہ خاموش بیٹھی تھی اور دوسرے پاگل اپنی اپنی دُھن میں مگن شوروغل میں اضافہ پر اضافہ کرتے چلے جارہے تھے۔ عمران کے مینڈولین کی آواز دب کر رہ گئی۔

دفعتاً وہ ہاتھ اٹھا کر چیخنے لگا۔ "سنو لوگو سنو.....! میں سند باد جہازی ہوں تمہیں اپنی سیاحت کی داستان سناؤں گا۔!"

دفعتاً باؤلی اپنی جگہ سے اٹھی اور عمران کے پاس آکھڑی ہوئی۔

"تم کون ہو.....!" اس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"پاگل.... ہنالولو سے آیا ہوں.....!"

"بہتر ہوگا کہ وہیں واپس جاؤ.....!"

"یہاں کے پاگل پن کا سروے کرنے آیا ہوں.....!"

"تو حکومت سے مدد چاہو..... یہاں کیا رکھا ہے۔!"

"تم رکھی ہوا ے حسین لڑکی.....!"

"پاگلوں کی نظر میں حسن کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ تم کوئی بہروپیے ہو۔!"

"اگر کوئی اتنا ہوش مند ہو کہ روپ اور بہروپ میں فرق کر سکے تو اسے پاگل کون کہے گا۔!"

"ہم تو تفریحاً پاگل ہیں۔!"

"سنجیدگی سے کون پاگل ہوتا ہے۔!"

"بہت چرب زبان ہو.....! اب ہم اجنبیوں کو انجمن میں شامل نہیں کرتے۔!"

"اگر میں کسی بہت بڑے پاگل کی سفارش لاؤں تو۔!"

"تب یہ مسئلہ قابل غور ہو سکتا ہے۔!"

"تمہارا نام.....!"

"جھاپک.....!"

"عجیب نام ہے.....!"

"پاگلوں کے لئے کوئی چیز عجیب نہ ہونی چاہئے۔!"

"مہا پاگل سے انٹرویو کے بغیر تم انجمن میں شامل نہیں کئے جاسکتے۔!"

"میں نے تو چاہا تھا لیکن انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا۔!"

"تم میرے ساتھ چلو....!"

"ضرور چلو.... میں جلد از جلد اپنی خواہش کی تکمیل چاہتا ہوں۔!"

"تمہارا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے تو نہیں۔!"

"میرا تعلق میرے اپنے محکمہ سے ہے۔!"

"تمہارا محکمہ....!"

"بے سروپا....!"

"چلو....!" وہ صدر دروازے کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ کچھ دور چلنے کے بعد باؤلی نے اس سے پوچھا۔ "کیا تم بھی نشہ کرتے ہو۔!"

"نشہ کرتا ہوں....؟" وہ چلتے چلتے رک کر اُسے گھورنے لگا۔

"میں ہنالولو کی بات کر رہی تھی یہاں کے پاگل تو کچھ دیر کے لئے یہ بھی بھول جانا چاہتے ہیں کہ وہ پاگل ہیں.... لہٰذا طرح طرح کی منشیات استعمال کرتے ہیں۔!"

"اچھی لڑکی پاگل پن بجائے خود ایک نشہ ہے.... پھر چند لمحوں کے لئے جھوٹے نشوں سے کیا فائدہ.... نہیں میں منشیات کا عادی نہیں ہوں۔!"

"کیا ہنالولو میں ایسی ہی صاف اردو بولی جاتی ہے۔!"

"میرے پردادا ہندوستانی تھے.... پردادی سمیت ہنالولو تشریف لے گئے اور اس بات کا خاص خیال رکھا کہ ان کے بچے اردو سے نابلد نہ رہنے پائیں۔!"

"خوب....!"

رہائشی حصے کے قریب پہنچ کر پھر چیتے سے مڈ بھیڑ ہوئی لیکن وہ دروازے کے سامنے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

باؤلی عمران کو اس کمرے میں لائی جہاں پچھلے دن چیتے سے دو دو ہاتھ ہوئے تھے۔

آج بھی یہاں پچھلے ہی دن کی سی ابتری اور بے ترتیبی نظر آئی۔

"یہاں بیٹھو....! میں مہا پاگل کو تم سے ملنے پر آمادہ کرنے جا رہی ہوں۔!"

عمران اچک کر مینٹل پیس پر جا بیٹھا اور باؤلی ہنس پڑی۔

"بہت مناسب جگہ ہے....!" عمران نے کہا اور مینڈولن بجانے لگا۔

باؤلی چلی گئی دس منٹ بعد واپس آئی تو عمران کو بدستور مینڈولن سے الجھا ہوا پایا۔

"کچھ دیر بعد مہاپاگل تم سے مل سکیں گے۔! فی الحال تم میرے سوالات کے جواب دو۔!" باؤلی نے کہا اور کاپی پنسل سنبھال کر بیٹھ گئی۔

"کرو سوالات....!" عمران مینڈولن کا پیچھا چھوڑتا ہوا بولا۔

"نام....!"

"جھاپک....!"

"قومیت....!"

"ہنالولوی.... مذہب اسلام....!"

"نام سے تو مسلمان نہیں معلوم ہوتے.... جھاپک کا کیا مطلب ہے۔!"

"ناموں میں کیا رکھا ہے.... جب اعمال مسلمانوں کے سے نہیں تو ناموں کو کیوں بدنام کیا جائے......محمد علی نام رکھ کر غلاظت کے ڈھیر پر کیوں بیٹھوں۔!"

"کیوں بیٹھے ہو غلاظت کے ڈھیر پر اٹھ جاؤ۔!"

"اٹھنا چاہتا ہوں لیکن پڑوسی کمر تھام لیتا ہے:.... تم جانتی ہی ہو کہ اسلام نے پڑوسی کو کیا درجہ دیا ہے۔!"

"چرب زبانی کے ماہر معلوم ہوتے ہو۔!"

"اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔!"

"تم آخر ہو کون....؟"

"جھاپک ازم کا بانی.... کفر و اسلام دونوں سے الگ....!"

"یہ جھاپک ازم کیا چیز ہے....!"

"کفر و اسلام کا مرکب.... تا کہ کسی کو بھی کوئی شکایت نہ ہو۔!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"زبان سے اللہ اللہ کرتے رہو.... اور اس کے وجود کو دروغ مصلحت آمیز سمجھو.... اور یہ سوچو کہ دنیا کے ہر دور کے ذہین آدمی سوچتے رہے ہیں لیکن خوف فساد خلق سے زبان نہیں

کھولی اور سخن ہائے گفتنی ناگفتہ رہ گئے۔!"

"بہت خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو....!"

"مصلحت کوش آدمی....!"

"میں نے تمہارے جوابات لکھ لئے ہیں انہیں مہاپاگل کے سامنے پیش کروں گی اور اب میں مناسب نہیں سمجھتی کہ وہ فوری طور پر تم سے ملاقات کریں۔!"

"کیوں....؟"

"تمہارا مسلک خود میری سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"اگر تم پاگل پن کو مسلک نہیں سمجھتیں تو پھر اس انجمن سازی کا کھڑاگ کیا معنی رکھتا ہے؟"

"اب اس وقت جاؤ.... کل آنا.... فی الحال میں تم سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کر سکتی۔"

"تمہاری مرضی....!" وہ مینٹل پیس سے اتر آیا۔

شمس محل سے نکلنے کے بعد وہ ایک طرف چل پڑا۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسکا تعاقب تو نہیں کیا جاتا۔! دھوپ تیز تھی کچھ دور پیدل چلتا رہا.... جب اطمینان ہو گیا کہ تعاقب نہیں کیا جا رہا تو ایک ٹیکسی رکوائی ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی روک تو لی لیکن اسے گھورتا رہا بولا۔ "پیسے ہیں جیب میں۔!"

عمران نے اسے نیم وا آنکھوں سے دیکھتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دس کا ایک نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پچھلی سیٹ کے بجائے وہ ڈرائیور کی برابر والی سیٹ پر بیٹھا۔

"کدھر چلوں....!"

جہاں دس روپے ختم ہو جائیں وہیں مجھے اتار دینا۔

"بہت اچھا صاحب.... آپ کدھر کا ہی ہے۔!"

"بس ادھر اُدھر کا سمجھ لو۔"

"صاحب آپ لوگوں کی وجہ سے بڑا گھپلا ہو جاتا ہے.... کبھی کبھی....!"

"ہم خود گھپلا ہیں۔!"

"پرسوں رات صدر میں ہنگامہ ہو گیا ایک بس اسٹاپ پر ایک انگریز عورت نظر آئی جو صرف پتلون پہنے ہوئے تھی اور اس کے گھنگریالے بال کاندھوں پر لہرا رہے تھے میں جھپاک سے ٹیکسی گھما کر اس کے آگے پہنچا اور اپنی سات پشتوں کو گالیاں دیتا ہوا ٹیکسی بھگاتا دور نکل گیا۔

"کیوں....؟"

"آگے ڈاڑھی تھی.... کوئی ہپی صاحب تھے۔"

"تو اس میں بُرا ماننے کی کیا بات تھی۔!"

"وہ بات اڑا کر بولا۔"میں ایک ایسے بنگلے سے واقف ہوں جہاں صرف ہپی لڑکیاں رہتی ہیں.... میں نے آج تک وہاں کوئی مرد نہیں دیکھا۔!"

"آہا.... تو پھر کیوں نہ تم مجھے وہاں پہنچادو....!"

"انگریز لڑکیاں ہیں....!"

"تب تو اور بھی اچھا ہے۔!"

"اچھی بات ہے جب میں دیکھوں گا کہ دس روپے پورے ہونے والے ہیں تو میں آپ کو وہیں پہنچادوں گا۔!"

"تم مجھے فوراً وہیں پہنچادو.... بقیہ پیسے میں تم سے واپس نہیں لوں گا۔!"

کچھ دیر بعد ایک بڑی عمارت کے پھاٹک پر ٹیکسی رکی اور عمران نے پر معنی انداز میں سر کو جنبش دی.... عمارت کا نمبر بی الیون تھا۔!

"ٹیکسی اسے وہاں چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔!

"تو یہ بات ہے....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔"خیر تم لوگ بھی کیا یاد کرو گے۔!"

پھاٹک اندر سے مقفل نہیں تھا۔!

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا تھا کہ اس نے احتیاط برتنے کے باوجود دھوکا کھایا ہے ان لوگوں نے کسی دوسرے طور پر اس کی نگرانی کی تھی.... اور جب اس نے کسی سواری کی خواہش کی تو انہی لوگوں کی ایک ٹیکسی اسے مل گئی اور اس طرح وہ اس عمارت بی الیون تک آپہنچا جس کی نشان دہی پچھلی رات اس کے ماتحت نے کی تھی.... استاد محبوب نرالے عالم کو چند لڑکیاں اسی عمارت میں تو لائی تھیں۔!

وہ پھاٹک کو دھکیل کر کمپاؤنڈ میں داخل ہوا.... لان سنسان پڑا تھا.... کچھ عجیب وضع کی عمارت تھی اندازہ کرنا دشوار تھا کہ صدر دروازہ کون سا ہو سکتا ہے۔!

عمارت کے قریب پہنچ کر پل بھر کے لئے اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی تھی اور پھر

آگے بڑھ کر ایک دروازے کو دھکا دیا تھا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوا۔

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا.... جس کی دونوں اطراف میں اوپر جانے کے لئے زینے تھے۔!

"کوئی ہے....؟" دفعتاً اس نے انگریزی میں ہانک لگائی۔ "میں بھوکا ہوں.... مجھے کھانا کھلاؤ.... میں بہت تھک گیا ہوں میرے لئے آرام دہ بستر کا انتظام کرو کیونکہ میں ایک فنکار ہوں.... تمہارا جی بہلاتا ہوں....!"

اور پھر اس نے جھوم جھوم کر مینڈولین بجانا شروع کر دیا۔ دفعتاً ایک مرگھلی سی لڑکی بائیں جانب والے زینے سے نیچے اتری اور اس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

عمران نے مضراب روکی.... اور اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"تم یہاں کس کی اجازت سے داخل ہوئے ہو...!" لڑکی نے جھلائے ہوئے لہجہ میں سوال کیا۔

"ایک ٹیکسی ڈرائیور کی اجازت سے۔!"

"کیا مطلب....!"

"میں نے اس سے پوچھا تھا کہ اس شہر میں میرے قبیلے کے لوگ کہاں ملیں گے اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عمارت سے واقف ہوں جہاں بہت سی ہپی لڑکیاں رہتی ہیں۔!"

"تم کہاں سے آئے ہو....!"

"ہنالولو سے....!"

"اچھا تو میرے ساتھ آؤ.... آج ہمیں ایک سازندے کی ضرورت تھی۔ تم مینڈولن بہت اچھا بجاتے ہو۔!"

"چلو....!" عمران جھومتا ہوا بولا۔

وہ جن زینوں سے اتری تھی پھر انہیں پر چڑھنے لگی.... عمران اس کے پیچھے تھا.... اوپر پہنچ کر ایک کمرے میں داخل ہوتے وقت اس نے عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

اس کمرے میں چار لڑکیاں بیٹھی اونگھ رہی تھیں.... پانچویں نے داخل ہوتے ہی چیخ ماری "مل گیا۔!"

وہ چونک کر آنکھیں ملنے لگیں.... پھر عمران پر نظر پڑتے ہی کرسیوں سے اٹھ گئیں۔

"کیا یہ آسمان سے اترا ہے....!" ان میں سے ایک بولی۔

"نہیں اپنے پیروں سے چل کر آیا ہے.... مینڈولن بہت اچھا بجاتا ہے۔!"

"او ہو.... تو وہ کمپوزیشن اس کے حوالے کرو.... شائد کامیاب ہو جائے۔!"

وہی مرگھلی سی لڑکی جو عمران کو یہاں لائی تھی اپنا پرس کھول کر کچھ تلاش کرنے لگی پھر ایک پرچہ نکال کر اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "ذرا اس کمپوزیشن کو ٹرائی کرو.... تمہیں ایک گھنٹے کا وقت دیا جاتا ہے۔!"

"دس منٹ کافی ہوں گے.... میں اپنی ماں کے پیٹ میں رقص کیا کرتا تھا۔!"

اس نے کاغذ سامنے رکھ کر مینڈولن کے تار چھیڑے اور ایک منٹ بعد لڑکیوں نے تھرکنا شروع کر دیا.... ان میں سے ایک ہاتھ ہلا ہلا کر تال دیتی جا رہی تھی۔

"گڈ....!" کچھ دیر بعد وہ یک زبان ہو کر بولیں.... "چلو اب ریکریشن ہال میں چل کر مشق کریں۔!"

کمرے کا ایک دروازہ دوسری طرف بھی کھلتا تھا.... وہ سب اس سے گذر کر عمارت کے دوسرے حصے میں پہنچے اور نیچے جانے کے لئے انہیں پھر زینے طے کرنے پڑے تھے۔

یہ بھی بہت بڑا ہال تھا جس میں چاروں طرف دیوار پر بڑے بڑے آئینے لگے ہوئے تھے۔!

مرگھلی لڑکی نے عمران کو ساز چھیڑنے کا اشارہ کیا۔

بے ہنگم سا رقص شروع ہو گیا.... عمران بظاہر آنکھیں بند کئے جھوم جھوم کر مینڈولین بجائے جا رہا تھا لیکن حقیقت یہ تھی وہ ذرہ برابر بھی غافل نہیں تھا۔

اچانک لڑکیاں خوف زدہ انداز میں چیخنے لگیں.... اور عمران کی آنکھیں کھل گئیں.... اس نے دیکھا کہ دیوار پر لگے ہوئے آئینوں کی رنگت کسی قدر زرد ہو گئی ہے اور ان میں اس کی اصل شکل نظر آ رہی ہے۔

اس نے اپنے گالوں پر ہاتھ پھیرا.... میک اپ بدستور موجود تھا۔

اس نے پھر آئینوں کی طرف دیکھا.... ان میں کسی ہپی کی بجائے کلین شیو عمران کھڑا تھا۔

دفعتاً لڑکیاں "بھوت بھوت" چیختی ہوئی زینوں کی طرف دوڑ گئیں عمران وہیں کھڑا رہا۔

اب وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... اس نے پھر مینڈولن بجانا شروع کر دیا لیکن دوسرے ہی لمحہ میں چاروں طرف سے قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں.... عمران نے مضراب

والا ہاتھ نہ رکنے دیا.... اس نے ان قہقہوں پر بھی میوزک دینے کی کوشش کر ڈالی تھی۔

"علی عمران....!" کسی اندیکھے آدمی نے اُسے مخاطب کیا۔

"میں سن رہا ہوں....!" عمران نے ہاتھ روکے بغیر اونچی آواز میں کہا۔ "کہو کیا کہتے ہو۔!"

"تمہاری شہرت اچھی نہیں ہے۔!"

"سامنے آکر بات کرو تو میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کر سکتا ہوں۔!"

"تم میرے سوالات کا ٹھیک ٹھیک جواب دو.. ورنہ اس عمارت سے زندگی بھر نہ نکل سکو گے۔!"

"اگر تم ان پانچوں لڑکیوں کو باور کراسکو کہ میں بھوت نہیں ہوں تو پھر میں خود ہی اس عمارت سے باہر نکلنا پسند نہ کروں گا۔!"

"بکواس بند کرو....!"

"چلو خاموش ہو گیا.... اب فرمائیے۔!"

یہ گفتگو اردو میں ہو رہی تھی.... نامعلوم آدمی لہجے کے اعتبار سے ویسی ہی معلوم ہوتا تھا۔

"تم پاگلوں کی انجمن میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو....؟"

"میں خود بھی پاگل ہوں اس لئے....!"

"تم نے نجومی کو وہ غزل کیوں رٹائی تھی....!"

"یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ سچ مچ پاگل ہیں یا نہیں....!"

"کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اس انجمن کے پردے میں کوئی غیر قانونی حرکت ہو رہی ہے۔!"

"بہتر ہوتا کہ تم یہ سوالنامہ کسی اخبار میں شائع کرادیتے اور میں پبلک کے فائدے کے لئے اخبار ہی کے ذریعہ تم تک اپنے جوابات پہنچادیتا۔!"

"وقت ضائع نہ کرو تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنے بڑے خطرے سے دوچار ہو۔!"

"اگر یہ بات ہے تو ذرا جلدی کرو.... میں لڑکیوں کو دیا ہوا کمپوزیشن رواں کر رہا تھا.... ہاں میرا خیال ہے کہ اس انجمن کے پردے میں کوئی غیر قانونی حرکت ہو رہی ہے۔!"

"اچھا تو پھر تم کیا کرو گے۔!"

"اگر کیس پولیس کے حوالے کر دینے کے قابل نہ ہوا تو بلیک میلنگ....!" عمران نے احمقانہ انداز میں ہنس کر کہا۔

"اور اگر تمہارا منہ بند کر دیا جائے تو....!"

"کیا کہنے.... ضرور کوشش کرو....!" عمران نے مینڈولین کے تاروں پر ضرب لگائی۔

"سنجیدگی سے گفتگو کرو....!"

"مجھے کسی بات پر مجبور نہیں کیا جاسکتا.... ویسے اگر تم میرے سامنے آؤ تو یہ ممکن ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تمہیں کافی خوبصورت ہونا چاہئے۔!"

"علی عمران.... اب تم خود کو ہر قدم پر موت سے دوچار سمجھو....!"

"چار اور آٹھ بھی سمجھنے کو تیار ہوں.... تم سامنے تو آؤ....؟"

"تمہاری یہ خواہش جلد پوری کر دی جائے گی.... دوپہر کا کھانا تم ہمارے ہی ساتھ کھاؤ؟"

"وہ لڑکیاں ہوں گی میز پر....!"

"اگر تم خواہش کرو تو....؟"

"انہیں کی وجہ سے تو دوڑا آیا تھا یہاں.... ورنہ کیا ضرورت تھی۔!"

"اچھا.... اب تم اپنا شغل جاری رکھ سکتے ہو....!"

اچانک عمران نے محسوس کیا کہ ان آئینوں کی رنگت معمول پر آگئی ہے.... پھر اسے اپنا میک اپ کیا ہوا چہرہ بھی نظر آیا۔

اس نے طویل سانس لی اور فرش پر اکڑوں بیٹھنے کی کوشش میں منہ کے بل گر پڑا۔ پتلون اتنی تنگ تھی کہ اکڑوں بیٹھ ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور مینڈولین بجانے لگا.... اتنے میں پانچوں لڑکیاں زینوں پر نظر آئیں جو تھرکتی ہوئی سیڑھیاں طے کر رہی تھیں۔

مرگھلی لڑکی نے اس کے لئے ایک بوسہ بھی ہوا میں اڑایا تھا جسے عمران نے اپنی ناک کی نوک پر ریسیو کرنے کا مظاہرہ کیا.... یہ اپنی جگہ ایک ندرت تھی۔ الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے کہ اس نے ایسا کیونکر کیا تھا۔

زینوں سے اتر کر وہ اس کے گرد ناچنے لگیں.... آئینوں میں اب عمران کی بجائے ایک ہی ہی نظر آرہا تھا۔ کچھ دیر بعد گھنٹے کی آواز سنائی دی اور وہ ناچتے ناچتے رک گئیں۔ اور مرگھلی لڑکی نے عمران کا مضراب والا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ہاؤ سوئٹ یو آر....!" عمران مسکرا کر بولا۔

"سچ مچ....!"

عمران نے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"اچھا تو چلو.... یہ کھانے کا گانگ تھا....!"

"کہاں چلوں.... کھانے کا گانگ کیا چیز ہوتی ہے۔!"

"لڑکی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتی ہوئی زینوں کی طرف لے چلی۔

چاروں لڑکیاں ان کے پیچھے چل رہی تھیں.... ان میں سے کوئی بھی خاموش نہیں تھی۔ زبانیں کترنی کی طرح چل رہی تھیں۔

ڈائننگ ہال میں ایک بڑی میز کے گرد آٹھ آدمی بیٹھے نظر آئے.... دس کرسیاں خالی تھیں یہ لوگ وضع قطع کے اعتبار سے اچھے آدمی نہیں معلوم ہوتے تھے۔

دفعتاً ایک لڑکی اونچی آواز میں بولی۔ "شریف آدمیو....! سازندے کا بھی انتظام ہو گیا۔! اب تم کھانا کھاؤ.... یہ ساز بجائے گا اور ہم ناچیں گے۔!"

عمران مضراب سے سر کھجانے لگا۔! ایک آدمی میز پر گھونسہ مار کر دھاڑا.... "ساز بجاؤ۔!"

اور عمران نے مینڈولین بجانا شروع کر دیا۔

یہ کمرہ بھی خاصا وسیع تھا.... وسیع نہ ہوتا تو اٹھارہ کرسیوں والی یہ میز یہاں کیوں ہوتی.... لڑکیوں نے میز کے گرد تھرکنا شروع کر دیا۔ عمران دیوار سے لگا کھڑا مینڈولن بجاتا رہا۔

وہ ان آٹھوں آدمیوں کو ہر زاویئے سے دیکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ ان کے جسموں پر چست قمیضیں اور بے حد چست پتلونیں تھیں۔ سب سے زیادہ خطرناک ان کی پیٹیاں تھیں جن میں چاروں طرف تیز دھار والے چاقوؤں کے پھل لگے ہوئے تھے اور ان کی لمبائی کم از کم چار انچ ضرور رہی ہو گی۔

عمران نے انہیں تشویش کی نظروں سے دیکھا اور پھر لاپروائی سے سر جھٹک کر جھومتا ہوا ایک ماہر سازندے کی طرح اپنا رنگ جمانے لگا۔

دفعتاً ایک مرد کھانا چھوڑ کر اٹھا اور رقص کرنے والیوں میں شامل ہو گیا۔

عمران نے محسوس کیا جیسے لڑکیاں خوف زدہ ہو گئی ہوں۔ وہ اس کی پیٹی میں جڑے ہوئے دھار دار پھلوں سے بچنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

عمران نے طویل سانس لی اور اسکی آنکھوں میں مترشح ہونے والی حماقت کچھ اور گہری ہو گئی۔

اچانک ان میں سے ایک مرد دھاڑا۔ "لڑکیو.... تم.... ہٹ جاؤ....!"

اور وہ سب سہم کر ایک گوشے کی جانب دوڑ گئیں۔

"اچھا وہیں کھڑی تھرکتی رہو....!" عمران نے ہانک لگائی اور وہ اب بھی مینڈولین بجائے جارہا تھا۔ جس آدمی نے لڑکیوں سے ہٹنے کو کہا تھا اپنی پیٹی کھول کر ایک طرف ڈال دی شائد عمران سے ہاتھاپائی کرنے کا شوق رکھتا تھا۔!

عمران کے ہاتھ اب بھی نہ رکے.... ہال میں بدستور نغمہ بکھرتا رہا۔

وہ آدمی آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا.... عمران کے قریب پہنچ کر اس کی گردن دبوچ لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران نے دھکا دے کر اس کے بائیں پہلو پر لات رسید کی۔

دفعتاً ایک نامعلوم آدمی کی آواز ہال میں گونجی... ٹھہر جاؤ.. یہ بھوکا ہے پہلے اسے کھانا کھلاؤ!"

لات کھانے والا بُرا سا منہ بناتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔!



صفدر شمس محل کے آس پاس منڈلا رہا تھا.... جولیانا فٹنر واٹر اس کے ساتھ تھی.... اسے بلیک زیرو سے ہدایت ملی تھی کہ عمران پر نظر رکھے.... اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ وہ ایک ہپی کے میک اپ میں شمس محل گیا ہے۔

اور یہ محض اتفاق ہی تھا کہ ان دونوں کو وہاں پہنچنے میں دیر ہو گئی تھی۔ عمران وہاں سے جا چکا تھا۔

دونوں عمارت کی کمپاؤنڈ کے باہر ہی رک گئے تھے اور جولیا کہہ رہی تھی پاگلوں کی انجمن کا مقصد کیا ہے۔!"

"عمران ہی سے پوچھنا....؟" صفدر نے کہا اور سگریٹ سلگا کر بائیں جانب والی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ کار پھاٹک کے قریب ہی رک گئی تھی۔!

"کیا اجنبیوں کو اندر نہیں جانے دیتے....؟"

"ایسا نہیں ہے.... میں نے سنا ہے کہ غیر ملکیوں کی بڑی آؤ بھگت ہوتی ہے۔!"

"ہمیں صرف عمران پر نظر رکھنے کو کہا گیا ہے.... یہ اور زیادہ آسان ہو جائے گا اگر ہم اندر پہنچ جائیں.... مجھے ایک غیر ملکی خاتون بناؤ اور خود مقامی گائیڈ بن کر اندر چلو....!"

"تم باز نہیں آؤ گی.... اچھا چلو.... تم ایک مسلمان خاتون ہو.... قبرص سے آئی ہو.... نام رفی علی جلال....!"

"میں یاد رکھوں گی.... چلو گاڑی اندر لے چلو....!"

گاڑی اندر پہنچ کر اسی ہال کے سامنے رکی جہاں پاگلوں کا اجتماع ہوتا تھا!

وہ گاڑی سے اترے.... ہال کے صدر دروازے کے قریب وہی لڑکیاں نظر آئیں انہیں دیکھ کر وہ اندر چلی گئی تھیں۔

"کیا خیال ہے.... چلو گے اندر....!" جولیا نے صفدر سے پوچھا۔

"بڑا مشکل کام یہ معلوم کرنا ہے کہ تم حقیقتاً کیا چاہتی ہو۔!"

"چلو...!" وہ گاڑی کے پاس سے ہٹ کر ہال کے صدر دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

صفدر کو مجبوراً تیزی سے آگے بڑھنا پڑا تھا... کیونکہ اسے گائیڈ کے فرائض انجام دینے تھے۔

اس کا خیال تھا کہ وہاں عمران یقینی طور پر دکھائی دے گا۔ اس کی سب سے بڑی پہچان یہ بتائی گئی تھی کہ وہ اپنے دہانے کا بایاں گوشہ بار بار پھڑکا رہا ہوگا۔!

ہال میں پہنچ کر انہوں نے صرف انہی دونوں لڑکیوں کو ہوش میں دیکھا.... جو صدر دروازے پر نظر آئی تھیں بقیہ لوگ نشے میں دھت بے حس و حرکت پڑے تھے۔

صفدر بلند آواز میں جولیا کو بتانے لگا۔

"یہ اس شہر میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں لیکن ہم بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ساری دنیا میں صرف ہمارے ہی یہاں کے پاگل اتنے ترقی یافتہ ہیں کہ پاگل پن کے باوجود ان میں اجتماعی شعور پایا جاتا ہے۔!"

"واقعی حیرت کی بات ہے....!" جولیا نے حیرت زدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اتنے میں وہ دونوں لڑکیاں ان کے قریب آکھڑی ہوئیں اور انہیں ایسی نظروں سے گھورتی رہیں جیسے ان کی آمد ناگوار گذری ہو۔!

دفعتاً ایک جولیا سے پوچھ بیٹھی....!" تم کہاں سے آئی ہو۔!"

"قبرص سے.... اور میرا نام رفی علی جلال ہے....!" جولیا نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہم صرف اپنوں سے مصافحہ کرتے ہیں....!" لڑکیوں میں سے ایک نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"جواس حد تک سوچ سکے اسے ہم پاگل کیسے کہیں گے۔!" صفدر بولا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو....!" دوسری غرا کر صفدر کی طرف جھپٹی۔

"یہ یہاں کے عجائبات اور نوادر دیکھنا چاہتی تھیں۔ دنیا میں کہیں بھی کوئی پاگلوں کی انجمن نہیں ہے۔!"

"چلے جاؤ یہاں سے اور ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو....!"

اتنے میں نواب صاحب کی سیکریٹری یعنی باؤلی ہال میں داخل ہوئی اور سیدھی انہی لوگوں کی طرف چلی آئی۔

جب صفدر نے اُسے بتایا کہ وہ ایک گائیڈ ہے اور اپنے کسٹمر کو ادھر لایا ہے تو بڑے مخلصانہ انداز میں بولی۔ "خوش آمدید.... بڑی خوشی ہوئی ٹورسٹ بھی ہماری طرف متوجہ ہونے لگے ہیں.... اس طرح ہم اپنا پیغام ساری دنیا میں پہنچا سکیں گے۔ تم دونوں ہمارے مہمان ہو.... اس لئے میرے ساتھ چلو.... میں تمہیں اپنے صدر یعنی مہاپاگل سے ملاؤں گی۔ میں باؤلی ہوں۔!"

انہوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے۔

پھر وہ انہیں اپنے ساتھ لے کر عمارت کے رہائشی حصے کی طرف روانہ ہو گئی۔



عمران کے لئے ریکریئیشن ہال ہی میں کھانا لایا گیا۔ مرگھلی لڑکی پیش پیش تھی۔ نہ جانے کیوں عمران محسوس کر رہا تھا کہ اس پر کسی حد تک اعتماد کیا جاسکتا ہے.... بلکہ خود اس نے تو شروع ہی سے اسے اپنی خصوصی توجہ کے لئے منتخب کر لیا تھا۔

وہ فرش پر اکڑوں بیٹھ کر کھانے لگا.... مرگھلی لڑکی بھی اس کے قریب ہی موجود تھی۔

"اگر اس میں زہر ملا ہوا ہو تو....!" اُس نے مسکرا کر آہستہ سے پوچھا۔

"ہم لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ پیٹ بھر جانے کے بعد کیا ہوگا....!" عمران نے نوالہ نگلتے ہوئے کہا۔

آٹھوں جیالے اُسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"یہ لوگ جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں بتادو.... بہت خطرناک ہیں اگر سب ایک ساتھ ٹوٹ پڑے تو تمہاری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی....!" لڑکی نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"میرے لئے بالکل نیا تجربہ ہوگا اس لئے چلنے دو۔!"

"دس منٹ سے زیادہ نہیں دیئے جاسکتے....!" نامعلوم آدمی کی آواز ہال میں گونجی۔

"تین منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا.... تم بے فکر رہو....!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"تم کیوں دیوانگی میں مبتلا ہو....!" مرگھلی لڑکی کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔

"تم خوانخواہ پریشان ہو رہی ہو.... موت سے چھیڑ چھاڑ میری ہابی ہے۔!"

ٹھیک تین منٹ بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور نامعلوم آدمی کی آواز آئی۔ "آخری موقع.... اب بھی سوچ کر بتاؤ.... تم کس کے لئے کام کر رہے ہو۔!"

"تم جو کوئی بھی ہو.... بالکل احمق معلوم ہوتے ہو.... میں نے ایک ایسا منظر دیکھا تھا جو میری تجسس کی جبلت کو جگادینے کے لئے کافی تھا۔!"

"کیا مطلب....!"

"تالاب میں آگ لگ جانا....!"

"محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض نے بھی دیکھا تھا وہ منظر.... لیکن پھر وہ پلٹ کر نہیں آیا تھا....!"

"کیپٹن فیاض جانتا ہے کہ نواب شمسو بہت بارسوخ آدمی ہے.... اس سے بھی میری گفتگو ہو چکی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب تک ہمارے پاس باقاعدہ طور پر کوئی شکائت نہ پہنچے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔!"

"تم اپنی بات کرو.... علی عمران....!"

"میری بات یہ ہے کہ میں معاملہ کی تہہ تک پہنچ کر اپنی آمدنی میں اضافہ کروں گا۔!"

"اچھی بات ہے تو پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ....!"

"میرے سائز کا صندوق تو ہوگا ہی تمہارے پاس.... لاش کو بھی بہ آسانی ٹھکانے لگا سکو گے۔ لہٰذا تمہاری آسانی کے لئے میں مرنے کو تیار ہوں....!" عمران نے کہا اور مینڈولن بجانے لگا۔ وہ آٹھوں حیرت سے پلکیں جھپکا رہے تھے۔! دفعتاً ان میں سے ایک نے ریوالور نکال کر کہا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

عمران نے بڑی معصومیت کے ساتھ اپنے ہاتھ اوپر اٹھادیئے۔

ریوالور والے کے اشارے پر ایک آدمی نے آگے بڑھ کر عمران کی جامہ تلاشی لینی شروع کی۔ اسکے بعد شائد عمران کو غافل سمجھ کر اس نے اسکے پیٹ پر گھونسہ مارنے کی کوشش کی تھی۔

لیکن یہ اس کا مقدر کہ عمران ہرگز غافل نہیں تھا.... اس کا ہاتھ تو کام نہ کر سکا البتہ عمران کے دوہتھڑ نے جو اس کے سینے پر پڑا تھا اسے کئی گز پیچھے اچھال پھینکا۔

بس اتنا ہی کافی تھا.... ریوالور والے نے فائر جھونک مارا۔ اور ایک لڑکی کی چیخ سے فضا جھنجھنا اٹھی.... عمران تو اب خود ریوالور والے کے سر پر سوار تھا.... ایک ہی جھٹکے میں اس نے اس سے ریوالور چھین لیا۔

لڑکی فرش پر پڑی تڑپ رہی تھی.... دوسری لڑکیوں پر گویا مسلسل چیخوں کے دورے پڑگئے تھے۔

"بدبخت آدمیو....!" دفعتاً عمران دہاڑا.... "دیکھو.... کہیں وہ ختم ہی نہ ہو جائے.... اور اس کا خیال رکھنا کہ اب ریوالور میرے ہاتھ میں ہے۔!"

آٹھوں بت بنے کھڑے رہے.... لڑکی کے سینے سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔

نامعلوم آدمی کی قہر میں ڈوبی ہوئی آواز ہال میں گونجی۔ "اب یہ زندہ بچ کر نہ جانے پائے۔!"

عمران نے جواباً اس کے لہجے کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔! ریوالور میں پانچ راؤنڈ باقی ہیں.... بقیہ تین کو میں تل کر کھاجاؤں گا۔ پھر وہ انہیں کور کئے ہوئے زینوں کی طرف بڑھنے لگا تھا.... مرگھلی لڑکی بھی زینوں کی طرف بڑھی۔

"نہیں سوئٹی.. کل شام کو سی بریز میں ملنا..!" عمران مسکرا کر بولا۔ "فی الحال مجھے جانے دو۔!"

"وہ مر گئی.... تمہاری وجہ سے مر گئی....!" لڑکی پاگلوں کی طرح چیخی۔!



آٹھوں میں سے ایک دہاڑا۔ "لڑکی.... پیچھے ہٹ جاؤ۔"

وہ جہاں تھی وہیں رک گئی.... عمران انہیں کور کئے ہوئے زینے طے کرتا رہا۔

اوپر پہنچا تو ایک بڑا سا کتا غراتا ہوا اس پر جھپٹ پڑا.... عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس غیر

متوقع سچویشن سے کسی قدر نروس ضرور ہوتا.... لیکن وہ عمران تھا.... انسانی افعال کی مشین.... کتے پر ایک گولی ضائع کرنے کی بجائے وہ اس سے ہاتھاپائی پر آمادہ ہو گیا۔

جیسے ہی اس کی ایک پچھلی ٹانگ اس کی گرفت میں آئی اس نے اسے تیزی سے گردش دے کر ان آٹھوں پر پھینک مارا.... جو اس کے پیچھے آنے کی کوشش کر رہے تھے۔!

یہ گویا ان پر ایک طرح سے آسمانی بلا نازل ہوئی.... کتے نے جھلاہٹ میں ایک کی گردن دبوچی اور اپنے شکار سمیت زینوں سے لڑھکتا ہوا فرش تک جا پہنچا.... بقیہ سات اب پوری طرح بوکھلا گئے تھے.... عمران کا پیچھا چھوڑ کر وہ اپنے ساتھی کی جان بچانے میں لگ گئے۔

ادھر عمران برق رفتاری سے اسی ہال میں پہنچا جس کے دروازے سے عمارت میں داخل ہوا تھا۔

دروازہ مقفل ملا.... لیکن تین مسلسل فائروں نے قفل کے پرخچے اڑا دیئے۔

ہال سے کمپاؤنڈ میں پہنچا.... اور پھر چند لمحوں میں وہ سڑک پر تھا۔



جولیا صفدر اور باؤلی.... عمارت کے رہائشی حصہ میں پہنچے.... صفدر نے جولیا کو "باؤلی اور مہاپاگل" کا مطلب سمجھاتا آیا تھا۔!

"واقعی حیرت انگیز....!" جولیا بولی۔ "میں ان لوگوں پر ایک کتاب لکھوں گی....؟"

"بہت بہت شکریہ....!" باؤلی ہنس کر بولی۔ "ہمارے اغراض و مقاصد کا علم ہو جانے پر تم ضرور لکھو گی.... مجھے یقین ہے ہم ساری دنیا میں امن چاہتے ہیں۔!"

"پاگل اور امن....!" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔!

باؤلی کچھ نہ بولی.... وہ انہیں نشست کے کمرے میں بٹھا کر اندر چلی گئی تھی۔

جولیا حیرت سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی.... آج یہاں کا منظر کچھ اور ہی تھا۔

چاروں طرف متعدد بڑی بڑی بالٹیاں اوندھی رکھی تھیں اور ان کے پیندوں پر گدے رکھ دیئے گئے تھے۔ ان دونوں کو انہیں بالٹیوں پر بیٹھنا پڑا تھا۔

"یہ لوگ پاگل تو نہیں معلوم ہوتے.... بھلا ہم جدت پسندی کو پاگل پن کیسے کہہ سکتے ہیں۔!" صفدر بولا۔

"کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے....!" جولیا نے آہستہ سے کہا۔

ٹھیک اسی وقت نواب شمسو کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے ایک سفید چادر اپنے جسم پر لپیٹ رکھی تھی.... ان کے پیچھے باؤلی تھی۔

انہیں دیکھ کر یہ دونوں کھڑے ہوگئے.... نواب شمسو نے مربیانہ انداز میں ہاتھ کو جنبش دے کر انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

"مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ تم قبرصی ہو میری بچی....!" انہوں نے جولیا سے کہا۔

"مجھے بھی خوشی ہے کہ میں آپ سے مل سکی....!"

"وہ جو خود کو پاگل نہیں سمجھتے ہم سے بہتر نہیں ہیں۔!"

جولیا اور صفدر خاموش رہے.... نواب شمسو پھر بولے تم ایک غیر ملکی ہو.... اس لئے میں تم کو بتاتا ہوں کہ خدا نے مجھے ایک خاص مشن پر دنیا میں بھیجا ہے.... میں خلائی دور کے آدمی کو ہدایت دینے کے لئے اس خوابستان میں آیا ہوں۔ تم مسکرا رہی ہو میری بچی.... شکریہ.... یہ جو دیسی آدمی تمہارے ساتھ ہے بے ساختہ ہنس نہیں پڑا.... اس لئے میں اس کا شکر گذار ہوں۔ لوگ مجھے میرے بعد پہچانیں گے۔!"

صفدر سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے بیٹھا رہا۔ نواب شمسو کہتے رہے۔ "یہ دور تضادات کا دور ہے۔ ایک طرف آدمی چاند پر پہنچ رہا ہے اور دوسری طرف اپنے خول سے بھی باہر نہیں نکل سکتا۔ اس وقت تم نے درجنوں آدمیوں کو دیکھا ہوگا۔!"

"جی ہاں.... وہاں اس حال میں.... وہ سب سو رہے تھے۔ میں نے دیکھا ہے۔" جولیا رک رک کر بولی۔!

"جو زمین کی حدود سے نکل کر چاند پر پہنچا.... اس کا دوسرا بھائی یہی ہے جو اپنے خول میں بند رہنا چاہتا ہے! ایسا کیوں ہے....؟"

"مستقبل سے مایوسی....!" جولیا بولی۔

"کیوں مایوس ہیں....!"

"طاقتور لوگوں نے ان کا حق غصب کیا ہے....!"

"ٹھیک ہے اور میں چاہتا ہوں یہ ان کے مقابل کھڑے ہو جائیں جن کی منزل چاند ہے۔!"

"مشکل ہے.... مایوسی کی وبا عام ہو چکی ہے۔!" صفدر بولا۔

"اسی لئے میں دنیا میں آیا ہوں کہ اس وبا کا خاتمہ ہو جائے۔!"

"کیا آپ نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔!"

"نہیں.... میں قمری دور کا مہدی ہوں۔!"

"اگر آپ علانیہ خود کو مہدی کہنا شروع کر دیں تو زحمت میں پڑ جائیں گے۔!"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو....!" وہ صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔ "اسی لئے میں فی الحال خود کو مہا پاگل کے روپ میں پیش کر رہا ہوں.... اس طرح جب میرے گرد بھیڑ اکٹھا ہو جائے گی تو میں باقاعدہ طور پر تبلیغ شروع کر دوں گا۔!"

"بڑا اچھا خیال ہے....!"

"میں اسے فریب کاری نہیں سمجھتا.... یہ دور جدید کے مزاج کے مطابق حکمت عملی کہلائے گی۔!"

"بالکل.... بالکل جناب....!"

"تم صورت سے ایک ایمان دار آدمی معلوم ہوتے ہو۔ اس لئے میں نے تم سے سچی بات کہہ دی....! ابھی تم جن بدحال لوگوں کو دیکھ آئے ہو.... میں آہستہ آہستہ انہیں راہِ راست پر لا رہا ہوں.... خدا میرے توسط سے انہونی باتیں بھی کر رہا ہے.... تاکہ لوگ میری غیر معمولی شخصیت پر یقین کر سکیں۔!"

"اوہو تو کیا آپ سے کرامات بھی سرزد ہو رہی ہیں....!"

"ہاں اکثر لوگ دیکھتے ہیں.... پرسوں انہوں نے تالاب میں آگ لگتے دیکھی تھی۔!"

"اوہ.... اچھا.... اس تالاب میں.... وہ جو.... اس بستی میں ہے.... شائد اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہوئی تھی۔!" صفدر نے کہا.... اور پرسوں رات والی تگ و دو اسے یاد آ گئی جب عمران تالاب میں اترا تھا۔

"لوگ بہت جلد راہ راست پر آ جائیں گے۔!"

کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی.... پھر نواب شمسو ہی بولے۔ "دنیا بہت آگے بڑھ آئی ہے.... پرانے طریقوں پر عمل کر کے کامیابی حاصل نہیں کی جا سکتی آج کی دنیا ذہنی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے.... ایک وہ جس میں عقائد پرستی رائج ہے اور دوسرا وہ جو ہر

بات کے منطقی جواز کی تلاش میں ہے.... میری حکمت عملی دونوں طبقوں کو مطمئن کر سکے گی۔!"

"یقیناً.... یقیناً....!" صفدر سر ہلا کر بولا۔

"تم کوئی سوال نہیں کر رہیں.... میری بچی....!" نواب شمسو نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"آپ کے سامنے زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوتی....!"

"خدا خوش رکھے.... اور زندگی کی ہر راہ پر کامیابی عطا کرے....!" نواب شمسو نے اسے دعا دی.... اور صفدر سے بولا۔ "یہاں کا محکمہ سراغ رسانی میرے خلاف حرکت میں آچکا ہے۔! آج ہی کچھ دیر پہلے پولیس کا ایک ایجنٹ آیا۔ غیر ملکی ہپی کے بھیس میں آیا تھا.... میرے خدا نے مجھے اس کی اصلیت سے آگاہ کر دیا۔!"

"اوہو....!" صفدر چونک کر بولا۔ "پھر آپ نے کیا کیا....!"

"میں کیا کرتا.... آیا اور جھک مار کر چلا گیا.... کل شائد پھر آئے....؟"

"یہ تو بُری بات ہے....!" جولیا بول پڑی۔

"کوئی بات نہیں.... انہیں اپنا فرض ہر حال میں ادا کرنا چاہئے۔ میں بُرا نہیں مانتا۔!" مہا پاگل نے کہا۔

اس کے بعد وہ مزید کچھ کہے سنے بغیر اٹھ کر چلے گئے تھے۔ باؤلی وہیں بیٹھی رہی۔ صفدر نے اس سے کہا۔ "میں لوگوں کو بتاؤں گا کہ یہ کتنے گریٹ آدمی ہیں۔"

"آپ ایک اچھا کام کریں گے....!" باؤلی مسکرا کر بولی۔



عمران اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ سلیمان کئی بار اس کے قریب سے گذرا.... لیکن اس کی آنکھیں نہ کھلنی تھیں نہ کھلیں۔

شائد سلیمان اس سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں اس کی آخری تدبیر یہ تھی کہ ایک بار اس کے قریب سے گذرتے وقت خواہ مخواہ لڑکھڑایا اور دھم سے فرش پر آرہا۔

عمران چونک کر اٹھ بیٹھا اور سلیمان سے بولا۔ "ابے دیکھ نیچے سڑک پر کوئی گر پڑا ہے شائد۔!"

"سڑک پر....!" سلیمان نے اٹھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

"اور نہیں تو کیا دو چار میل کے فاصلے پر۔!"

"میں مرا تھا یہیں.... اسی جگہ پر....!" سلیمان جھنجھلا کر بولا۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون....! ابے تو مجھے جگا کر مرا ہوتا.... اب کفن دفن کے انتظام میں کتنی دشواری ہوگی۔ آج جمعہ ہے ساری دکانیں بند ہوں گی۔!"

"دیکھئے صاحب.... اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھ جیسا مسور کی دال ایکسپرٹ آپ کے یہاں کام کرتا رہے تو اس کلوٹے حرام زادے کو نکال باہر کیجئے۔!"

"کیوں....؟ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

"ایک ہفتے سے میرا دماغ چاٹے ڈال رہا ہے.... اس لئے ضرور چل گیا ہوگا۔!"

"بات کیا ہے....!"

"اٹھتے بیٹھتے بور کرتا ہے کہ اب میں جلدی سے اپنی شادی کر ڈالوں۔!"

"بکواس مت کر.... جوزف کو تیری شادی سے کیا فائدہ پہنچے گا۔!"

"یہ اسی اُلو کے پٹھے سے پوچھئے۔!"

"دفع ہو جاؤ اور اسے میرے پاس بھیج دو....!"

اتنے میں جوزف خود ہی وہاں آ پہنچا اور عمران کو اطلاع دی کہ ایکس ٹو والے فون پر اس کی کال ہے.... سلیمان اسے دیکھتے ہی کھسک گیا تھا۔!

"جب تک میں واپس نہ آؤں یہیں رہنا۔" عمران جوزف کو گھورتا ہوا بولا اور اٹھ کر اس کمرے میں آیا جہاں ایکس ٹو والا انسٹرومنٹ تھا۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"نواب شمسو نے آپ کو ہپی کے میک اپ میں پہچان لیا تھا جناب عالی....!" اس نے کہا اور صفدر سے ملی ہوئی رپورٹ دہرا دی۔

"مجھے علم ہے....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر کے پھر سٹنگ روم میں واپس آ گیا۔

جوزف کو جہاں چھوڑا تھا ٹھیک اسی جگہ کھڑا پایا۔

"تو سلیمان سے شادی کر لینے کو کیوں کہا کرتا ہے۔!"

"اسلئے کہ اس کی عورت مسلسل اس کا دماغ چاٹتی رہے گی اور پھر وہ میرا دماغ نہ چاٹ سکے گا۔!"

"او شب تار کے بچے.... اتنے ذرا سے قصور پر اتنی بڑی سزا.... تو نے تو چنگیز و نادر کی یاد

تازہ کر دی۔!"

جوزف کچھ نہ بولا.... سر جھکائے کھڑا رہا۔

عمران مزید کچھ کہنے والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔!

"دیکھو کون ہے....!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

جوزف نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا.... باہر جھانکا اور الٹے پاؤں واپس چلا آیا۔

"ایک عورت ہے باس....!"

"دیسی یا غیر ملکی....!"

"عورت صرف عورت ہوتی ہے باس....! نہ دیسی ہوتی ہے نہ غیر ملکی۔!"

"اچھا بے....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "اب مجھے لٹریچر پڑھائے گا۔!"

"معافی چاہتا ہوں باس....! آج ہلکا سا نشہ بھی ہو گیا ہے۔!"

"میں کہتا ہوں اس عورت کو اندر بلا لے....!"

جوزف آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر بت بنا کھڑا رہا۔ عمران کی زبردست "ہلو" کے باوجود بھی اس نے سامنے والی دیوار سے نظریں نہ ہٹائیں۔

دوسری "ہلو" خاصی سریلی تھی لیکن پھر بھی جوزف کے کان پر جوں نہ رینگی۔!

آنے والی نواب شمسو کی سیکریٹری باؤلی تھی۔

"بیٹھو.... بیٹھو....!" عمران بولا۔ "تم نے تو اس وقت مجھے نروس کر دیا ہے۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم یہاں تک آسکو گی۔!"

"کیوں....؟ یہاں تک پہنچنے میں مجھے کون سی دشواری ہو سکتی تھی۔!"

"اچھا اب بیٹھ بھی جاؤ....!"

"نہیں شکریہ... میں تم سے صرف اتنا کہنے آئی ہوں کہ یہ ایک گھٹیا قسم کی حرکت تھی۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔!"

"لیکن مہاپاگل کی نظروں میں آنے کے بعد کوئی راز.... راز نہیں رہتا.... کیونکہ ان سے خدا ہم کلام ہوتا تھا۔!"

"اردو.... میں....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔!

"وہ خلائی دور کے مہدی ہیں....!"

"بیٹھ جاؤ... بیٹھ جاؤ...!" عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "تم نے تو میری ہوا بگاڑ دی۔!"

"اب بھی کچھ نہیں بگڑا.... خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔!"

"ہر وقت مانگتا رہتا ہوں.... اندر سے مسلمان ہی ہوں۔!"

"کسی بلیک میلر کو قطعی حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود کو مسلمان کہے۔!"

"یقین کرو تم لوگوں کے معاملات میں یونہی سی دلچسپی لے رہا ہوں.... بس جی بہل جاتا ہے... دلچسپی نہ لیتا کیونکہ میں خود بھی کسی نہ کسی قسم کے پاگل پن میں مبتلا معلوم ہوتا ہوں۔ لیکن اس دن تالاب میں آگ لگ جانے والے واقعہ نے مجھے چونکا دیا تھا۔!"

"تو تم اسے کیا سمجھتے ہو....؟"

"کمال کرتی ہو.... اگر سمجھ لیتا تو میک اپ کر کے تمہارے یہاں پہنچنے کی کیا ضرورت تھی۔!"

"فرض کرو.... ہم لوگ فراڈ ہیں.... پھر کوئی ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔!"

"بگاڑنے کا سوال ہی نہیں.... دوسروں کی ٹوہ میں رہنا میری ہابی ہے اور کبھی کبھی یہ ہابی ذریعہ معاش بن جاتی ہے۔!"

"ایسے مجرم جو قانون کی گرفت میں نہ آتے ہوں.... میرا حصہ خود ہی مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔!"

"اور تم اُسے بُرا نہیں سمجھتے۔!"

"اچھائی یا بُرائی کا سوال ہی نہیں....!"

"دیکھنا کس طرح تمہیں راہ راست پر لایا جاتا ہے!" باؤلی کے لہجے میں دھمکی تھی۔

عمران نے کسی روٹھے ہوئے بچے کا سا منہ بنایا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

وہ تھوڑی دیر بعد بولی۔ "کل سے تم لازماً دو گھنٹے ہمارے ساتھ گذارو گے۔!"

"زبردستی....!"

"ہاں.... اگر خود سے نہ آئے تو اٹھوا لئے جاؤ گے....! بس اتنا ہی کہنا تھا مجھے۔!"

وہ تن تناتی ہوئی اٹھی اور دروازہ کھول کر باہر نکل چلی گئی۔!

جوزف جہاں پہلے تھا وہیں اب بھی نظر آیا.... عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر اس کی طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ منہ چلانے لگا۔

"ابھی میں نے جاگتے میں ایک خواب دیکھا ہے باس!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اور وہ خواب سنائے گا ضرور.....!" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا بدخواہ تو نہیں ہوں باس! جتنی دیر میں زبان ہلاؤں تم اپنے کانوں کو تکلیف دو!"

"بس اس کا خیال رکھنا کہ میرا ہاتھ نہ ہلنے پائے.....!" عمران نے لاپروائی سے کہا اور آرام کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔!"

"میں نے دیکھا باس جیسے ایک بہت بڑا سالخوردہ گدھ میرے باپ کی قبر پر منڈلا رہا ہے۔!"

"ابے تو تیرے باپ کی قبر سے مجھے کیا سروکار.....!"

"تم بھی تو میرے باپ ہی ہو..... اب خواب ایسے تو ہوتے نہیں کہ مسٹر علی عمران کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہیں۔!"

"اچھا تو یہ تیری پشین گوئی ہے کہ میں کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے والا ہوں.....!"

"یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا... پھر بھی.. دراصل یہ عورت مجھے اچھی نہیں لگتی باس!"

"سلیمان کے لئے بھی.....!"

"میرا مطلب سمجھنے کی کوشش کرو باس.....!"

"بہتر یہ ہوگا کہ تم میرا مطلب سمجھنے کی کوشش کرو اور دفع ہو جاؤ.....!"

جوزف چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔ اس کے چہرے سے تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔!



صفدر نعمانی اور صدیقی عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے فلیٹ میں بے خبر سو رہا ہوگا۔

انہیں تو رات گیارہ بجے ایکس ٹو کی طرف سے ہدایت ملی تھی کہ عمران کے فلیٹ کی نگرانی کی جائے کیونکہ وہ خطرے میں ہے۔

تینوں نے الگ الگ جگہوں پر پوزیشن لے رکھی تھی۔ اس وقت رات کے ڈیڑھ بجے تھے.... اور وہ ملنگ کے نعروں کے علاوہ اور کچھ نہیں سن رہے تھے جو ہمیشہ انہی اطراف کے چکر کاٹتا تھا۔ دن ہو یا رات اسے قرار نہ تھا.... ابھی یہاں ہے اور پل بھر کے بعد کہیں اور نظر آتا۔"

عمران کے ماتحتوں کے لئے وہ کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ سالہا سال سے اسے وہ انہی اطراف

میں دیکھتے آئے تھے۔

اس وقت اچانک وہ صفدر کی کار کے پاس آکھڑا ہوا.... صفدر کار کی اگلی سیٹ پر اسٹیئرنگ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے جسم پر کسی ملازمت پیشہ ڈرائیور کی سی وردی تھی۔!

ملنگ کھڑکی میں منہ ڈال کر غرایا۔!"تم کون ہو اور اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو۔!"

"میرا صاحب سامنے والی عمارت میں ہے.... صفدر نے جواب دیا۔

"کب تک رہے گا سامنے والی عمارت میں۔!"

"او بابا.... میری جان چھوڑو.... میں کیا جانوں کب تک رہے گا۔ مرضی کا مالک ہے۔"

"ارے تو تم کیوں بگڑتا ہے.... بابا.... اس سے بولو.... دفن ہو جائے اسی عمارت میں۔!"

ٹھیک اسی وقت صفدر نے محسوس کیا کہ جیسے اس کا سر دفعتاً چکرا گیا ہو پھر اس نے لاکھ لاکھ آنکھیں پھاڑیں لیکن خود فراموشی سے نہ بچ سکا.... اور جس وقت اس کا ذہن جواب دے رہا تھا اس نے سوچا کہ یہ کسی قسم کی گیس ہی کا اثر ہو سکتا ہے۔

دوبارہ آنکھ کھلی تو خود کو ایک کرسی پر جکڑا ہوا پایا.. نعمانی اور صدیقی بھی اسی حال میں نظر آئے۔

اور چوتھا آدمی ان کے لئے اجنبی تھا.... وہ ان سے سات آٹھ فٹ کے فاصلے پر کھڑا انہیں دشمنوں کی سی نظر سے گھورے جا رہا تھا۔

اس کے چہرے پر اتنی گھنی مونچھیں اور ڈاڑھی تھی کہ دہانہ انہیں میں چھپ کر رہ گیا تھا۔

دفعتاً اس نے فرش پر پیر پٹخ کر پوچھا۔"عمران کہاں ہے۔!"

"پہلے تم اس حرکت کا مطلب بتاؤ....!"صفدر دہاڑا۔

"تم تینوں اس کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے تھے۔!"

"میں ان دونوں کو نہیں جانتا....!"صفدر بولا۔

"بکواس ہے....!" اجنبی نے نعمانی اور صدیقی کو گھورتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے نعمانی سے پوچھا۔"تمہارا نام کیا ہے....!"

"ربانی.... غلام ربانی....!"

"تم اس وقت وہاں کیا کر رہے تھے....؟"

"مجھے ایک عورت کی تلاش تھی....!"

"تمہارا کیا نام ہے....!" اس نے صدیقی سے پوچھا۔

"عبدالرحمٰن....!"

"تم کیا کر رہے تھے....؟"

"آوارہ گردی....! اگر میں پولیس کے ہاتھ نہیں پڑا.... اور تم بھی میرے ہی جیسے ہو تو لاؤ دوستی کا ہاتھ آگے بڑھاؤ۔!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....!"

"میں ایک ماہر نقب زن ہوں.... جہاں سے تم نے مجھے پکڑا یا ہے وہیں قریب ہی ڈسٹ بن میں میرے آلات کا چرمی تھیلا پڑا ہوا ہے....!"

"ابھی تصدیق ہو جائے گی....!"

اجنبی اس وقت ایک بپھرے ہوئے ریچھ سے مشابہ نظر آرہا تھا.... اس کی ڈاڑھی اور بے مرمت مونچھوں کے درمیان اس کی بہت زیادہ ابھری ہوئی ناک ریچھ کی تھوتھنی ہی لگتی تھی۔

اس نے فون کا ریسیور اٹھا کر کسی کو ڈسٹ بن اور چرمی تھیلے سے متعلق ہدایات دیں اور ریسیور کریڈل پر پٹخ کر صفدر کی طرف مڑا۔

"تم یقین نہ دلا سکو گے.... کہ عمران کے ساتھی نہیں ہو....!"

"میں کسی عمران کو نہیں جانتا.... وجہی صاحب کا ڈرائیور ہوں.... یقین نہ آئے تو فون کر کے معلوم کر لو.... ہو سکتا ہے وہ اب تک میری گمشدگی کی رپورٹ درج کرا چکے ہوں۔!"

اچانک ایک زوردار نعرہ سنائی دیا۔

"دم مست قلندر دھر رگڑا....!"

اور دوسرے ہی لمحے وہ ملنگ چمٹا بجاتا ہوا کمرے میں گھس آیا جو صفدر کی بے ہوشی سے کچھ دیر قبل تک اس سے اوٹ پٹانگ گفتگو کرتا رہا تھا۔

"ابے.... یہ کیا کھڑاگ پھیلایا ہے تو نے....!" اس نے چمٹا گھما کر خرس نما اجنبی سے کہا۔ "تینوں میرے مرید ہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔!"

اجنبی نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکالا اور اسے کور کرتا ہوا بولا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

"ابے کس سے کہہ رہا ہے.... مجھ سے....! دم مست قلندر دھر رگڑا.... چلا گولیاں اور

دیکھ قدرت کا کرشمہ.... یہ ہاتھ تیرے کہنے سے نہیں اٹھیں گے لیکن وہ وقت دور نہیں جب تجھ پر اٹھ جائیں.... دم مست قلندر....!"

"میں کہہ رہا ہوں چمٹا زمین پر ڈال دو....!" اجنبی ریوالور کو جنبش دے کر دہاڑا۔ "اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

قلندر نے اچانک چمٹا اس انداز سے پھینکا کہ وہ اس کی دونوں پنڈلیوں کی ہڈیوں پر کاری ضرب لگاتا ہوا فرش پر آرہا.... ساتھ ہی قلندر نے بھی اس پر چھلانگ لگادی تھی۔!

ریوالور والا ہاتھ قلندر کی گرفت میں آگیا تھا.... ایک ہی جھٹکے میں ریوالور اجنبی کے قبضے سے نکل کر دور جا پڑا.... پھر قلندر نے اجنبی کو چھوڑ کر دوسری چھلانگ لگائی اور قبل اس کے اجنبی بھی اٹھ کر ریوالور کی طرف جھپٹتا....! اس نے وہ دروازہ بولٹ کر دیا جس سے داخل ہوا تھا۔! اس سے نپٹ کر پلٹا ہی تھا کہ اجنبی سے دوبارہ ٹکراؤ ہو گیا۔

وہ دراصل ریوالور اٹھا لینے کے لئے جھپٹا تھا۔

"دم مست قلندر دھر رگڑا۔!" کا نعرہ مار کر قلندر نے اسے سر سے اونچا اٹھایا اور فرش پر دے مارا۔

پھر اس کے جبڑوں پر اتنے ہاتھ جمائے کہ وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

"دم مست قلندر....!" ملنگ اسے چھوڑ کر وہاں سے ہٹا اور ان تینوں کو یکے بعد دیگرے رسیوں کی بندشوں سے نجات دلائی۔

"پیر و مرشد.... دست بوسی کی اجازت دیجئے....!" صفدر اسے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"نکل چلنے کے ڈھنگ کرو بچہ.... جہنم میں آ پھنسے ہو.... یہاں سے نکل جانا.... آسان کام نہ ہو گا۔!" یہ عمران کی اصل آواز تھی۔!

"اوہو.... تو جناب ہیں....!" صدیقی اور نعمانی یک زبان ہو کر بولے۔

"فضول باتوں میں نہ پڑو.... ذرا دیکھو تو یہ.... ریچھ ہے کون....!"

وہ چاروں بے ہوش آدمی کی طرف بڑھے ہی تھے کہ پوری عمارت گھنٹیوں کے شور سے گونج اٹھی۔!

پھر تو وہ جہاں تھے وہیں تھم گئے.... اور دوسرے ہی لمحے میں اس دروازے پر دوسری طرف سے ضربیں پڑنی شروع ہوئیں جسے عمران نے بولٹ کیا تھا۔!

دیکھتے ہی دیکھتے دروازہ اکھڑ کر کمرے کے وسط میں جاپڑااور پانچ آدمی اندر گھس آئے۔

اوہو.... تو آپ لوگ ہیں عمران نے فرش سے چمٹا اٹھاتے ہوئے کہا۔

بے ہوش آدمی کا ریوالور نعمانی پہلے ہی اٹھا چکا تھا.... اس نے انہیں کور کرتے ہوئے ہاتھ اٹھانے کو کہا... انہوں نے بے چوں وچرا تعمیل کی تھی۔

"اب دروازے کی طرف مڑو.... اور ہمیں عمارت سے باہر نکلنے میں مدد دو....!" عمران نے غرا کر کہا۔ "ورنہ ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔!"

اتنے میں بے ہوش ریچھ نما آدمی بھی ہوش میں آگیا۔

بوکھلا کر اٹھا اور ارے ارے کرتا ہوا ان پانچوں کی طرف جھپٹا ہی تھا کہ عمران نے ٹانگ ماری اور وہ پھر منہ کے بل گر پڑا۔

اس نئی سچویشن کی بناء پر نعمانی کی توجہ پل بھر کے لئے ان پانچوں کی طرف سے ہٹی ہی تھی کہ ان میں سے بیک وقت دو آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔

بس پھر کیا تھا جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی۔ اس ایک ریوالور کے لئے وہ جانوروں کی طرح ایک دوسرے پر پل پڑے۔

عمران نے دیکھا کہ ریچھ کا ہم شکل نکل بھاگنے کی فکر میں ہے لہٰذا وہ چمٹا بجاتا ہوا اس کے پیچھے دوڑا.... اتنے میں ان پانچوں میں سے کسی ایک ٹانگ چل گئی اور وہ سنبھلنے کی کوشش کے باوجود بھی منہ کے بل فرش پر آرہا۔

پھر جتنی دیر میں دوبارہ اٹھتا اس کا شکار نہ جانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔

ادھر ان پانچوں نے قیامت مچار کھی تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان لوگوں کو زندہ بچ کر نہ جانے دیں گے۔

عمران کو صرف ٹانگ مار کر نظر انداز کر چکے تھے.... اچانک عمران اٹھا اور چمٹا سنبھال کر ان پر ٹوٹ پڑا۔

پانچ سروں پر صرف پانچ ضربات.... یکے بعد دیگرے پانچوں شہتیروں کی طرح ڈھیر

ہو گئے۔

"نکل چلو" عمران غرایا...! "میرے پیچھے آؤ...!"

یہ وہی عمارت تھی جہاں عمران بحیثیت ایک ہی دن میں گھیرا گیا تھا۔ ابھی وہ نکاسی کے دروازے تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ صفدر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "پھر وہی بو.... جس نے مجھے بیہوش کر دیا تھا۔!"

"سانس روک کر چلو.... بس قریب ہی ہیں....!"

نکاسی کا دروازہ مقفل نہیں تھا....! شائد ابھی تک انہوں نے اس میں دوسرا قفل ہی نہیں ڈلوایا تھا.... وہ لان پر نکل آئے۔

"تیزی سے قدم اٹھاؤ....!" عمران بولا۔ "ہو سکتا ہے پھاٹک پر ہمیں روکنے کے لئے کوئی موجود ہو۔!"

"اوہو....! یہ تو بی الیون معلوم ہوتی ہے....!" نعمانی بڑبڑایا۔

"جی ہاں.... وہی ہے.... بس چلتے رہئے۔!"

پھاٹک مقفل ملا.... لہٰذا سڑک پر پہنچنے کے لئے انہیں اس پر چڑھنا پڑا تھا۔

"مم.... میری گاڑی کہاں گئی....!" صفدر بڑبڑایا۔

"جی.... تو کیا وہ آپ کی گاڑی بھی ساتھ ہی باندھ لیتے....! عمران نے اس کے شانے پر چپٹے کی ہلکی سی ضرب لگا کر کہا! جناب عالی آپ لوگ ایک امپالا میں یہاں لائے گئے تھے جس کی ڈگی میں ہم تشریف فرما تھے.... دم مست قلندر....! چلو پیدل ہی چلو....!"

"لیکن وہ قلندر کہاں گیا...!"

"پاؤ بھر چرس.... جب تک ختم نہیں ہو جائے گی اپنی کوٹھری سے بر آمد نہیں ہو گا.... قیام و طعام کا بندوبست بھی میرے ذمے....!" عمران نے کہا اور ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اپنا تو پیسہ ہی ایسا ہے کہ شراب اور چرس وغیرہ پر ضائع ہوتا رہے....! نہ جوزف کو موت آتی ہے اور نہ مجھے۔!"

"آخر چکر کیا ہے....؟" صفدر نے پوچھا۔

"اپنے باس سے پوچھنا میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"اس سفارت خانے سے پاگلوں کی انجمن کا کیا تعلق....!"

"اب تم خاموش رہو..... ورنہ تمہیں دھوکے سے چرس کا ایک سگریٹ پلوادوں گا.... دم مست قلندر....!"

اچانک انہوں نے پولیس کی گاڑی کا سائرن سنا اور عمران نے چمٹا بجا کر کہا۔ "سڑک چھوڑ دو.... عمارتوں کے درمیان سے کسی اور طرف نکل چلو....!"

پھر خود اس نے ان کی رہنمائی کی تھی.... اور آڑے ترچھے راستوں سے دوسری طرف جا نکلے تھے۔!

"انہوں نے کسی بہت بڑی ڈکیتی کی اطلاع پولیس کو دی ہو گی۔!دم مست قلندر دھر رگڑا... تم تینوں اب میک اپ میں رہو تو بہتر ہے.... صبح کے اخبارات میں حلیے جاری ہو جائیں گے۔!"

"آئی اس بے چارے ملنگ کی شامت....!" صفدر ہنس کر بولا۔

"اسے کوئی ہاتھ بھی نہ لگا سکے گا۔!"

"تم دونوں پر کیا گذری تھی۔!" صفدر نے نعمانی اور صدیقی سے پوچھا۔

"غفلت میں مارے گئے....!کسی نے پشت سے سروں پر وار کئے تھے۔!" عمران بولا۔

"اور تم دیکھتے رہے تھے....؟" صدیقی بھنا کر بولا۔

"پھر اور کیا کرتا جناب عالی.... آپ کے چیف نے آج تک مجھے کوئی ایسی ہدایت نہیں دی کہ اگر میرے ماتحت پٹ رہے ہوں تو تم بھی ساتھ ہی پٹ جانا....!"

"فضول باتوں میں کیا رکھا ہے....!" صفدر بولا۔ "ہمیں جلد سے جلد اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جانا چاہئے۔!"



عمران کے اندازے کے مطابق دوسری صبح سچ مچ بڑی ہنگامہ خیز ثابت ہوئی۔ سفارت خانے کی ایک عمارت جو گریشم روڈ پر واقع تھی اور جس کا نمبر شار بی الیون تھا ایک بہت بڑی ڈکیتی سے متاثر ہوئی تھی۔ اخبارات نے شہ سرخیاں جمائی تھیں۔ ڈاکوؤں میں سے دو کے حلیے بھی بیان کئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک تو ملنگ تھا جس کا حلیہ بیان کرنا کسی کے لئے بھی مشکل نہ ہوتا.... لیکن ایک حلیہ اور بھی تھا جو اپنی غیر معمولی حرکتوں کی بناء پر سفارت خانے کے کسی آدمی کے ذہن

میں محفوظ رہ گیا تھا.... اور یہ حلیہ سو فیصدی عمران کا تھا۔

حملہ آوروں کی کل تعداد پانچ بتائی گئی تھی.... ویسے حقیقتاً ملنگ سمیت صرف چار تھے۔

تقریباً پچاس ہزار روپے کا سامان (خبر کے مطابق) وہ لوگ اٹھا لے گئے تھے۔

بہر حال عمران کے لئے بہت بڑا خطرہ موجود تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ نو بجتے بجتے شمس محل جا پہنچا تھا! ریڈی میڈ میک اپ اس کے چہرے پر موجود تھا.... وہی پھولی ہوئی ناک اور گھنی مونچھوں والا میک اپ.... اور شمس محل کے کمپاؤنڈ میں قدم رکھتے ہی وہ میک اپ بھی جیب میں پہنچ گیا تھا۔

وہ بڑے اطمینان کا مظاہرہ کرتا ہوا اس ہال میں داخل ہوا جہاں پاگلوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا.... وہاں ابھی زیادہ بھیڑ نہیں تھی اور ڈائس بھی خالی پڑا تھا۔

عمران سیدھا ڈائس پر جا دھمکا لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ تک نہ دی۔ وہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر مہا پاگل بیٹھا کرتا تھا۔ بیٹھا رہا.... پندرہ بیس منٹ اسی طرح گذر گئے.... پاگل کبھی شور مچانے لگتے اور کبھی ہال میں ایسا سناٹا چھا جاتا جیسے وہاں ایک آدمی بھی موجود نہ ہو۔

اچانک صدر دروازے میں باؤلی دکھائی دی.... اس کے پیچھے ایک آدمی اور بھی تھا۔

عمران نے ہاتھ ہلا کر باؤلی کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وہ تیزی سے ڈائس پر چڑھ آئی۔

"اٹھو.... اٹھو.... اس کرسی کی توہین نہ کرو.... تم اس قابل نہیں ہو۔!"

باؤلی نے عمران کا بازو پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اٹھ گیا؟" عمران اٹھتا ہوا بولا اور اس سے بازو چھڑا کر ڈائس کے سرے کی طرف بڑھ گیا۔

اب وہ دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ "میرے دوستو.... معزز پاگلو.... آج سے میں بھی تم میں شامل ہو گیا ہوں.... مہا پاگل کی پرکشش شخصیت نے مجھے بھی دیوانگی پر مجبور کر دیا ہے اور اب میں جا رہا ہوں.... آج صرف یہی اطلاع دینی تھی کل سے تم لوگوں میں مل بیٹھوں گا۔!"

پھر وہ ڈائس سے اتر کر صدر دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ باؤلی نے راستہ روک لیا۔

"تم اس طرح نہیں جا سکتے۔!" اس نے کہا۔

"کیوں....؟ تم نے بلایا تھا....! میں آ گیا.... اب جا رہا ہوں....!"

"میں نے تمہیں بلایا تھا اور روک رہی ہوں۔۔۔!"

باؤلی کے ساتھ آنے والا آدمی اب بھی اس کے پیچھے کھڑا تھا کچھ عجیب سی شکل تھی۔ پتہ نہیں کیوں اسے دیکھ کر ایک موٹی سی لوکی کا تصور ذہن میں ابھرتا تھا۔

وہ دائمی نزلہ کے کسی مریض کی طرح ناک سے متواتر "شوں شوں" کیے جا رہا تھا۔

"یہ خبطی ہے۔۔۔۔ اس سے ملو۔۔۔!" باؤلی نے مڑ کر اس آدمی کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا یہ بھی کوئی عہدہ ہے۔۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔ یہاں خبطی سے مراد جوائنٹ سیکریٹری ہے۔!"

"آداب بجالاتا ہوں۔۔۔ جناب عالی۔۔۔۔! عمران نے بڑے ادب سے اسے سلام کیا۔۔۔۔!"

"شوں شوں۔۔۔۔!" مجھے لکھنوی آداب پسند نہیں ہیں۔۔۔۔ شوں شوں۔۔۔۔ وہ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اچھا بے۔۔۔۔ بھوتنی کے۔۔۔۔ اب بتا کیا احوال ہیں۔!" عمران نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر پوچھا۔۔۔۔ اور اس کی حالت غیر ہو گئی "شوں شوں" میں اضافہ ہو گیا۔

چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔۔۔۔ کبھی ہونٹ کانپتے اور کبھی گالوں کی بوٹیاں پھڑکنے لگتیں۔ اس کی زبان سے بدقت صرف اتنا ہی نکل سکا تھا۔ "دو۔۔۔۔ دیکھ رہی ہیں آپ۔۔۔۔!"

اس کے بعد وہ باقاعدہ طور پر چیخ چیخ کر روتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

عمران نے دیکھا کہ باؤلی ایک بہت ہی بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔

عمران متحیرانہ انداز میں دروازے کی طرف دیکھتا رہا۔۔۔۔ دفعتاً باؤلی نے مضمحل سی آواز میں کہا۔ "تم نے اس وقت ایک بہت ہی مظلوم آدمی کا دل دکھایا ہے۔!"

"دل دکھایا ہے۔۔۔۔!" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"ہاں وہ بہت مظلوم ہے۔۔۔ دنیا نے اسے اس کے باپ کا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔!"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے! کاش دنیا مجھے بھی میرے باپ کا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دے؟"

"کیا بکواس ہے۔۔۔۔!"

"یقین کرو۔۔۔۔ بڑی کوفت ہوتی ہے جب لوگ یہ کہتے ہیں اتنے بڑے باپ کا بیٹا ایسا

حرکتیں کرتا پھرتا ہے۔!"

"کیوں کرتے ہو ایسی حرکتیں....!"

"ہوش مندی کی باتیں نہ کرو.... میں یہاں پاگل بننے آیا ہوں۔!"

"آئی ایم سوری....!"

"ہاں تو اب آؤ.... معاملے کی طرف.... میں تمہاری ہدایت کے مطابق آ پہنچا ہوں.... ڈرپوک ہوں.... سوچا کہیں تم سچ مچ گھر سے نہ اٹھوالو....!"

"کام کے آدمی بن جاؤ گے.... اگر مہاپاگل کی تعلیمات پر عمل کیا۔!"

"تعلیم نمبر ایک....!" عمران کا لہجہ استفہامیہ تھا۔

"یہ بھول جاؤ کہ تم کون ہو....!"

"چلو بھول گیا....! تعلیم نمبر دو....!"

"خود کو کسی سے برتر نہ سمجھو....!"

"آج تک نہیں سمجھا.... تعلیم نمبر تین....!"

"کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو....!"

"پاگل.... صرف پاگل....!"

"عمران بڑے خسارے میں رہو گے.... دنیا چند روزہ....!"

"ہوا کرے.... اگر پل بھر کی بھی ہے تو مجھے کیا....؟"

"کاش تم کام کے آدمی بن سکتے۔!"

"میں مہاپاگل سے مل کر معافی مانگنا چاہتا ہوں۔!"

"رہائشی حصہ میں تم میک اپ کے بغیر نہیں جاسکتے.. چیتا بُری طرح خار کھائے ہوئے ہے۔!"

"میں اس سے بھی معافی مانگنا چاہتا ہوں۔!"

"بور مت کرو.... کل سے میک اپ ہی میں آنا....!"

"کیا فائدہ مہاپاگل کو تو معلوم ہی ہو جاتا ہے۔!"

"یہ مہاپاگل ہی کا مشورہ ہے....!"

"بڑی عجیب بات ہے....!" عمران نے کہا اور اس کے چہرے پر ایسے آثار نظر آئے جیسے

دور کی کوئی آواز سننے کی کوشش کر رہا ہو۔!

"کیا بات ہے....؟" باؤلی نے اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مم.... میں شائد باتھ روم کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔!"

"اوہ اچھا.... وہ دیکھو بائیں جانب سرے پر گلیارا ہے ادھر چلے جاؤ۔!"

عمران نے تیزی سے قدم بڑھائے.... بائیں جانب گلیارے میں کئی باتھ روم نظر آئے۔ وہ بڑی تیزی سے یکے بعد دیگرے ہر ایک کا دروازہ کھولتا گیا اور آخر کار... ایک میں داخل ہو گیا۔ اس باتھ روم میں ایک کھڑکی بھی تھی.... جو عقبی پارک میں کھلتی تھی اور اس میں سلاخیں نہیں تھیں۔

عمران نے بڑی پھرتی سے کوٹ اتارا اور اسے الٹ کر دوبارہ پہن لیا.... اب کوٹ کی نوعیت ہی بدل چکی تھی۔ اس کے بعد "ریڈی میڈ میک اپ" ناک پر جماتا ہوا کھڑکی کھولنے لگا۔

پھر عقبی پارک کی طرف اتر جانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔

کمپاؤنڈ پولیس کی گاڑی کے سائرن سے گونج رہا تھا۔ غالباً اس نے اس کی آواز سن کر باتھ روم کا رخ کیا تھا.... وہ کچھ دیر تک عقبی پارک کی بے ترتیب روئیدگی کا جائزہ لیتا رہا پھر ادھر ہی سے سڑک کی طرف روانہ ہو گیا۔



محکمہ سراغ رسانی کے آئیڈنٹی کاسٹ اکو یمنٹ کا انچارج کیپٹن فیاض کے آفس میں داخل ہوا.... اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھا.... فائل اس نے کیپٹن فیاض کے سامنے رکھ دیا اور بولا۔ "میں نے ان پانچوں کو الگ الگ ٹرائی کیا ہے.... ان کے بتائے ہوئے حلیے میں سر مو فرق نہیں ہے.... پانچوں تصویریں فائل میں موجود ہیں۔!"

"ہوں.... اچھا.... اب تم جاؤ.... میں دیکھوں گا۔!"

"انچارج کے چلے جانے کے بعد اس نے فائل کھول کر پانچوں قلمی تصاویر کے فوٹو پرنٹ نکالے اور بغور انہیں دیکھنے لگا۔ یہ تصویر ایک ہی آدمی کی تھی۔!"

طویل سانس لے کر وہ کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا... یہ تصویر عمران کی تھی.... فیاض نے تو محض زبانی حلیے کی بناء پر عمران کے لئے کنوؤں میں بانس ڈلوا دیئے تھے۔

کچھ ہی دیر پہلے کسی نامعلوم آدمی نے فون پر اطلاع دی تھی کہ عمران نواب شمسو کے پاگل خانے میں موجود ہے.... لہٰذا اس نے وہاں فلائینگ اسکوئیڈ کی گاڑی بھجوادی تھی۔

نہ جانے کیوں اس بار وہ ذاتی طور پر عمران سے نہیں الجھنا چاہتا تھا۔

پھر بھی یہ تصاویر رحمان صاحب کو بھجوادینے کی خواہش ضرور رکھتا تھا۔

اس نے یہی کیا.... اپنے نوٹ کے ساتھ وہ فائل رحمان صاحب کو بھجوادیا.... اور پھر رحمان صاحب کے آفس میں اس کی طلبی ہوگئی۔

شائد رحمان صاحب کا موڈ پہلے ہی سے خراب تھا.... فیاض کو دیکھتے ہی برس پڑے۔

"میرا خیال ہے کہ تم ذہنی طور پر دیوالئے ہوتے جارہے ہو....!" انہوں نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔ "آئیڈنٹی کاسٹ کا رزلٹ مجھے بھجوانے کی کیا ضرورت تھی....؟"

"میں نے محض اس لئے یہ اقدام کیا تھا کہ آپ کو بھی علم ہوجائے۔!"

رحمان صاحب نے فائل اٹھا کر اس کے سامنے پھینک دیا اور بولے۔ "میں کچھ نہیں سننا چاہتا.... اگر وہ گرفت میں آرہا ہے تو اپنا فرض پورا کرو....!"

"بب.... بہت بہتر جناب....!" فیاض نے بڑے ادب سے کہا اور فائل اٹھا کر ان کے روم سے نکل آیا۔

بہت شدت سے جھنجھلا گیا تھا.... اپنے آفس میں پہنچ کر اس نے فلائینگ اسکوئیڈ کے کمانڈر کو فون کیا.... اس نے بتایا کہ کچھ دیر قبل اس نے کیپٹن فیاض کو رنگ کیا تھا.... جواب نہیں ملا۔

"میں آفس میں موجود نہیں تھا....!" فیاض نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "وہ ہاتھ آیا یا نہیں۔!"

"وہاں موجود تھا.... باتھ روم کی کھڑکی کے راستے فرار ہوگیا۔!"

"سائرن بند کردینا چاہئے تھا....!"

"آپ نے ایسی کوئی ہدایت نہیں دی....!"

"ہوں.... اچھا.... خیر....!" فیاض نے بھنا کر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

اس کے بعد وہ آفس سے سیدھا عمران کے فلیٹ کی طرف دوڑا گیا تھا۔

ظاہر ہے کہ عمران وہاں کہاں ملتا.... سلیمان موجود تھا.... اس کی شامت آگئی۔

"جوزف کہاں ہے....!"

"قیلولہ کر رہا ہے.... جناب عالی....!" سلیمان گھگھیایا۔

"جگاؤ اُسے.... یہاں بلاؤ....!"

"صاحب... میں جگاؤں تو اسے لیکن اس سے پہلے آپ ایمبولینس گاڑی کے لئے فون کر دیجئے۔!"

"کیا بکواس ہے....!"

"میری ہڈی پسلی ایک کر دے گا حرام خور....!"

"جاؤ....!" فیاض پیر پٹخ کر دہاڑا.... اتنے میں فون کی گھنٹی بجی.... سلیمان نے کال ریسیو کرنا چاہا لیکن فیاض نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا.... پھر آواز بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے کال ریسیو کی تھی۔

دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔ "کیوں بے سلیمان کے بچے یہ تیری آواز کو کیا ہو گیا ہے۔!"

"مجھے بخار ہو گیا ہے صاحب.... اور آواز بھی بیٹھ گئی ہے.... فوراً.... آجایئے مجھ پر غشی سی طاری ہو رہی ہے۔!"

"ابے میں تو عالم ارواح سے بول رہا ہوں.... آج صبح بس سے کچل کر مر گیا تھا.... میری لاش سول ہسپتال کے مردہ خانے میں پڑی ہوئی ہے.... شناخت کر کے گھر اٹھوالا.... فیاض کو بھی اطلاع دے دیجیو تاکہ گوروکفن کا مرحلہ بھی بہ آسانی طے ہو سکے.... اور سن....!"

لیکن فیاض جھلا کر سلسلہ منقطع کر چکا تھا پھر اس نے فوراً ہی دوسرے نمبر ڈائیل کئے اور ٹیلی فون ایکس چینج کے کسی ذمہ دار آدمی سے رابطہ قائم کر کے عمران کا فون نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی اس پر ایک کال آئی تھی معلوم کرو کہ کس نمبر سے آئی تھی۔!"

"یور آئیڈنٹی پلیز....!"

"فضول وقت نہ ضائع کرو.... میں ایک ذمہ دار سرکاری آفیسر ہوں....!"

"بہت بہتر جناب.... ہولڈ آن کیجئے۔!"

پھر شائد ایک منٹ بعد دوبارہ اس کی آواز سنائی دی۔ "یہ کال پبلک ٹیلی فون بوتھ نمبر گیارہ سے ہوئی تھی جو شہر کے اٹھارویں حلقے میں واقع ہے۔!"

بہت بُرا سا منہ بنا کر اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

سلیمان جہاں پہلے کھڑا تھا وہیں اب بھی موجود تھا۔ فیاض چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔

"اگر عمران کو یہ معلوم ہوا کہ اس کی کال میں نے ریسیو کی تھی تو میں تیری کھال اتار دوں گا؟"

"پھر کیا بتاؤں گا جناب....! مجھ میں یہ صلاحیت نہیں کہ آواز بٹھا کر بات کر سکوں۔!"

"میرے ساتھ چل....!"

"کہاں جناب....؟"

"تیری آواز بھی بیٹھ جائے گی اور کسی قدر بخار بھی ہو جائے گا۔!"

"سرکار میں نے کیا قصور کیا ہے....!"

"چلو....!" فیاض دہاڑا۔

ٹھیک اسی وقت جوزف کمرے میں داخل ہوا.... اس وقت وہ مسلح تھا اور اس نے فوجی وردی پہن رکھی تھی۔

"آپ بہت شور مچا رہے ہیں جناب....!" اُس نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیا مطلب....!" فیاض کا لہجہ قہر آلود تھا۔

"مطلب یہ کہ یہ ایک معزز اور شریف آدمی کی قیام گاہ ہے۔!"

"کیوں بکواس کر رہا ہے....؟"

"یہ میرا فرض ہے جناب....!"

"میں اسے اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں....!" فیاض نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا یہ جانا چاہتا ہے....؟"

"سلیمان نے اپنے سر کو منفی جنبش دی اور جوزف بولا۔ "یہ نہیں جانا چاہتا جناب....!"

"بکواس بند کرو.... اور یہاں سے چلے جاؤ....!"

"آپ اسے نہیں لے جا سکتے جناب....!" جوزف نے ریوالور کے دستہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بڑی عجیب سچویشن تھی.... فیاض سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران کا کوئی ملازم اس طرح پیش آئے گا۔

جھلاہٹ میں اس نے اپنا ریوالور نکال کر جوزف کو کور کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور نیچے چلو....؟"

جوزف نے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے اور سلیمان سے بولا۔"میں تجھے جو فون نمبر بتا رہا ہوں اس پر رنگ کر کے یہ اطلاع دے دیجیو کہ اجازت نامہ ٹی سی ایل تھرٹی سکس رکھنے والے کو محکمہ سراغ رسانی کے کیپٹن فیاض نے گرفتار کر لیا ہے۔!"

پھر اس نے فون نمبر بتایا تھا۔

"یہ سب کیا بکواس ہے....؟"

"سلیمان....؟" جوزف نے فیاض کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"میرے کوٹ کی جیب سے اجازت نامہ نکال کر اس آفیسر کو دکھاؤ....!"

سلیمان آگے بڑھا ہی تھا کہ فیاض نے اسے ڈانٹ دیا۔

"تو پھر آپ ہی تکلیف کیجئے.... میری بائیں جانب والی جیب میں موجود ہے۔!"

فیاض نے جوزف کی جیب میں ہاتھ ڈال کر آئیڈنٹی کارڈ قسم کی کوئی چیز نکالی اور اسے دیکھتا رہا۔

دفعتاً جوزف نے کہا "وردی اور ریوالور ساتھ ہی ملے تھے۔ میں عمران صاحب کا باڈی گارڈ اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے ملازمین اور املاک کا محافظ ہوں.... آپ یہاں سے سلیمان کو اس صورت میں لے جا سکیں گے جب خود وہ یہاں موجود ہوں۔ ورنہ محکمہ خارجہ کے سیکریٹری کو جواب دہی کرنی پڑے گی۔!"

فیاض اجازت نامے کو میز پر پٹخ کر فلیٹ سے نکلا چلا گیا۔ سلیمان کبھی جوزف کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی دروازے کی طرف۔

"تم بالکل گدھے ہو....!" دفعتاً جوزف نے سلیمان سے کہا۔

"اگر میں اتفاقاً ادھر نہ آ نکلتا تو وہ تمہیں لے گیا تھا۔!"

"اچھا میرے باپ جو تو کہے وہ ٹھیک ہے۔!"

"وہ کس کا فون تھا....؟"

"شائد صاحب ہی کا تھا....!"

"اور اس نے سلیمان بن کر کال وصول کی تھی۔!"

"واقعی میری آواز بیٹھی جا رہی ہے.... میرا پیچھا چھوڑ....!" سلیمان اپنی گردن مسلتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔



دوسری صبح پھر عمران "الشمس" میں جادھمکا۔ آج بھی ریڈی میڈ میک اپ ہی میں تھا۔ لیکن آج گلے میں کیمرہ لٹک رہا تھا اور ہاتھ میں فلیش گن تھی.... وہ سیدھا اسی ہال میں جا پہنچا جہاں پاگلوں کا اجتماع ہوتا تھا۔

اتفاق سے آج دو اور پریس فوٹو گرافر بھی موجود تھے اس لئے خود اس کی طرف کسی نے بھی خصوصی توجہ نہ دی۔

ڈائس پر مہا پاگل، باؤلی اور خبطی تینوں نظر آئے۔ دفعتاً باؤلی اپنی جگہ سے اٹھ کر ڈائس کے سرے پر آئی اور دوسروں کو مخاطب کر کے بولی۔ "اب جلسے کی کارروائی شروع ہوتی ہے پریس فوٹو گرافر بھی موجود ہیں....! لیکن میں انہیں آگاہ کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ یہاں کی تصاویر نہیں لے سکیں گے.... اگر کسی نے اس کی کوشش کی تو اس کا کیمرہ چھین کر توڑ دیا جائے گا۔!"

"یہ زیادتی ہے محترمہ....!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"کوشش کر کے دیکھو کیا حشر ہوتا ہے۔!"

عمران نے دوسرے فوٹو گرافرز سے کہا۔ "ایسے نامعقول پاگل آج تک میری نظر سے نہیں گذرے۔!"

"آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں جناب....!" ایک فوٹو گرافر نے اس سے پوچھا۔

"جہاں سے دل چاہتا ہے تشریف لاتا ہوں۔ فری لانسنگ ایک طرح کی بادشاہت ہے۔!"

"بجا ارشاد ہوا کہیں اس وقت آپ چڑیا گھر سے تو تشریف نہیں لائے۔!"

ریڈی میڈ میک اپ میں وہ اچھا خاصا گوریلا لگتا تھا۔

"چڑیا کا گھر گھونسلہ کہلاتا ہے۔!"

"بھائی بذلہ سنج بھی معلوم ہوتے ہیں۔!" پہلے کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"مرنجان مرنج....!" دوسرے نے تصحیح کی۔

"مجھے رنج ہے کہ اس وقت آپ دونوں کے خلاف پاگل پن کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔!" عمران مسکرا کر بولا۔! لیکن بیچاری مسکراہٹ گھنی مونچھوں کی اوٹ میں دم توڑ کر رہ گئی۔

باؤلی پھر اپنی جگہ واپس جا رہی تھی اب مہاپاگل ڈائس کے سرے پر تشریف لائے اور انہوں نے تین چار نام پکارے.... اور پھر بولے....!" ایک ایک کر کے میرے پاس آؤ۔!"

ایک آدمی مجمعے سے آگے بڑھا اور اسٹیج کے قریب پہنچ کر اس نے انگشت شہادت اٹھائی اونچی آواز میں کہنے لگا۔" میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے ایک ماہ سے منشیات کو ہاتھ نہیں لگایا اور خدا کے بھروسہ پر عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی منشیات کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔!"

" خدا تمہاری مدد کرے.... میں تمہیں جنت کی بشارت دیتا ہوں....!" مہاپاگل نے داہنا ہاتھ اٹھا کر کہا.... پھر مجمع کی طرف دیکھ کر کہا۔" نکسٹ....!"

پہلا پاگل جا چکا تھا.... دوسرا پاگل اس کی جگہ پہنچ کر انگشت شہادت اٹھاتا ہوا بولا۔" میں بہ ہوش و حواس اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تین ماہ ہوئے ایک بے حد شریف لڑکی پر ڈورے ڈالے تھے۔ لیکن اب خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ اسے اپنی فریب کاری سے مطلع کرتے ہوئے ہمیشہ کے لئے اس سے قطع تعلق کر لوں گا۔ موجودہ تعلق کے دوران میں مجھ سے کوئی غیر اخلاقی یا غیر سماجی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔!"

" اور کچھ کہنا ہے تمہیں....؟" مہاپاگل نے پوچھا۔

" نہیں....!"

" اچھا تو اس لڑکی سے شادی کر لینے کی کوشش کرو.... اگر تم نے اس پر ظاہر کر دیا کہ تم فریبی ہو تو اس کا دل ٹوٹ جائے گا.... دل توڑنا کعبے کو ڈھا دینے کے مترادف ہے۔!"

" میں کوشش کروں گا مہاپاگل.... وہ دراصل میری ذات برادری سے تعلق نہیں رکھتی اس لئے.... اس کے اعزہ اس پر راضی نہیں ہوں گے۔!"

ٹھیک اسی وقت کیپٹن فیاض ہال میں داخل ہوا.... اس کے ساتھ دو مسلح اور باوردی جوان بھی تھے۔

" ٹھہرو....!" مہاپاگل کی دہاڑ سے دیواریں لرز گئیں.... اس کے مخاطب فیاض اور اس کے ساتھی تھے۔

وہ دروازے کے قریب ہی رک گئے۔

" کوئی مسلح آدمی یہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔!" مہاپاگل نے کہا۔

"ہم ایک ملزم کی تلاش میں آئے ہیں۔!"

"میں کہتا ہوں ان مسلح آدمیوں کو باہر نکال دو.... ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہ ہو گا۔!"

فیاض نے ان دونوں کو باہر چلے جانے کا اشارہ کیا۔

"اگر تمہاری جیب میں بھی ریوالور موجود ہو تو اسے باہر چھوڑ آؤ۔!"

"آپ میرے فرائض کی انجام دہی میں دخل اندازی کر رہے ہیں جناب....!" فیاض نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"کیپٹن فیاض باہر چلے جاؤ.... تم بھی باہر چلے جاؤ.... میری چھت کے نیچے تم کسی قاتل کو بھی گرفتار نہ کر سکو گے۔!"

"بات نہ بڑھایئے نواب صاحب....!"

عمران نے آگے بڑھ کر دونوں کی تصویر لینے کی کوشش کی ہی تھی کہ اسے دھکے دے کر ہال سے باہر نکال دیا گیا.... کئی پاگل اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔!

باہر نکل کر اس نے دونوں مسلح آدمیوں کو بڑے ادب سے سلام کیا اور بولا۔ "کہئے آپ دونوں کی تصویر کھینچ لوں۔!"

"نہیں.... ہرگز نہیں....!" دونوں یک زبان ہو کر بولے۔

"بہت اچھا جناب....!" وہ احتراماً جھکا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

اب وہ عمارت کے رہائشی حصہ کی طرف جا رہا تھا۔

چیتا حسب دستور صدر دروازے پر پہرہ دیتا ہوا نظر آیا۔

"کیا ہے.... کدھر چلے....!" وہ عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں جناب عالی....!"

"کیوں....؟"

"پتہ نہیں کب سے اس خواہش کو دل کی گہرائیوں میں پال رہا ہوں کہ آپکی بھی تصویر بناؤں۔!"

"کیوں....؟"

"اپنے اخبار میں چھاپنے کے لئے اور اپنی بیوی کی سنگار میز پر رکھنے کے لئے۔!"

"کیوں....؟"

"اسے مردوں کا جنگلی پن بہت بھاتا ہے۔!"

"واہ بھئی....!"

"موڈرن عورت جنگلی مرد چاہتی ہے۔!"

"واقعی....!" چیتے کے دانت نکل پڑے۔

"اب جلدی سے اپنی ایک تصویر بنوالو.... اگر اخبار میں چھاپ دی تو دیکھنا.... موڈرن عورتوں سے اس عمارت کی کمپاؤنڈ بھر جائے گی۔!"

"کھینچو... کھینچو... میری تصویر!" چیتا اکڑ کر بولا، اور تصویر کھنچوانے کی پوزیشن میں آ گیا۔

عمران نے کیمرہ سنبھالا.... اور فلیش گن سیدھی کی.... پھر بولا۔"کلوز اپ ہونا چاہئے۔!" اور چیتے سے صرف تین فٹ کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

لیکن فلیش گن سے روشنی کے بجائے سفید رنگ کا غبار نکل کر چیتے کے چہرے پر چھا گیا۔

عمران بڑی پھرتی سے کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔!

چیتا بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

چند لمحوں کے بعد عمران پھر آگے بڑھا اور چیتے کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔"اب بتاؤ کیسی طبیعت ہے۔!"

لیکن چیتا خاموش کھڑا اس طرح خلاء میں آنکھیں پھاڑ تا رہا جیسے اندھا گونگا اور بہرہ ہو گیا ہو۔

"اندر جا رہا ہوں، روکنا چاہو تو روک لو....!" عمران نے اس کے گال پر ہلکی سی تھپکی دے کر کہا! لیکن چیتے کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

عمران بڑے اطمینان سے اس کمرے میں داخل ہوا جسے وہ لوگ ڈرائنگ روم کہتے تھے.... کیمرہ اور فلیش گن وہاں پڑے ہوئے کاٹھ کباڑ کے ڈھیر میں چھپا دیئے۔!

پھر ناک کا خول مونچھوں سمیت چہرے سے الگ کر کے جیب میں ڈالا.... اس کے بعد نہ صرف کوٹ الٹا تھا بلکہ پتلون بھی الٹ ڈالی تھی اور اب وہ کریم کلر کے سوٹ میں تھا۔!

دس منٹ پورے رہائشی حصے کا جائزہ لینے میں صرف ہوئے تھے اس کے بعد وہ پچھلے ایک دروازے سے نکل کر دوبارہ سامنے والے برآمدے میں آیا تھا۔

چیتا دیوار سے ٹیک لگائے فرش پر بے حس و حرکت بیٹھا نظر آیا.... اس کی آنکھیں کھلی

ہوئی تھیں.... پلکیں بھی جھپکا رہا تھا.... اس نے عمران کی طرف دیکھا بھی.... لیکن اس کے چہرے سے کسی قسم کے بھی جذبات کا اظہار نہ ہوا۔

"کیوں بیٹے میں نے سنا ہے کہ تم میرے خون کے پیاسے ہو رہے ہو....!" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں اس سے پوچھا۔

چیتے نے بڑی بے بسی سے اپنے سر کو منفی جنبش دی۔

"کیوں....؟ کیا تم کچھ بیمار ہو....!" عمران کا لہجہ ہمدردانہ تھا۔

اس نے پھر سر کو منفی جنبش دی۔!

"آخر بات کیا ہے تم کچھ بولتے کیوں نہیں....!"

اس نے بدقت اشارہ کیا کہ عمران اسے اٹھا کر اندر لے چلے۔

"اچھا.... اچھا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تم یقیناً بیمار معلوم ہوتے ہو۔ چلو....!"

بغلوں میں ہاتھ دے کر چیتے کو اٹھاتے ہوئے اس نے ٹھنڈی سانس لی تھی اور بہت سنجیدگی سے بولا تھا۔ "میں تمہارے لئے دکھی ہوں.... تمہیں بہت پسند کرتا ہوں.... کیونکہ تم ایک طاقت ور آدمی ہو۔!"

چیتا اس کے ساتھ چل نہیں رہا تھا بلکہ گھسٹ رہا تھا.... پھر اشارے ہی کر کر کے وہ اسے پورے رہائشی حصہ میں گھماتا پھرا تھا۔

واہ یار تم نے تو تھکا مارا اس وقت....!" عمران نے ہانپنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ "آخر چاہتے کیا ہو....!"

اس نے پھر سر کو منفی جنبش دی اور اسے ڈرائنگ روم تک لایا اور اشارہ کیا کہ اسے آرام کرسی پر لٹا دیا جائے۔

اب عمران اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا۔ "کچھ منہ سے بھی بولو میرے دوست! میں تمہارے لئے کیا کروں....!"

چیتے نے اس بار اشارے سے کاغذ اور قلم مانگا تھا۔

عمران نے جیب سے اپنا قلم نکالا اور ڈائری سے ایک ورق پھاڑ کر اس کے حوالے کیا۔ پھر اس نے دیکھا کہ چیتا کچھ دیر پہلے کی کہانی لکھ رہا ہے۔ آخر میں اس نے شبہ ظاہر کیا کہ وہ فوٹو گرافر

یقینی طور پر کوئی قیمتی چیز لے بھاگا ہے.... پھر اس نے عمران سے استدعا کی تھی کہ وہ نواب شمسو اور اس کی سیکریٹری کی واپسی تک وہیں ٹھہرے۔!

عمران کے استفسار پر اس نے اپنی کیفیت یوں لکھی۔

"فلیش گن سے روشنی کے بجائے غبار سا نکلا تھا، جو سانس کے ساتھ میرے جسم میں پہنچا اور میرے اعصاب کو ناکارہ بنادیا، حلق بند ہو گیا ہے کوشش کے باوجود بھی بات نہیں کر سکتا۔!"

عمران اس واقعہ پر حیرت کا اظہار کر کے اسے دلاسے دیتا رہا.... کچھ دیر بعد باؤلی کمرے میں داخل ہوئی عمران پر نظر پڑتے ہی بہت زیادہ متحیر نظر آنے لگی.... لیکن شائد اس کی موجودگی سے بھی زیادہ حیرت چیتے کو اس طرح آرام کرسی پر نیم دراز دیکھ کر ہوئی تھی۔

"کیوں تم یہاں کیوں لیٹے ہو....!" وہ جھلا کر چیخی اور اس سے کوئی جواب نہ پا کر عمران پر الٹ پڑی۔

"کیا تم نے اسے مارا ہے....!"

"یک نہ شد دو شد....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور وہ پرچہ باؤلی کی طرف بڑھا دیا جو کچھ دیر پہلے چیتے نے تحریر کیا تھا۔!

باؤلی اسے پڑھ ہی رہی تھی کہ نواب شمسو بھی کمرے میں داخل ہوئے اور پھر تو ذرا ہی سی دیر میں وہاں خاصا ہنگامہ برپا ہو گیا....! نواب شمسو کے ملازمین کی فوج بھدی ناک اور گھنی مونچھ والے فوٹوگرافر کو چاروں طرف تلاش کرتی پھر رہی تھی۔

"ہو سکتا ہے.... کیپٹن فیاض اسی آدمی کی تلاش میں یہاں آیا ہو....!" باؤلی نے نواب شمسو کی طرف دیکھ کر کہا۔

"نہیں.... وہ اور کوئی ہو گا....!" نواب شمسو عمران کو گھورتے ہوئے بولے۔ "کیپٹن فیاض ان کی تلاش میں آیا تھا....!"

"دیکھئے جناب عالی....! میں اپنی خوشی سے تو یہاں آیا نہیں....!" عمران نے مغموم لہجہ میں کہا۔ "یہ آپ کی باؤلی مجھے دھمکی دے آئی تھیں کہ اگر میں نے روز کچھ وقت آپ لوگوں کے ساتھ نہ گذارا تو زبردستی گھر سے اٹھوا لیا جاؤں گا۔!"

"کیوں....؟" نواب شمسو باؤلی کی طرف دیکھ کر دہاڑے۔

"ہاں مہاپاگل....اگر یہ آدمی بھی سیدھی راہ پر لگ جائے تو کیا برائی ہے۔!"

نواب شمسو پھر کچھ نہ بولے لیکن غیظ و غضب ان کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔

اچانک انہوں نے عمران سے پوچھا۔"کیپٹن فیاض،تمہیں کیوں گرفتار کرنا چاہتا ہے....؟"

"میں کیا جانوں....ویسے وہ ایک احسان فراموش آدمی ہے....؟"

"یا ملی بھگت ہے....؟"نواب شمسو نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"دیکھئے جناب عالی....یہ بات مجھ سے نہ پوچھئے....آپ کو تو الہام ہوتا ہے اور خدا سے ہم کلامی کا شرف بھی حاصل ہے، آپ کو۔ لہٰذا مجھے بور نہ کیجئے....! خدا سے براہِ راست معلوم کر لیجئے کہ کیا قصہ ہے....؟"

"کیا تم میرا مذاق اڑانا چاہتے ہو....!"

"یہ اطلاع بھی مجھے باؤلی ہی سے ملی تھی کہ آپکو خدا نے ایک خاص مشن پر دنیا میں بھیجا ہے؟"

نواب شمسو کچھ کہنے ہی والے تھے کہ خبطی کمرے میں داخل ہوا....اور عمران پر نظر پڑتے ہی بے ساختہ اچھل پڑا۔

"کیا بات ہے....!"نواب شمسو اسے گھورتے ہوئے بولے۔

"یہی تھا....یہی تھا....جس نے کل میری توہین کی تھی....شوں شوں....!"

"چپ بے....! کیوں بکواس کر رہا ہے....!"عمران بولا۔

"دیکھا آپ نے شوں شوں......دیکھا......غضب خدا کا......شوں شوں......!"

"یہ کیا حرکت تھی....!"نواب شمسو نے عمران کو مخاطب کیا۔!

"باؤلی سے پوچھئے....! اس میں میرا قصور نہیں....! کل رات بہت ادب سے پیش آیا تھا لیکن ان حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ یہ لکھنوی آداب سے متنفر ہیں....لہٰذا میں عوامی بات چیت پر اتر آیا۔ اب کیوں دم نکل رہا ہے ان کا....!"

باؤلی ہنس پڑی اور خبطی شوں شوں کرتا ہوا کمرے سے نکل بھاگا۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر نواب شمسو بولے۔"کیپٹن فیاض مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تمہیں اپنی کمپاؤنڈ میں قدم بھی نہ رکھنے دوں....کیونکہ اب تم بلیک میلنگ سے ڈاکہ زنی پر اتر آئے ہو۔!"

"اور آپ نے یقین کر لیا....!"عمران نے سر جھٹک کر پوچھا۔

"نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں.....!"

"اب مجھ سے تو اللہ میاں کی بات چیت ہوتی نہیں! ورنہ پوچھتا کہ یہ کیسا آدمی آپ نے کس مشن پر بھیج دیا ہے جو پولیس والوں کی بات پر بھی یقین کر لیتا ہے۔!"

"حد سے نہ بڑھو.....!" باؤلی نہ صرف چیخی بلکہ عمران کو مارنے بھی دوڑی۔

"نہیں.... ٹھہرو..... رک جاؤ.....!" نواب شمو ان کے درمیان آتے ہوئے بولے۔ "اسے حق حاصل ہے.... میں ہر ایک کو تنقید کا حق دیتا ہوں.... ٹھیک ہے! مجھے ایسی بات زبان سے نہیں نکالنی چاہئے جس کا مجھے علم نہ ہو.....!"

"واقعی آپ عظیم ہیں.....!" عمران کسی قدر جھک کر بے حد سنجیدگی سے بولا۔ سیدھا کھڑا ہوا تو اس کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں اور پھر یک بیک اس پر "سچائی" کا دورہ پڑ گیا.... اور اس نے کاٹھ کباڑ سے کیمرہ اور فلیش گن نکالے جیب سے ریڈی میڈ میک اپ بھی نکال کر نواب شمو کے قدموں میں ڈالتا ہوا بولا۔ "وہ نالائق میں ہی تھا.... مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ آپ کے سامنے جھوٹ بول سکوں.... مجھے معاف کر دیجئے۔!"

اس کے بعد چیتے کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ "بھائی چیتے.... خدا کے لئے مجھے معاف کر دو.... اب میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ کہو کہ تم نے مجھے معاف کر دیا ہے۔!"

چیتے کے ہونٹوں پر مضمحل سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور پہلی بار اس کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں نظر آئیں۔

"چلو اب چین سے بیٹھ جاؤ.....!" نواب شمو نے پر شفقت لہجہ میں کہا۔

"چیتا..... دس پندرہ منٹ میں بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ پھر وہ ایک مؤدب مرید کے سے انداز میں گھٹنے موڑ کر فرش پر بیٹھ گیا تھا۔

باؤلی نے بھی اس کی تقلید کی اور نواب شمو سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ چند لمحے عمران کو ترحم آمیز نظروں سے دیکھتے رہے پھر بولے۔ "اس چھت کے نیچے تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا.... فیاض تمہیں یہاں سے گرفتار نہیں کر سکتا.... ابھی ابھی ندائے غیب میں نے سنی ہے یہ ملی بھگت کا معاملہ نہیں.... فیاض سچ مچ تمہیں ڈاکہ زنی میں ملوث کرنا چاہتا ہے۔!"

"اللہ تیرا شکر ہے.....!" عمران کی زبان سے ٹھنڈی سانس کے ساتھ نکلا۔

"تم دل کے بُرے نہیں ہو.....! تمہیں ماحول نے بگاڑا تھا.... مسٹر رحمان کی سخت گیریوں کا شکار ہوئے ہو.....!" اب نواب شمسو بولے۔ "باؤلی ہی کی طرح تم بھی دوسروں کے رحم کے مستحق ہو.....!"

باؤلی جو قریب ہی بیٹھی تھی جھک کر عمران کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "اب ہنس بھی دو..... معصوم چہروں پر غم کے بادل اچھے نہیں لگتے.....؟"

عمران کی ہنسی عجیب تھی.... ہنس بھی رہا تھا اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بھی گر رہے تھے۔!

نواب شمسو اٹھ کر چلے گئے اور باؤلی اپنا بایاں بازو عمران کی گردن میں ڈال کر داہنے ہاتھ سے آنسو خشک کرنے لگی۔

"دو..... دیکھو..... مم..... میں تمہارا نامحرم ہوں.....!" عمران ہکلایا۔

"اس چھت کے نیچے سب ایک دوسرے کے محرم ہیں۔!" باؤلی نے کہا۔ "اصل بات تو دل کی ہوتی ہے..... یہاں کسی کے دل میں کھوٹ نہیں.....!"

"اچھا..... اچھا..... اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔!"

"میرا خیال ہے کہ کچھ دن تم یہیں رہو..... باہر نکلنے کی ضرورت ہی نہیں۔!"

"دم گھٹ جائے گا میرا..... کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ فیاض مجھے اس میک اپ میں نہیں پہچان سکا تھا۔!"

"ہاں کمال ہے..... اور تمہاری وہ تدبیر بھی بڑی خوبصورت تھی اس کے سامنے ہی باہر نکلوا دیئے گئے تھے.....؟"

اتنے میں چیتا اٹھ کھڑا ہوا اور بار بار زبان منہ سے نکال کر اس پر کچھ دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

عمران اور باؤلی بھی اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گئے۔

عمران نے باؤلی سے کہا۔ "یہ پاؤڈر اتنی نامعقول چیز ہے کہ سب سے پہلے حلق بند کر دیتا ہے اور پھر اعصاب شکستہ ہو جاتے ہیں۔!"

"تم بہت بھیانک ہو.....!" چیتے نے کہا ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس کی آواز بہت دور سے آئی ہو۔

"تم کچھ دیر آرام کر لو..... ویسے میں زندگی بھر تم سے شرمندہ رہوں گا۔!" عمران نے اس کا شانہ تھپک کر کہا اور وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

"تم یہ سب کیوں کرتے پھرتے ہو.....!" باؤلی نے عمران سے پوچھا۔

"پیٹ کے لئے..... چھین جھپٹ کر کھانے میں بڑا لطف آتا ہے۔!"

"اب ترک کردو..... یہ عادتیں ورنہ تمہاری بیوی تمہاری جان کو روئے گی۔!"

"جہاں بھی ہوگی رو ہی رہی ہوگی۔!"

"کیا مطلب.....!"

"بیوی ہوگی تو روئے گی..... یا خوامخواہ رونا شروع کردے گی۔!"

"چلو کیا تم دوپہر کا کھانا نہیں کھاؤ گے..... آج سے تم مہاپاگل کے مہمان ہو..... جتنے دن چاہو رہ سکتے ہو.....!"

مہاپاگل کے نام پر عمران سینے پر ہاتھ رکھ کر کسی قدر خم ہوا تھا۔

"کیا میں اسے ان کی کرامت سمجھوں.....!" باؤلی نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم جیسا آدمی دو لفظوں میں رام ہوگیا.....!"

"میرا دل مہاپاگل کی محبت سے سرشار ہے۔!"



رات کے گیارہ بجے تھے اور عمران آنکھیں کھولے خراٹے لے رہا تھا۔ کمرے کا دروازہ اندر سے مقفل کر کے لیٹا تھا..... بستر قفل کے سوراخ سے نہیں دکھائی دے سکتا تھا لہٰذا آنکھیں کھول کر خراٹے لینے میں کیا دشواری ہوسکتی تھی۔

قریباً پندرہ منٹ بعد اس نے کمرے کے باہر نواب شمسو کی آواز سنی جو کہہ رہے تھے۔!

"برخوردار..... اب یہ ڈھونگ ختم کرو..... آخر اپنے یہ خراٹے کس کو سنا رہے ہو.....!"

عمران کی آنکھیں پہلے تو کسی قدر پھیل گئیں پھر حلقوں میں گردش کرنے لگیں..... اس کے بعد وہ سر کھجاتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا۔

دروازہ کھول کر راہداری میں آیا..... لیکن وہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنسان پڑی تھی..... اور اس کی چھٹی حس بھی کہہ رہی تھی کہ دیر سے کسی نے وہاں قدم تک نہیں رکھا۔ ایک بار پھر سر کھجا کر وہ نواب شمسو کی خواب گاہ کی طرف چل پڑا..... قفل کے سوراخ سے تیز قسم کی روشنی دکھائی دے رہی تھی..... وہ جھانکنے کے لئے آگے بڑھ ہی رہا تھا کہ دروازہ خود

بخود کھل گیا۔

نواب شمسو سامنے مسہری پر سورہے تھے....! عمران خاموش کھڑا دیکھتا رہا.... پھر جیسے ہی اس نے دروازہ بھیڑنے کے لئے ہینڈل پر ہاتھ رکھا عجیب قسم کے شور سے پوری عمارت گونج اٹھی.... ادھر نواب شمسو اٹھ بیٹھے.... عمران سامنے ہی تیز قسم کی روشنی میں نہایا کھڑا تھا۔

"یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو....!" نواب شمسو کی پاٹ دار آواز سے دیواریں جھنجھنا اٹھیں.... اس راہداری میں اب عمران تنہا نہیں تھا.... باؤلی خبطی اور ملازمین بھی تھے جو غالباً اس شور کی بنا پر دوڑے آئے تھے جو دروازے کے ہینڈل کو ہاتھ لگانے سے برپا ہوا تھا۔

نواب شمسو بستر سے اٹھ کر ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور نوکروں کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔

اب صرف باؤلی اور خبطی وہاں رہ گئے تھے۔

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو....!" انہوں نے پھر عمران کو للکارا۔

"میں آپ سے معافی مانگنے آیا تھا....!"

"کس بات کی معافی....!"

"میں نے آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی۔!"

"کیا مطلب....!"

"آنکھیں کھلی رکھ کر زور زور سے خراٹے لے رہا تھا....!"

"ہائیں کیوں....؟" باؤلی بول پڑی۔

نواب شمسو اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر کے پھر اس طرح عمران کی طرف متوجہ ہو گئے جیسے مزید سوال کئے بغیر پوری کہانی سننا چاہتے ہوں۔

عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں دراصل آپ کی روحانی قوت کا امتحان لے رہا تھا لہٰذا میں نے منہ کی کھائی.... جب میں خراٹے لے رہا تھا میں نے آپ کی آواز سنی.... آپ کہہ رہے تھے برخوردار اب یہ ڈھونگ ختم کرو آخر اپنے خراٹے کس کو سنا رہے ہو....!"

"لیکن میں تو بے خبر سو رہا تھا....!" نواب شمسو بولے۔

"مجھے یقین ہے.... اور اب میں کان پکڑتا ہوں....!" عمران اپنے دونوں کان پکڑ کر بولا۔

"جھوٹا... شوں شوں... غدار...!" خبطی بے ساختہ بول پڑا۔

"خاموش رہو...!" نواب شمسو گرجے۔

"تم چلے جاؤ یہاں سے...!" باؤلی نے خبطی کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔!

اور وہ "شوں شوں" کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

"چلو... اندر چلو...!" نواب شمسو نے اپنی خواب گاہ کی طرف اشارہ کر کے عمران سے کہا اور باؤلی سے بولے "اسے اندر لاؤ...!"

پھر وہ خود اندر چلے گئے تھے اور باؤلی عمران کے پاس کھڑی رہ گئی تھی۔

"چلو... تم خوش قسمت ہو...!" وہ آہستہ سے بولی "تمہاری وجہ سے آج مجھے بھی یہ شرف حاصل ہونے والا ہے کہ میں مہاپاگل کی خواب گاہ میں قدم رکھ سکوں گی۔!"

"مم... مجھے خوف معلوم ہوتا ہے...!"

"چلو... تمہارا سابقہ کسی کینہ توز آدمی سے نہیں ہے۔! مہاپاگل عظیم ہے۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے... لل... لیکن...!"

"وہ مزید کچھ کہنے کے لئے رکا ہی تھا کہ خبطی دوڑتا ہوا آیا اور خواب گاہ کے دروازے پر رک کر کہنے لگا "غضب ہو گیا... غضب ہو گیا... شوں... شوں... وہ چاروں طرف پٹرول چھڑک رہے ہیں... اس کے بعد شوں شوں... آگ لگا دیں گے۔!"

نواب شمسو جھپٹ کر باہر نکلے اور اس کا شانہ پکڑ کر ہلاتے ہوئے بولے۔ "کیا بک رہے ہو۔!"

"چار پاگل...!"

"کون ہیں... وہ...؟"

"ہمارے... شوں شوں... پاگلوں میں سے نہیں ہیں۔!"

بند کرو یہ شوں شوں... آؤ میرے ساتھ...!"

"راہداری کے سرے پر پہنچے ہی تھے کہ دو ملازم بھی بوکھلائے ہوئے آ ٹکرائے... آگ آگ...!" وہ انہیں دیکھتے ہی چیخنے لگے۔

اور پھر وہ سب دوڑتے ہوئے کمپاؤنڈ میں پہنچے تھے... عمارت کے جنوبی بازو سے جہاں پاگلوں کا اجتماع ہوتا تھا شعلے بلند ہو رہے تھے۔!

"فائر اسٹیشن کو فون کرو....!" نواب شمسو دہاڑے... اور پھر اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور رہائشی حصہ سے بھی دھوئیں کا کثیف بادل فضا میں بلند ہونے لگا۔

دھماکہ ایسا ہی زبردست تھا کہ کئی لوگ منہ کے بل زمین پر گر پڑے تھے.... ان میں باؤلی بھی شامل تھی صرف عمران اور نواب شمسو کھڑے رہ گئے۔

پھر شائد عمران نے سوچا تھا کہ اسے دوسرے گر پڑنے والوں سے مختلف نہ ہونا چاہئے لہٰذا وہ بھی باؤلی کے قریب ہی گر پڑا۔

"کیا تم بیہوش ہو گئیں....!" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"تم.... تم.... جتنی.... جلدی ممکن ہو سکے.... یہاں سے نکل جاؤ.... ورنہ کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے بھاگو....؟"



دوسری صبح عمران سائیکو مینشن کے رہائشی فلیٹوں میں سے ایک میں بیٹھا شیو کر رہا تھا.... اور آج کا اخبار میز پر پڑا گویا اسے منہ چڑا رہا تھا.... آج کی شہ سرخی تھی۔

"پاگل نگری میں مہاپاگل کا محل راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔!"

خبر کے مطابق عمران کے وہاں سے کھسک آنے کے بعد تین دھماکے اور ہوئے تھے اور پوری عمارت تباہ ہو گئی تھی.... اس سلسلے میں مہاپاگل یا اس کے کسی قریبی آدمی کا کوئی بیان شائع نہیں ہوا تھا۔

عمران شیو کر کے اٹھا ہی تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ کھلکھلاتی ہوئی سی آواز میں بولا۔ "کم ان....!"

ہینڈل گھما کر کسی نے دروازہ کھولا۔

"اوہو.... ہاؤڈو یوڈو.... ڈیئر آنٹی....!" وہ مڑ کر بولا اور جولیا نے زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارے سر پر موت منڈلا رہی ہے۔!"

"اور ساتھ ہی جتا بھی رہی ہے....!" عمران کا لہجہ غم ناک تھا۔

"سفارت خانہ پاگل ہوا جا رہا ہے....!"

"تو پھر اسے پاگل خانہ کہو.... سفارت کو بدنام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔!"

"تمہیں سائیکو مینشن نہیں آنا چاہئے تھا....!"

"سفارت خانہ میرا تعاقب نہیں کر رہا تھا اس وقت.... اور اس وقت میں اپنے پسندیدہ میک اپ میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔!"

"بار بار تمہارا حلیہ ریڈیو پر دہرایا جا رہا ہے۔!"

"انٹر نیشنل فیم کا آدمی ہونا بہت مشکل ہے.... اپنا جی تو اس وقت خوش ہو گا جب ساری دنیا کے ریڈیو اسٹیشن میرا حلیہ دہرانا شروع کر دیں....!"

وہ دھم سے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مگر تم یہاں کیوں دھری ہوئی ہو....!" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"مجھے ہدایت ملی ہے کہ تمہارے ساتھ رہوں....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"نامعقولیت کی بھی حد ہوتی ہے.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے چیف کو کس خانے میں فٹ کیا جائے.... آخر تم میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔!"

"میں فضول بکواس سننے کے لئے نہیں آئی.... بی الیون کے سامنے والی عمارت غضنفر پیلس میں ہمیں قیام کرنا ہے۔!"

"اچھا فی الحال تم اسی کرسی پر قیام کرو.... میں ابھی آیا....!"

جولیا کو نشست کے کمرے میں چھوڑ کر وہ بیڈ روم میں آیا.... ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بھی بجی۔

"ہیلو....!" عمران نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔!

"کون ہے....!" دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔

"میں ہوں....!"

"اچھا تو سنئے.... نواب شمسو، باؤلی اور خبطی نے آپ کے فلیٹ میں ڈیرہ ڈال دیا ہے.... نواب شمسو آپ سے ملنے کے لئے بے چین ہے۔!"

"ہوں.... اچھا....؟ دوسری طرف کیا ہو رہا ہے....؟"

کیپٹن فیاض نے نواب شمسو کا بیان لینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا ہے کہ جب دھماکوں کے اسباب سے واقف ہی نہیں ہے تو بیان دے کر کیا کرے گا۔ اتنا ہی کافی ہے

کہ وہ سو رہا تھا۔ اچانک ملازموں نے اسے جگا کر اطلاع دی کہ عمارت کا جنوبی پہلو آتشزدگی کا شکار ہو گیا ہے.... وہ سب باہر نکلے تو پوری عمارت یکے بعد دیگرے کئے دھماکوں کی وجہ سے ڈھیر ہو گئی.... اس نے کسی پر بھی شبہ ظاہر نہیں کیا؟"

"کیا کیپٹن فیاض کو اس کا علم ہے کہ نواب شمسو میری تلاش میں ہے۔!"

"یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی تک تو فیاض آپ کے فلیٹ کی طرف نہیں آیا۔!"

"اچھی بات ہے.... اب مجھ سے رابطہ قائم کرنا ہو تو غضنفر پیلس کے نمبر پر رنگ کرنا.... غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔!"

"جی ہاں....!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

قریباً آدھے گھنٹے کے بعد جب وہ بیڈ روم سے برآمد ہوا تو جولیا بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"خوش رہو.... میری بچی....!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے دعا دی وہ ایک سفید فام غیر ملکی پادری کے میک اپ میں تھا.... جولیا نے ایسا بُرا منہ بنایا تھا اس کی آواز سن کر جیسے حلق میں نوالہ اٹک گیا ہو۔!



عمارت بی الیون کی کمپاؤنڈ میں تاریکی اور گہرے سناٹے کی حکمرانی تھی۔ ابھی رات کے دس ہی بجے تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں ایک متنفس بھی نہ جاگ رہا ہو.... کسی کھڑکی یا روشن دان میں روشنی کی رمق بھی نہیں تھی۔

اچانک ایک لمبی سی کار پھاٹک پر آرکی اور اس سے پے در پے ہارن دیا جاتا رہا لیکن نہ تو کسی نے پھاٹک کھولا اور نہ عمارت میں کہیں روشنی ہی نظر آئی۔

آخر کار ایک آدمی نے گاڑی سے اتر کر پھاٹک کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اس کے ہاتھ میں ننھی سی ٹارچ تھی۔

پھر اس نے ٹارچ جیب میں ڈالی اور پھاٹک پر چڑھ کر دوسری طرف کمپاؤنڈ میں اتر گیا۔

اس نے پھاٹک کھولا اور گاڑی کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔

جس نے پھاٹک کھولا تھا پیدل ہی عمارت کی طرف چل پڑا.... اور پھر جب کار سے دوسرے

افراد اترے تو انہوں نے اس آدمی کو کہتے سنا۔ "لائٹ غائب ہے کوئی سرکٹ کام نہیں کر رہا۔!"

کار سے بعد میں اترنے والوں میں سے کوئی بولا۔ "میں خطرے کی بو سونگھ رہا ہوں۔!"

"اس لئے تم اپنی ناک دبائے رکھو....!" کسی نے پھبتی کہی۔

"محتاط رہنے میں کیا حرج ہے۔!"

"اتنا کافی ہے کہ ہمارے ریوالور ہمارے ہاتھوں میں رہیں۔!"

پہلا آدمی برآمدے سے اتر کر ان کے قریب آکھڑا ہوا اور بولا "میرا خیال ہے کہ اب اس وقت ہمیں عمارت میں قدم بھی نہ رکھنا چاہئے۔!"

"جیسی تمہاری مرضی....!" کسی نے کہا۔

"لڑکیاں کہاں گئیں....!" تیسری آواز۔

"آج وہ یہاں نہیں تھیں....!" پہلی آواز۔

"کہاں ہیں....!"

"میں نہیں جانتا....چلو واپس چلو....!"

"سوال تو یہ ہے کہ اندر سے پھاٹک کس نے بند کیا ہوگا۔!"

"فضول باتوں میں مت پڑو....!"

"یہاں کون تھا....؟"

"میں نہیں جانتا.... جلدی کرو....اور یہاں سے نکل چلو....!"

وہ پھر گاڑی میں آبیٹھے اور گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی کمپاؤنڈ سے سڑک پر آگئی۔

دس منٹ بعد وہ گیارہویں شاہراہ کی پانچویں عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی.... یہاں برآمدہ روشن تھا....لان پر بھی تاریکی نہیں تھی۔

وہ پانچ آدمی تھے اور ان میں سے ایک اپنی ہیت کذائی کی بناء پر لاکھوں میں پہچانا جاسکتا تھا اسے دیکھ کر کسی ریچھ کا تصور ذہن میں ابھرتا تھا۔

پانچوں عمارت میں داخل ہوئے...ایک سفید فام آدمی انہیں ایک بڑے کمرے میں لے آیا۔

ریچھ کی شکل والے نے اپنا کارڈ نکال کر اسے دیا اور وہاں سے چلا گیا۔

"یہاں کون رہتا ہے....!" چاروں میں سے ایک نے ریچھ سے پوچھا۔

"غیر ضروری باتیں نہیں....!" ریچھ کا لہجہ سخت تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک دراز قد اور غیر معمولی طور پر توانا سفید فام غیر ملکی کمرے میں داخل ہوا۔ ریچھ اسے دیکھتے ہی کسی خانہ زاد غلام کی طرح اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"بیٹھو....!" آنے والے نے نرم لہجے میں کہا۔ زبان اردو تھی۔

"بی الیون میں اندھیرا ہے جناب عالی.... اور پھاٹک بھی اندر سے مقفل ہے۔!"

"تم فکر نہ کرو.... جو کام تمہارے ذمے ہے اسے خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہو۔!" ان چاروں کو یہاں نہ لانا چاہئے تھا۔ تم غیر محتاط ہوتے جا رہے ہو۔

"مجھے افسوس ہے جناب.... دراصل حالات....!"

"حالات کے ذمہ دار تم نہیں ہو....!"

"میں محتاط رہوں گا جناب عالی....!"

"بس اب جاؤ.... صرف آج رات بی الیون سے الگ رہنا....!"

"بہت بہتر جناب....!"

"بس اب جاؤ....!"

ریچھ اٹھ گیا اور اس نے اپنے چاروں ساتھیوں کو بھی اٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ باہر نکلے اور ریچھ کے چاروں غیر ملکی ساتھیوں نے اسے بور کرنا شروع کر دیا۔

"وہ کون تھا اور گفتگو کس زبان میں کر رہا تھا....!" ایک نے پوچھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا....!"

"سنو دوست ہم تمہارے چارج میں ضرور ہیں لیکن یہ ہرگز نہ سمجھ بیٹھنا کہ دل سے تمہاری عزت کرتے ہیں۔!"

"ہم سب کسی کے احکامات کے تابع ہیں.... میری اپنی عزت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اب ہمیں کہاں جانا ہے۔!"

"حکم کے مطابق ہمیں یہ رات کہیں اور بسر کرنی پڑے گی.... صبح سے پہلے بی الیون میں داخلہ ممکن نہیں۔!"

"ہمارے بقیہ چار ساتھی کہاں ہیں.... چاروں لڑکیاں کہاں گئیں۔!"

"دیکھو دوستو....! میں ایک مقامی آدمی ہوں اور مجھے تم پر حاکم بنایا گیا ہے.... میں تمہیں آخری بار آگاہ کرتا ہوں کہ صرف اپنے کام سے کام رکھو....!"



عمران پادری کے میک اپ میں غضنفر پیلس میں داخل ہوا تھا.... اور جولیا اپنی اصلی صورت میں اسکے ساتھ تھی... لیکن رات گئے وہ پھر غضنفر پیلس سے باہر آیا تھا.... جولیا وہیں رہ گئی تھی۔

اب وہ اپنی اصل صورت میں اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا۔ جولیا اس پر تیار نہیں تھی کہ وہ ایسا کوئی قدم اٹھائے لیکن وہ عمران ہی کیا جو کسی دوسرے کے مشورے پر کان دھرے۔

وہاں سے چل پڑا اور بخیر و خوبی اپنے فلیٹ تک جا پہنچا۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ ایسے حالات میں فیاض سے فلیٹ کی نگرانی کی عقل مندی ہرگز سرزد نہ ہوگی۔

رات کے گیارہ بجے اس نے اپنے فلیٹ کے دروازے پر دستک دی اور اپنے وقت کے مستعد ترین باڈی گارڈ جوزف نے فوراً ہی دروازہ کھول دیا.... اور آہستہ سے بولا۔

"بوڑھا اور لڑکی کہاں ہیں....؟"

"تمہارے بیڈ روم میں باس... لڑکی بستر پر سو رہی ہے اور بوڑھا فرش پر بیٹھا جھوم رہا ہے۔!"

"تیسرا کہاں ہے....!"

"وہ ان دونوں سے جھگڑا کر کے چلا گیا....!"

عمران اپنی خواب گاہ کی طرف.... بڑھا... سچ مچ نواب شمسو فرش پر آلتھی پالتھی مارے بیٹھے جھوم رہے تھے۔ آنکھیں بند تھیں اور ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔

عمران کی آہٹ پر چونک کر آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر والہانہ انداز میں اس کی طرف بڑھے۔

"تم آگئے میرے بچے.... میں تمہارے لئے بہت پریشان تھا۔!"

"اور میں آپ کے لئے بہت پریشان ہوں جناب عالی....!"

"تم آخر وہاں سے اس طرح غائب کیوں ہو گئے تھے....؟"

"اس نے بھگا دیا تھا....!" عمران نے سوئی ہوئی باؤلی کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ سچ مچ بہت ذہین ہے.... اس نے اچھا کیا تھا.... لیکن مجھے تو بتا ہی دینا چاہئے تھا....! میں سوچ رہا تھا کہ کہیں پولیس کے ہاتھ نہ لگ گئے ہو.... تم پر کسی عمارت میں ڈکیتی کا الزام عائد

کیا گیا ہے۔!"

"کیا آپ اس عمارت یا اس کے مکینوں سے واقف نہیں ہیں۔!"

"ہرگز نہیں میرے بچے....!"

"لیکن آپ ہی کے نام پر وہاں میرا کچومر نکل گیا تھا....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"مجھے گھیر کر پکڑا گیا تھا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تھی کہ میں کس کے لئے کام کر رہا ہوں اور آپ کے پاس کیوں گیا تھا....!"

"عجب.... ثم العجب....!"

ٹھیک اسی وقت جوزف نے آکر اطلاع دی کہ کیپٹن کا آدمی آیا تھا اور اسکے متعلق پوچھ کر چلا گیا۔

"میں نے کہہ دیا ہے باس کہ آپ کا کہیں پتہ نہیں....!"

"ٹھیک ہے جاؤ....!"

"یہ سیاہ فام آدمی اپنے سینے میں بڑا نورانی دل رکھتا ہے۔!" نواب شمسو بولے۔!

عمران خاموش رہا.... پھر نواب شمسو نے ہی سلسلہ کلام جاری رکھا۔

"تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے.... وہ لوگ کون ہو سکتے ہیں۔!"

"خدا سے پوچھ لیجئے....! کیا دشواری ہے جب کہ وہ براہ راست آپ سے کلام کرتا ہے۔!"

"سب کچھ تباہ ہو گیا ہے.... میں کچھ بھی نہیں سن سکتا.... اب کوئی آواز نہیں آتی۔!"

"آخر ایسا کیوں ہوا....؟"

"میں کچھ نہیں جانتا.... کچھ نہیں جانتا۔!"

"خیر....!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "یہ جگہ آپ کے شایانِ شان نہیں ہے.... میں نے ایک جگہ آپ کی رہائش کا انتظام کیا ہے۔!"

"میرے لئے جگہ کی کمی نہیں ہے.... شہر میں میری کئی عمارتیں موجود ہیں کہیں بھی قیام کر سکتا ہوں.... میں تو دراصل تم سے ملنا چاہتا تھا۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے....! لیکن آخر آپ مجھ غریب پر اتنے مہربان کیوں ہو گئے ہیں۔"

"مجھے خدا سے یہی حکم ملا تھا....!"

"اور اب کوئی حکم نہیں ملتا...... اوہو...... ذرا یہ تو بتایئے کہ خدا کی آواز کیسی ہے....؟"

نواب شمسو ایک دم بھڑک اٹھے....!"کیا مذاق اڑانے کا ارادہ رکھتے ہو۔!"

"ہرگز نہیں جناب عالی....!"

"پھر تم نے ایسے لہجے میں کیوں سوال کیا....!"

"اصلیت جاننے کے لئے میں اکثر حدود سے بھی گذر جاتا ہوں۔!"

"کاش میں تجھے سنوا سکتا وہ آواز نادان لڑکے....!"

"کم از کم الفاظ میں تو بیان ہی کر سکتے ہیں.... میں نے آپ کے تنقیدی مجموعے دیکھے ہیں.... الفاظ آپ کے غلام ہیں.... جس طرح چاہیں انہیں استعمال کریں.... الفاظ میں تصویر کشی ہی کے فن کا واضح ترین پہلو تھا....!"

"اوہو.... تو تم مجھے اس حد تک جانتے ہو....!نواب شمسو بچکانہ انداز میں مسکرائے.... پھر بولے اچھا تو سنو.... وہ آواز تین آوازوں کا مرکب ہوتی ہے....ایک مرد، ایک عورت اور ایک بچے کی آواز....!"

"خوب....!" عمران سر جھٹک کر بولا۔"آخر جانوروں نے کیا قصور کیا ہے.... کیا وہ جانوروں کا خدا نہیں ہے۔!"

نواب شمسو نے جھلاہٹ میں ہاتھ گھمایا.... عمران پھرتی سے پیچھے نہ ہٹ گیا ہوتا تو تھپڑ گال ہی پر پڑا تھا۔

اس دوران میں بستر پر نظر پڑی تو باؤلی بیٹھی متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتی دکھائی دی۔

"مہا پاگل نرمی اختیار کرو....!" بلاآخر باؤلی بولی.... اور نواب شمسو کا دوبارہ اٹھا ہوا ہاتھ نیچے گر گیا اور انہوں نے باؤلی سے کہا!"اس شریر نے ہمارے لئے کہیں اور رہائش کا انتظام کیا ہے۔!"

ان کے لہجے میں پیار لوٹ آیا تھا۔

"کہاں انتظام کیا ہے....؟" باؤلی نے عمران کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"غضنفر پیلس میں....!"

"اوہو.... شاندار عمارت ہے گریشم روڈ پر....!"

"وہاں ایک پرتگالی پادری فادر زوکوہا رہتے ہیں.. آپ دونوں انہیں کے ساتھ قیام کرینگے۔!"

"یہ تو بہت اچھا ہے.... مہاپاگل کو تبلیغ کا موقع ملے گا.... ان کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ غیر مذاہب کے علماء کو اپنی طرف لائیں....!"

"اچھی بات ہے.... تو صبح آپ دونوں وہاں پہنچ جایئے گا.... ایک شاندار گاڑی یہیں سے آپ کو وہاں لے جائے گی۔!"

"صبح سات بجے.... یاد رکھئے گا۔!"

اس دوران میں نواب شمسو پھر فرش پر بیٹھ کر جھومنے لگے تھے۔

باؤلی بھی نواب شمسو کی طرف متوجہ ہو گئی اور پھر عمران کو کمرے سے نکل جانے کا اشارہ کرتی ہوئی خود بھی آہستگی سے اٹھ گئی۔

دونوں نشست کے کمرے میں آئے.... یہاں جوزف نے شائد پہلے ہی سے کھڑکیوں پر سیاہ پردوں کا اہتمام کر لیا تھا۔!

"مہاپاگل پر اب وہ کیفیت نہیں طاری ہو رہی جو ان کی خواب گاہ میں ہوا کرتی تھی....!" باؤلی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔!

"میں پوچھتا ہوں یہ سب کیا تھا....!"

"کسی نے پوری عمارت تباہ کر دی....!"

"خود مہاپاگل بھی اس حرکت کے مرتکب ہو سکتے ہیں حکومت اسے بھی کسی قسم کا پاگل پن تصور کر کے خاموش ہو رہے گی۔!"

"کیپٹن فیاض نے خاص طور پر ہدایت دی ہے کہ ہم جہاں بھی جائیں اس کے علم میں ضرور لائیں ورنہ ہمارے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔!"

"تم صبح اسے فون کر دینا کہ غضنفر پیلس جا رہے ہو۔! فادر زوکوہا مہاپاگل کے دوست ہیں۔!"

"اگر اس نے فادر زوکوہا سے پوچھ گچھ کی تو کیا ہو گا۔!"

"فادر زوکوہا تم لوگوں کے بیان کی تردید نہیں کریں گے۔! میں نے سارے معاملات پہلے ہی طے کر لئے ہیں۔!"

"عمران.... پوری عمارت الشمس خاک کا ڈھیر ہو گئی.... وہاں بڑی قوت کے بم رکھ دیئے

گئے تھے۔!"

"کس نے رکھے تھے....!"

"خدا جانے....!"

"کیا ان پاگلوں میں سے کوئی ہو سکتا ہے جو....!"

"نہیں ان میں سے کوئی بھی نہیں ہو سکتا جن کا تعلق ہم سے تھا....! کیا تم نے سنا نہیں تھا خبطی نے اطلاع دی تھی کہ کچھ اجنبی پاگلوں نے عمارت کے ایک حصہ میں آگ لگا دی ہے۔! وہ ہم سے جھگڑا کر کے گیا ہے.... شائد اب واپس نہ آئے....!"

"جھگڑا کس بات پر ہوا تھا....!"

"جھگڑے کی وجہ تم ہو....!" باؤلی اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ چند لمحے اس انداز میں مسکراتی رہی پھر بولی "وہ تم جیسے اجڈ اور بد تمیز آدمی کے فلیٹ میں قیام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پھر جوزف کو دیکھ کر اسے عذاب قبر یاد آجاتا تھا.... کہنے لگا عذاب کے فرشتے ایسے ہی ہوں گے۔!"

"وہ تو صرف میرے لئے عذاب کا فرشتہ ہے.... بقیہ دنیا کو اس سے حراساں ہونے کی ضرورت نہیں۔!"

"تمہارے لئے کیوں ہے عذاب کا فرشتہ....؟"

"روزانہ چھ بوتلیں پی جاتا ہے....!"

"لیکن میں نے اسے کسی وقت بھی نشے میں نہیں دیکھا....!"

"پانی اس لئے نہیں پیتا کہ اس میں کسی قسم کی بو نہیں ہوتی۔!"

"اوہو.... تو بلانوش ہے....!"

"فرسٹ ڈگری کا.... میں نے آج تک اسے سادہ پانی پیتے نہیں دیکھا....!"

"لیکن بے حد شائستہ اور معاملہ فہم آدمی ہے....!" باؤلی نے کہا۔

"اچھا بس اب میں چلا.... جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں فرق نہ پڑنے پائے۔!"



عمران کے وعدے کے مطابق صبح ہی صبح ایک لمبی سی کار نواب شمسو کے لئے پہنچ گئی تھی۔ باؤلی اور نواب شمسو کسی حیل وحجت کے بغیر غضنفر پیلس کی طرف روانہ ہوگئے۔!

فادر زوکوہانے پھاٹک ہی پر ان کا استقبال کیا تھا۔! البتہ جولیا پر نظر پڑتے ہی دونوں ہی بُری طرح چونکے تھے....! لیکن عمارت کے اندر پہنچ جانے سے پہلے اس کے سلسلے میں انہوں نے کوئی گفتگو نہ کی۔!

پھر ڈرائینگ روم میں باؤلی نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے پہلے بھی تمہیں کہیں دیکھا ہو....!"

"تمہاری یادداشت بہت کمزور ہے....!" نواب شمسو سرد لہجے میں بولے۔ "رفی علی جلال .... قبرص سے تشریف لائی تھیں....!"

جولیا ہنس پڑی.... اور پادری زوکوہانے کہا۔

"مجھے افسوس ہے یور ہولی نس.... میں نے ہی اسے بھیجا تھا.... میں آپ کے مشن کا مقصد معلوم کرنا چاہتا تھا.... ورنہ یہ بھی میری ہی طرح کرسچین ہے اور سوئیس ہے.... قبرص سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔!"

"خیر کوئی بات نہیں.... میرا کام ہر حال میں جاری رہے گا....!" نواب شمسو مسکرا کر بولے۔

"میں آپ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں.... یور ہولی نس....!" پادری نے اپنا ہاتھ نواب صاحب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو بڑی محبت سے قبول کیا گیا پھر نواب شمسو بولے۔

"آپ کے مغرب نے جو بیج بویا تھا اس سے ایک کانٹوں دار تناور درخت تیار ہو گیا ہے۔!"

"ہم سب اس کے لئے فکرمند ہیں.... یور ہولی نس....!"

"یور ہولی نس کے بجائے آپ مجھے مہاپاگل کہہ سکتے ہیں۔!"

"اس لفظ کے معنی سے بھی آگاہ فرمایئے....!"

"سب سے بڑا پاگل....!"

"عجیب بات ہے....!"

"علاج بالمثل.... جو دیوانگی آپ کے ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اس کا علاج دیوانگی سے ہی ممکن ہے۔ کوئی دوسرا طریقہ کارگر نہ ہو گا۔ میں اب تک درجنوں ناکارہ نوجوانوں کو کارآمد بنا چکا ہوں۔!"

"تب تو آپ میری طرف سے مبارکباد قبول فرمایئے....!"

ٹھیک اسی وقت ایک ملازم نے کسی ملاقاتی کا کارڈ پادری کے سامنے پیش کیا۔

"اوہو.... اچھا.... بھیج دو....!" پادری نے کارڈ پر نظر ڈالتے ہوئے پر تشویش لہجے میں کہا!

کچھ دیر بعد یہ ملاقاتی کیپٹن فیاض ثابت ہوا.... نواب شمسو سے معذرت طلب کرنے کے بعد بولا۔ "میں صرف اپنا اطمینان کرنا چاہتا تھا۔!"

پھر وہ پادری سے اس کے متعلق پوچھنے لگا تھا۔

"میں پرنس غضنفر کا اتالیق ہوں اور بیس سال سے میرا قیام یہیں پر ہے....!" پادری نے کسی قدر ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"آپ کچھ اور خیال نہ فرمایئے گا.... میں نے یونہی رسماً آپ سے آپ کے بارے میں پوچھا تھا.... یہاں آنے کا مقصد صرف نواب صاحب کی خیریت دریافت کرنا تھا۔!"

"اس حادثے کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے....!" پادری نے فیاض سے سوال کیا۔ "آخر یہ کون لوگ تھے جنہوں نے نواب صاحب کو تکلیف پہنچائی۔!"

"ابھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا....! دراصل اس صورت میں آسانی ہوتی جب نواب صاحب کسی کے خلاف شبہ ظاہر کر دیتے۔!"

"مجھے کسی پر بھی شبہ نہیں.... میں کسی کو اپنا دشمن نہیں سمجھتا۔!"

"ایسی صورت میں جناب.... دیر ضرور لگے گی۔!"

"مجھے اس سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں....! میں نے تو باضابطہ طور پر رپورٹ بھی درج نہیں کرائی۔!"

"واقعی آپ بہت عظیم ہیں....!" پادری نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں میں بہت حقیر ہوں....!" عظمت والا صرف وہ ہے جس نے مجھے عقل سلیم عطا فرمائی۔!"

دوپہر کو آرام کرنے کے لئے وہ مختلف کمروں میں چلے گئے تھے.... ایک باؤلی جولیا کی تاک میں رہی.... اور بالآخر ایک جگہ اسے گھیر نے میں کامیاب ہو گئی۔

"کیا عمران یہاں نہیں ہے....!" اس نے جولیا سے پوچھا۔

"کون عمران.... میں کسی عمران کو نہیں جانتی۔!"

"ارے اسی نے تو ہم کو یہاں بھیجا ہے.... وہ دیکھو.... بڑا خوبصورت ہے.... لیکن صورت سے بے وقوف معلوم ہوتا ہے.... اور اکثر بے وقوفی کی باتیں بھی کرتا رہتا ہے۔"

"اوہو.... تم ڈھمپ کو پوچھ رہی ہو شاید....!"

"ڈھمپ کیا....!" باؤلی نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ ریاست ڈھمپ کا کپولی ہے اور اس کی بہن کپولن کہلاتی ہے۔!"

"میں کچھ بھی نہیں سمجھی....!"

"جو کچھ وہ اپنے بارے میں کہتا رہتا ہے میں نے دہرا دیا.... سمجھتی تو میں بھی نہیں ہوں۔!"

"کیا وہ تمہیں اچھا لگتا ہے....!"

"بہت زیادہ.... کیوں کیا تمہیں بھی اچھا لگتا ہے....!" جولیا نے سوال کیا اور باؤلی بغلیں جھانکنے لگی۔

"میں سمجھ گئی....!" جولیا ہنس پڑی۔

"کیا سمجھ گئیں....!"

"وہ کچھ دنوں کے بعد ہر ایک کو اچھا لگنے لگتا ہے لیکن وہ خود کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔!"

"شائد اس نے تمہاری پرواہ نہیں کی....!"

"میں نے کبھی کوشش ہی نہیں کی کہ وہ میری پرواہ کرے.... میں تو پادری زوکوہا کو دل و جان سے چاہتی ہوں! لیکن وہ شادی پر رضامند نہیں ہوتے....؟"

"پادری....!" باؤلی اچھل پڑی۔

"میں اس کے لئے جان بھی دے سکتی ہوں....!"

باؤلی بے تحاشہ ہنس پڑی.... اور ٹھیک اسی وقت عمران اپنی اصل صورت میں وہاں آ گیا.... اسے دیکھ باؤلی کا قہقہہ اور زیادہ طویل ہو گیا۔

"یہ.... یہ....!" وہ جولیا کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی! "پادری کو دل و جان سے چاہتی ہے اور اس کے لئے جان تک دے سکتی ہے۔!"

"کیا مضائقہ ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"کوئی بات ہی نہیں....!"

"پچھلے سال ایک لڑکی ایک بوڑھے کی قبر میں گھس گئی تھی....!"

جولیا عمران کو قہر آلود نظروں سے دیکھتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

"کیا یہ تمہیں اچھی نہیں لگتی....!" باؤلی نے عمران سے پوچھا۔

"اچھی لگتی ہے....!"

"اور.... اور.... میں....!"

"تم بھی اچھی لگتی ہو....!"

"کیا بات ہوئی....!"

"خدا سے پوچھو.... اور آخر اس نے اتنی بہت سی اچھی لڑکیاں کیوں پیدا کر دی ہیں۔!"

"تم سچ مچ پاگل ہو....!"

"لیکن پھر بھی مہاپاگل کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔!"

"تم نے تو میرا دل توڑ دیا اس وقت....!" باؤلی نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گئی.... حقیقتاً وہ جولیا کی خواب گاہ تھی۔

عمران وہیں ٹھہرا رہا.... تھوڑی دیر بعد جولیا اندر آئی اس کے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا تھا۔

"نکلو یہاں سے.... نکل جاؤ....!"

"کیوں....؟"

"بس چلے جاؤ.... اور فوراً پادری کے میک اپ میں آ جاؤ.... میں تمہاری اصلی صورت نہیں دیکھنا چاہتی....!"

"واہ بھئی.... اچھی زبردستی ہے....!"

"میں نہیں سمجھ سکی کہ تم نے پادری کا میک اپ کیوں ختم کر دیا.... ابھی کچھ دیر پہلے میں نے تمہیں بی الیون کی طرف کھڑکی میں کھڑے دیکھا تھا.... آخر کیا کرنا چاہتے ہو....!"

"بس دیکھتی جاؤ.... کھیل طوالت اختیار کر گیا ہے.... اور یہ بات مجھے پسند نہیں....!"

"تمہارا طریق کار احمقانہ ہے....!" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"کون کہتا ہے کہ سقراط ہوں میں....!"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں....!"

"تو کیا واقعی مجھے سقراط سمجھتی ہو....؟ لیکن میں زہر کا پیالہ نہیں پی سکتا.... علاج بالمثل کا قائل ہوں.... کمینگی کا مقابلہ کمینگی سے....! کیا سمجھیں.... مجھے تم بھی اچھی لگتی ہو.... اور

باؤلی بھی اچھی لگتی ہے۔!"

"شٹ اپ....!"

"ہر اچھی لڑکی اچھی لگتی ہے.... اگر تمہیں یہ بات پسند نہیں تو میرا آپریشن کرا کے پلاسٹک کا دل لگوا دو....!"

"میں کہتی ہوں.... چلے جاؤ یہاں سے....!"

"تم سے تو مرغیاں ہی اچھی....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم جاتے ہو یا....!" جولیا نے دونوں ہاتھوں سے ڈنڈا تولتے ہوئے کہا۔!

"کھسک جانا ہی مقدر معلوم ہوتا ہے!" عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔



رات کے کھانے کے بعد وہ تمباکو نوشی کے کمرے میں کافی پی رہے تھے۔ فادر زوکوہا اور نواب شمسو کے درمیان دنیا کے مختلف مذاہب سے متعلق ایک طویل بحث ہوئی تھی لیکن دونوں کے چہروں پر ناگواری کے آثار نہیں پائے جاتے تھے.... جولیا اور باؤلی اپنے طور پر کسی بحث میں اب تک الجھی ہوئی تھیں۔ اتنے میں ملازم نے کسی کا کارڈ نواب شمسو کو دیا اور نواب شمسو نے اسے دیکھ کر باؤلی کی طرف بڑھا دیا۔

"خبطی....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "ایسے لوگوں سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔!"

"تم کیا کہنا چاہتی ہو....!" نواب شمسو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اس فلیٹ سے بھاگ نکلا تھا.... اور اب محل میں آنا چاہتا ہے۔!"

"کوئی مضائقہ نہیں.... ہر آدمی تن آسانی کی تلاش میں ہے.... محض اس بناء پر اسے بُرا نہ سمجھو کہ فلیٹ میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔!"

"وہ عمران کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتا۔!"

"کیا اس سے عمران کی شخصیت میں کسی قسم کا داغ لگ سکتا ہے۔!"

"آپ کی مرضی....!" باؤلی طویل سانس لے کر بولی۔

"اسے بلا لاؤ....!" نواب شمسو نے ملازم سے کہا۔

"آپ کا کوئی ملاقاتی....!" پادری نے پوچھا۔

"میری انجمن کا جوائنٹ سیکریٹری ہے....!"

"اچھا.... اچھا....!" پادری نے سر ہلا کر کہا اور کافی کی چسکیاں لینے لگا۔

کچھ دیر بعد خبطی ملازم کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

وہ بڑے ادب سے نواب شمسو کے سامنے جھکا اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا کہ اسے بیٹھنے کی اجازت ملے۔ نواب شمسو نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا.... اس دوران میں خبطی کی "شوں شوں" مسلسل جاری رہی تھی۔

"بڑی مشکل سے.... شوں شوں.... جناب عالی.... آپ کا پتہ معلوم ہوا ہے.... اسی پولیس آفیسر نے مجھے.... شوں شوں.... بتایا تھا کہ آپ کہاں ہیں.... شوں شوں....!"

"بہت اچھا ہوا کہ تم یہاں چلے آئے....!" نواب شمسو نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"لیکن جناب عالی.... مجھے.... شوں شوں.... اس شخص سے نفرت ہے....!"

"ہو سکتا ہے....؟"

"مم.... میں معافی.... شوں شوں.... چاہتا ہوں.... جناب عالی....!"

"میں نے پہلے ہی معاف کر دیا تھا....!"

"میں آپ کا شکر گزار ہوں جناب......شوں شوں...... جناب...... عالی......!"

"تو کیا تم ہمارے ساتھ قیام کرنے کے لئے آئے ہو....!" باؤلی نے پوچھا۔

"نہیں.... بس خیریت دریافت کرنا چاہتا تھا....!"

"کر چکے....؟"

"جی ہاں....!"

"تو بس پھر اب جاؤ....!"

خبطی نے بے بسی سے نواب شمسو کی طرف دیکھا.... لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔

وہ پھر باؤلی کی طرف مڑا اور اس نے کہا۔ "ہاں ہاں... جاؤ... فی الحال تمہاری موجودگی ضروری نہیں.... انجمن کی میٹنگس کے لئے کسی نئی جگہ کا اعلان عنقریب اخبارات میں کر دیا جائے گا۔!"

"بہت بہتر....!" خبطی نے بے بسی سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

"کیا میں نے غلطی کی مہاپاگل....!" باؤلی نے نواب شمسو سے پوچھا۔

"کچھ کر گذرنے کے بعد مت سوچا کرو.... کہ وہ صحیح تھا یا غلط۔"

"بہت بہتر....!"

وہ پھر جولیا سے باتیں کرنے لگی.... موضوع گفتگو عمران تھا.... وہ جولیا سے کہہ رہی تھی۔

"پتہ نہیں کیوں لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں.. حالانکہ بڑی پیاری شخصیت ہے... پہلودار شخصیت!"

"شائد ابھی تک کوئی بہت زیادہ دلچسپ پہلو تمہارے سامنے نہیں آیا۔!"

"بے حد نڈر آدمی ہے.... اس کے باوجود بھی شکل سے ڈرپوک اور بے حد تھکا ہارا معلوم ہوتا ہے....؟"

جولیا صرف مسکرا کر رہ گئی.... لیکن اس نے کنکھیوں سے پادری کی طرف صرف دیکھا تھا۔

ادھر نواب شمسو نے پھر کوئی بحث چھیڑ دی تھی.... اس طرح رات کے گیارہ بج گئے۔

پادری کی خوش خلقی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس بات پر خوش ہے کہ اسے ابھی تک خواب گاہ میں نہیں جانا پڑا۔

گیارہ بج کر پانچ منٹ پر ایک تباہ حال ملازم کمرے میں داخل ہوا.... اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور چہرے پر تازہ خراشوں سے خون رس رہا تھا۔

"صاحب.... وہ زبردستی گھس آئے ہیں....!" ملازم ہانپتا ہوا بولا۔ "ٹیلی فون کے تار کاٹ دیئے.... ہم لوگوں کی پٹائی کی.... کچھ بتاتے بھی نہیں کہ کون ہیں.... اور کیا چاہتے ہیں۔!"

پادری اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹھیک اسی وقت دو آدمی کمرے میں گھس آئے.... ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔!

ان میں ایک سفید فام غیر ملکی تھا اور دوسرا دیسی.... دیسی آدمی کی شکل ریچھ سے مشابہ تھی۔

"کوئی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرے....!" ریچھ کی شکل والا غرایا۔

سفید فام غیر ملکی بھاری جبڑوں اور پتلے ہونٹوں والا تھا۔ آنکھوں کی بناوٹ سے بھی شدید ترین اذیت پسندی جھلکتی تھی۔

دفعتاً اس نے ریچھ سے کہا۔ "تم ان کی جامہ تلاشی لو.... میں کور کیے ہوئے ہوں۔!"

"اوکے سر....!" کہتے ہوئے ریچھ نے اپنا ریوالور بغلی ہولسٹر میں ڈال لیا اور آگے بڑھ کر نواب شمسو کی تلاشی لینے لگا۔ اتنے میں پادری نے نرم لہجے میں کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیا

معاملہ ہے۔ لیکن میں تمہیں نصیحت کروں گا کہ لڑکیوں کو ہاتھ نہ لگانا.... اگر ان کی بھی جامہ تلاشی ضروری ہے تو کسی عورت کو لاؤ۔!"

"شٹ اپ یو ڈرٹی سوائین....!" سفید فام غیر ملکی گرجا۔

"کیا تم ایک پادری کا احترام بھی نہیں کر سکتے.... میرا نام زوکوہا ہے....!"

"خدا کے بھتیجے ہو تم....! میں جانتا ہوں....!" غیر ملکی نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "لیکن ہم خدا کو نہیں مانتے.... چاند کے قریب تک ہو آئے ہیں لیکن ہمیں خدا کہیں نہ ملا۔"

ریچھ نواب شمسو کے بعد پادری کی طرف بڑھا۔

"وہیں کھڑے رہو....!" اچانک پادری کا موڈ بھی بگڑ گیا.... "آخر یہ کیا لغویت ہے.... تم لوگ کیا چاہتے ہو....!"

"عمران کو ہمارے حوالے کر دو....!"

"اوہو تو تمہیں اس کی تلاش ہے.... وہ تو یہاں نہیں ہے اپنے ان دوستوں کو پہنچا کر چلا گیا تھا۔"

"بکواس ہے....!" ابھی دس منٹ پہلے وہ اوپری منزل پر نظر آیا تھا۔

"یہ غلط ہے.... وہ دوپہر کے بعد سے یہاں نہیں ہے۔!"

"دوپہر کے بعد ہی سے تو وہ اوپری منزل پر دیکھا جاتا رہا ہے۔"

"اچھا تو پھر تلاش کر لو....!"

"بوڑھے خبیث!" سفید فام غیر ملکی پادری کو مخاطب کر کے بولا۔ "تم اسے کیسے جانتے ہو۔"

"وہ میرا دوست ہے.... مجھ سے نصیحتیں سننے کیلئے آتا ہے.... یسوع مسیح کا احترام کرتا ہے۔!"

"وہ ایک کینہ توز بلیک میلر ہے....!"

"ہوگا.... یسوع مسیح کو اس سے کیا....!"

"اچھا اب تم اپنی بکواس بند کرو....!" سفید فام غرایا اور ریچھ سے بولا۔ "اس کی بھی جامہ تلاشی لو....!"

ٹھیک اسی وقت دروازہ بند ہو گیا جس سے یہ لوگ داخل ہوئے تھے....! ریچھ اچھل کر دروازے کی طرف جھپٹا اور اس کے ہینڈل پر زور آزمائی کرنے لگا۔

"تم جو کوئی بھی ہو دروازہ کھول دو.... ورنہ ان چاروں کو ہلاک کر دوں گا۔!" غیر ملکی نے

چیخ کر کسی اندیکھے آدمی کو مخاطب کیا۔!

"یہ سب کیا ہے آخر....!" پہلی بار نواب شمسو کی پاٹ دار آواز کمرے میں گونجی.... لیکن اس کی طرف توجہ دیئے بغیر غیر ملکی نے ریچھ سے کہا۔ "دروازے کے قفل پر فائر کرو....!"

"اس دروازے میں کوئی قفل نہیں ہے!" پادری نے مسکرا کر بے حد پر سکون لہجے میں کہا۔

"پھر یہ کیسے کھلے گا....!"

"تم شائد اس غلط فہمی میں ہو کہ دروازہ باہر سے کسی نے بند کیا ہے۔!"

"پھر کیا بات ہے....!"

"وہ خود بخود بند ہوا ہے.... اور اب اس کو میرے علاوہ اور کوئی نہ کھول سکے گا۔!"

"تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ دروازہ فوراً کھول دو....!" سفید فام دہاڑا۔

"جناب کا حکم سر آنکھوں پر.... یہ خادم حاضر ہے....!" پادری طنزیہ لہجے میں بولا۔ "جناب خدا کے منکر ہیں لہذا میری کیا وقعت ہو سکتی ہے جناب کی نظروں میں۔!"

پادری پر وقار انداز میں دروازہ کی طرف بڑھا.... غیر ملکی بھی دروازے ہی کی طرف متوجہ تھا۔ پادری نے اس کے قریب سے گذرتے وقت اس کے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا.... ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر اوپر اچھلا۔ ساتھ ہی جولیا نے اپنی جگہ سے جست لگائی اور اسے اوپر ہی اوپر روک لیا۔ ریچھ غراتا ہوا اس کی طرف بڑھا لیکن اتنی دیر میں جولیا پوزیشن لے چکی تھی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" وہ سانپ کی طرح پھپھکاری۔ جو جہاں تھا وہیں رک گیا.... پادری نے آگے بڑھ کر ریچھ کے ہولسٹر سے بھی ریوالور نکال لیا.... اور جولیا کے قریب کھڑا ہو کر بولا۔

"اب بتاؤ شریف آدمیو....! تم کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"فادر زوکوہا....! ہمارا آپ سے کوئی جھگڑا نہیں۔ آپ عمران کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔!" ریچھ بولا۔

"وہ میرے شاگرد پرنس غضنفر کا دوست ہے....!"

"کچھ بھی ہو.... آپ سمیت یہاں کا ایک ایک متنفس موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا.... اگر آج عمران ہمارے ہاتھ نہ لگا.... تم کیا سمجھتے ہو یہاں ہم صرف دو ہی تو نہیں ہیں۔!"

"تو پھر....!" پادری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آٹھ خون خوار آدمی پوری عمارت کو تہس نہس کر کے رکھ دیں گے.... اگر عمران ہاتھ نہ لگا.... اور یہ دروازہ جو خود بخود بند ہو گیا ہے دو ٹکڑوں میں ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔!"

"وہ آٹھ آدمی کہاں ہیں....!"

"میں نہیں جانتا....!"

"لیکن عمران تو یہاں نہیں ہے....!"

"پھر کہاں ہے....!"

"میں نہیں جانتا....!"

"کچھ ہی دیر پہلے وہ اوپر کی منزل میں دیکھا گیا تھا....!"

"اچھا تو پھر تمہارے آدمی اسے تلاش ہی کر لیں گے....!" پادری نے لاپروائی سے کہا اور جولیا سے بولا۔ "تم ان دونوں کو کور کئے رکھو.... کم از کم میں ان کے ہاتھ تو باندھ ہی دوں۔!"

"تم ایسا نہیں کر سکو گے....!" غیر ملکی غرایا۔

"تم اپنی زبان بند رکھو مسٹر نور الدینوف....!"

"کیا....!" غیر ملکی اچھل پڑا۔

"تمہارا تعلق براہِ راست سفارت خانے سے نہیں ہے.... اگر میں تمہیں قتل بھی کر دوں تو تمہارا ملک دعویدار نہیں ہو سکے گا۔!"

"کیا بکواس ہے.... ابھی تم نے کیا نام لیا تھا....!"

"نور الدینوف....!"

"بکواس ہے.... میرا نام ربرٹ لاسکی ہے....!"

"میں اسے بکواس نہیں سمجھتا.... تم نت نئے طریقوں سے ہمارے ملک میں نظریاتی جنگیں برپا کراتے رہے ہو.... اور ایک مخصوص نظریئے کا پرچار کرتے رہے ہو.... تمہارا پاسپورٹ جعلی ہے.... ہر چند کہ تم بی الیون سے ہمیشہ الگ تھلگ رہے لیکن اس پورے آرگنائزیشن کو تم ہی چلا رہے ہو۔!"

"فادر زوکوہا.... تم کسی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہو....!" دفعتاً غیر ملکی کا لہجہ نرم پڑ گیا۔

"ممکن ہے مجھے غلط فہمی ہوئی ہو.... لیکن میں تم لوگوں کو پولیس کے حوالے ضرور کروں گا۔!"

اس بات پر ریچھ ہنس پڑا.... اور جولیا نے اسے للکارا "خبر دار ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو.... ورنہ فائر کر دوں گی۔!"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے.... ابھی معلوم ہو جائے گا.... ہمارے آٹھ خون خوار آدمی۔!"

"بس بس......! ان احمقوں کا ذکر نہ کرو......!" پادری ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے معلوم ہے کہ وہ کتنے جیالے ہیں.... تنہا عمران پر تو ہاتھ ڈال نہیں سکے تھے۔!"

"تم کیا جانو....؟" ریچھ نے بوکھلا کر پوچھا۔

"مجھے عمران ہی سے معلوم ہوا تھا کہ بی الیون میں کیا ہوتا ہے.... اور اس آرگنائزیشن کے سربراہ کا کیا نام ہے....!"

"دیکھا آپ نے دیکھا جناب....!" ریچھ نے رابرٹ لاسکی کو مخاطب کیا۔

"تم خاموش رہو....!" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا.... پھر فادر زوکوہا سے لجاحت آمیز لہجے میں کہا "وہ بلیک میلر ہے فادر....!"

"اب تم بھی مجھے فادر کہہ رہے ہو.... کس رشتے سے جب کہ خدا کے وجود کے منکر ہو۔!"

"آدمی کی ایک قابل قدر شخصیت بھی تو ہوتی ہے.... میں بہتیرے بوڑھے آدمیوں کو باپ کہہ کر مخاطب کرتا ہوں....!"

"خدا کے وجود کا منکر ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ تمہیں ہر کس و ناکس پر اپنے باپ ہونے کا شبہ ہوتا ہوگا۔!"

"بکواس بند کرو....!" وہ پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"جب خدا ہی نہیں تو باپ کی کیا ضرورت ہے....!"

نیچر کی پیداوار ہونا کافی ہے.... اس پیداوار پر کسی ایک کا لیبل لگانا حماقت ہی تو ہے.... بلکہ بہتر تو یہ ہوگا کہ سوسائٹی کی اولاد کہلاؤ.... اس میں کیوں انفرادیت گھسیڑنے کی کوشش کرتے ہو۔!"

"خاموش رہو.... خبیث ورنہ کچل کر رکھ دوں گا۔!"

"پہلے تم دونوں یہ بتاؤ.... کہ نواب شمسو کا محل تم نے کیوں تباہ کر دیا۔!"

"مم.... میرا محل.... انہوں نے تباہ کیا ہے....!" نواب شمسو کی آنکھیں حیرت سے

پھیل گئیں۔

"یقیناً نواب صاحب.... کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں....!"

"نہیں میں نے انہیں پہلی بار دیکھا ہے....!"

"خیر.... تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کا محل ڈائنامائٹ سے اڑادیا....!"

"کیوں.... آخر کیوں....؟"

"کیونکہ آپ کو خدا کا مقرب بنانے میں انہی لوگوں کا ہاتھ ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"عمران بتائے گا آپ کو....!"

"اوہ.... یہ آٹھوں کہاں مر گئے....!" نورالدینوف پیر پٹخ کر بولا۔

"انہوں نے توڑ پھوڑ مچادی ہوگی.... جناب عالی....!"

"تم بالکل گدھے ہو.... خاموش رہو....!" اور پھر نورالدینوف نے اس کی پروا کئے بغیر پادری پر چھلانگ لگادی کہ جولیا کے ہاتھ میں ریوالور ہے۔

"فائر نہ کرنا....!" پادری نے جولیا کو وارننگ دی.... نورالدینوف کسی وحشی درندے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔

سن سفید بوڑھے نے اپنے دفاع میں جو کچھ کیا تھا اس نے نورالدینوف کے چھکے چھڑادیئے۔

نواب شمسو اور باؤلی دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"تم اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنا....!" جولیا نے ریوالور والے ہاتھ کو جھٹکا دے کر ریچھ کو دھمکی دی۔

"جاؤ.... عورت سمجھ کر....!" وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا کیونکہ پادری نے اچانک الدینوف کو پشت پر لاد کر فرش پر پٹخ دیا تھا اور خود کسی قدر پیچھے ہٹ کر اس کے دوبارہ اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ اٹھا تو تھا لیکن اپنی جگہ پر کھڑا پادری کو حیرت سے دیکھتا رہا۔

"کیا خیال ہے....؟" پادری مسکرایا۔

"تمہاری کیا عمر ہوگی ہولی فادر!" اس نے خلاف توقع بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں پوچھا۔

"پچھتر سال....!"

"یقین نہیں آتا....!"

"مجھے بھی یقین نہیں آتا....!" ریچھ نے ہانک لگائی۔

"آخر یہ کیا قصہ ہے تم لوگ مجھے کیوں پریشان کر رہے ہو....!" نواب شمسو نے جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"اسی شخص کی وساطت سے خدا نے آپ کو ایک خاص مشن پر دنیا میں بھیجا تھا۔!" پادری نے الدینوف کی طرف اشارہ کر کے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آپ میرے میزبان ہیں.... لہٰذا مجھے گستاخی کا موقع نہ دیجئے گا۔!" نواب شمسو غرائے۔

"تھوڑا صبر کیجئے.... ابھی سب کچھ معلوم ہو جائے گا.... ہاں تو مسٹر نورالدینوف.... تم مشرقی یورپ کے ایک خوف ناک ترین آدمی ہو۔!"

"تم کیوں اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو پادری.... اگر میرے متعلق کچھ جانتے بھی ہو تو زبان بند رکھو....!"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا پادری.... ریچھ بھی بول پڑا۔!"

"لڑکیو....!" پادری نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ "اس نامعقول آدمی کی ڈاڑھی نوچ ڈالو....!"

"خبردار.... خبردار!" ریچھ نے للکارا.... اور پادری نے اس کے سر کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ "اگر تم نے لڑکیوں کے خلاف مزاحمت کی تو کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا۔!"

ریوالور کا رخ اس کی طرف مڑتے ہی نورالدینوف نے پھر پادری پر چھلانگ لگائی.... لیکن اس بار ایک فیصد بھی کامیابی نہ ہو سکی کیونکہ پادری کی ٹھوکر اس کے چہرے پر پڑی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے دھم سے فرش پر اوندھا گرا تھا۔ پادری نے بڑی پھرتی سے ریوالور جیب میں ڈالا اور ریچھ کو سر سے اونچا اٹھا کر الدینوف پر پٹخ دیا۔!

"ارے مقدس آدمی تم تو رستم پر بھی سبقت لے گئے....!" نواب شمسو کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

الدینوف ریچھ کو گالیاں دیتا ہوا اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ادھر ریچھ بالکل پاگلوں کے سے

انداز میں غل مچاتا ہوا پادری کی طرف لپکا.... پادری نے جھکائی دے کر دوبارہ اس کی کمر تھامی اور اٹھا کر الدینوف پر پھینک مارا۔

"کمینے ذلیل.... بزدل....!" الدینوف کی دہاڑ سے دیواریں جھنجھنا اٹھیں.... لیکن تخاطب پادری سے نہیں بلکہ ریچھ سے تھا۔ ساتھ ہی وہ اس کی گردن بھی دبائے جا رہا تھا.... ریچھ کی آنکھیں نکلی پڑ رہی تھیں.... لیکن قبل اس کے کہ پادری دخل اندازی کرتا اس نے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دے کر ریچھ کو ایک طرف اچھال دیا۔

"ارے.... مار ڈالا اسے....!" نواب شمسو بوکھلا کر ریچھ کی لاش کی طرف جھپٹے۔

نور الدینوف نے اس کے بعد اٹھنے کی کوشش کی تھی: لیکن اٹھ نہیں سکا تھا کیونکہ پادری کی ٹھوکر پھر اس کے سر پر پڑی تھی۔! اس بار وہ قلابازی کھا کر چت گرا اور پھر اٹھنے کی کوشش نہ کی۔

"چلو....!" پادری نے ریچھ کی لاش کی طرف اشارہ کر کے جولیا سے کہا۔ "اب اس کا چہرہ صاف کر دو....!"

جولیا نے اس کی گھنی ڈاڑھی اور مونچھوں کو اکھاڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔

"پلاسٹک میک اپ ہے....!" پادری بولا۔ "سر کے پیچھے گردن کے جوڑ میں دیکھو....!"

اور پھر انہوں نے اس کے چہرے سے ایک خول سا اترتا دیکھا۔

"ارے....!" دفعتاً باؤلی چیخی.... "یہ تو خبطی ہے۔!"

"اوہو....!" پادری کے لہجے میں حیرت تھی۔ "یہ تو کچھ دیر پہلے یہاں آیا تھا....!"

نواب شمسو دم بخود کھڑے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں سکتہ ہو گیا ہو۔!

نور الدینوف.... چت پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا، لیکن اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور پادری کو نفرت سے گھورے جا رہا تھا۔

"کہئے نواب صاحب....!" پادری ہنس کر بولا۔ "آپ کیا سوچ رہے ہیں۔!"

"میں بہت زیادہ کنفیوز ہو گیا ہوں میرے بھائی....!" نواب شمسو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آتا.... میں اس کو اتنا کینہ توز تو نہیں سمجھتا تھا.... اگر عمران نے اس کی توہین کی تھی تو اس کو اس حد تک نہ جانا چاہئے تھا۔!"

"آپ کس خواب کی دنیا کی باتیں کر رہے ہیں نواب صاحب! ذرا یہ تو بتائیے کہ اس سے

آپ کے کس قسم کے تعلقات تھے۔!"

"یہ حقیقتاً میرا مختار عام تھا.... میری عدم موجودگی میں میری جائیداد کی دیکھ بھال کرتا تھا....دو سال پہلے جب میں یورپ میں تھا تو "الشمس" اسی کی نگرانی میں تعمیر ہوا تھا....!"

"گڈ....!" پادری چٹکی بجا کر بولا۔ "یہ معمہ بھی حل ہو گیا۔!"

"کیسا معمہ....!"

"یہی کہ خدا کی آواز کس طرح آپ تک پہنچتی تھی....اس نے عمارت میں جگہ جگہ ٹی وی کیمرے اور لاؤڈ سپیکر اس طرح نصب کرائے تھے کہ انہیں آسانی سے دریافت نہ کیا جا سکے۔ اس طرح سنتے تھے آپ خدا کی آواز.... پھر جب ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب یہ راز کھل جائے گا تو انہوں نے پوری عمارت کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا....!"

"خداوندا.... خداوندا.... کیسے یقین کر لوں....!"

"کرنا چاہئے.... آپ قمری عہد کے مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، اتنا بھی نہ سمجھ سکے لہٰذا اب سمجھئے کہ اپنی خواب گاہ سے ہٹ جانے کے بعد سے اب تک آپ عالم بالا کا کوئی پیغام وصول نہ کر سکے۔!"

نواب شمسو دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے فرش پر دو زانو بیٹھ گئے.... اور نورالدینوف نے پھر اٹھنے کی کوشش کی.... لیکن نہ اٹھ سکا....اتنے میں پادری نے جولیا سے کہا کہ وہ نورالدینوف کے ہاتھ پیر باندھ دے۔!"

نوالدینوف نے اس کے خلاف جدوجہد کرنی چاہی لیکن پادری نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ لیا....اور جولیا نے پلک جھپکتے اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے۔

اب پادری نے پھر نواب شمسو کو مخاطب کیا...."نواب صاحب بعض اوقات جدت پسندی آدمی کو غیر محسوس طور پر کسی دوسرے کا آلہ کار بنا دیتی ہے.... آپ کی نیت بخیر تھی۔ آپ علاج بالمثل کے اصول کے مطابق بگڑے ہوئے ذہنوں کو راہ راست پر لانا چاہتے تھے لیکن خود آپ بہک گئے.... خلائی دور کے آلات نے آپ کو "مہدی" بنا کر رکھ دیا اور بات آپ کے پلے نہ پڑی۔!"

"آخر انہوں نے ایسا کیوں کیا....؟ مجھے مقصد بتاؤ....!" باؤلی بولی۔

"نوالدینوف اور اس کی پارٹی کے لوگ نواب شمسو کے سنبھالے ہوئے ذہنوں کو اپنے کام

میں لائے تھے....! میں کئی ایسے نوجوانوں سے مل چکا ہوں جنہوں نے نواب شمسو کے ہاتھوں اچھا بننے کے بعد نورالدینوف کی پارٹی میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔"

"یہ ناممکن ہے....!" نواب شمسو دہاڑ کر کھڑے ہو گئے۔

"ایسے نوجوانوں کے لئے جو آپ کے ذریعہ تائب ہوئے تھے خدا کا کیا پیغام آتا تھا....؟"

"یہی کہ ان سے کہو کہ یہ زمین خدا کی ہے اور اس پر سب کا یکساں حق ہے جاؤ اور اس مقصد کے لئے کام کرو....!"

"بس اتنا کافی ہے.... پیغام میں یہ حکم تو شامل نہیں تھا کہ جاؤ زمین پر اس طرح قبضہ کرو جس طرح میں نے کہا ہے۔!"

"نہیں یہ حکم تو نہیں ہوتا تھا....!"

"بس پھر آپ خود ہی سمجھ جایئے....!" پادری نے کہا اور نواب شمسو اپنا منہ پیٹنے لگے۔

"اب اگر آپ مجھ سے ملنا چاہیں تو میں حاضر ہوں....!" پادری نے اونچی آواز میں کہا اور ایک خول اپنے چہرے سے بھی اتار دیا۔

"عمران....!" باوٗلی چیخی.... اور نورالدینوف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگا۔

"تم لوگ ہمیں احمق سمجھتے ہو....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "پتہ نہیں یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ ہم بھی اسی قمری دور میں سانس لے رہے ہیں.... توہمات کی دنیا سے نکل چکے ہیں.... تالاب میں آگ لگوا کر تم نے اپنی لٹیا ڈبوئی۔!"

میں نے پٹرول کے دو تین بڑے بڑے ڈرم تالاب میں دریافت کر لئے تھے جن کے ڈھکنے کسی مخصوص میکانکی عمل کی بناء پر ایک خاص وقت پر پانی کے اندر کھل گئے تھے اور سارا پٹرول سطح آب پر آگیا تھا.... ادھر خدا کے بتائے ہوئے وقت پر نواب شمسو کی امت نے پانی میں آگ لگا دی۔!"

"یہ اسی احمق کی تجویز تھی....!" الدینوف نے کراہ کر خبطی کی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر میں مر نہ گیا تو تمہیں فنا کئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔!"

"کوشش کرو زندہ رہنے کی.... دوسری حماقت تم سے یہ سرزد ہوئی کہ کھل کر سامنے آگئے.... استاد کو پکڑوایا.... مجھے جکڑنے کی کوشش کی.... غالباً یہ بھی خبطی ہی کے مینڈک کے سے دماغ کی پیداوار تھی۔ اگر یہ نہ ہوتا تو میں بنیادی طور پر نواب شمسو کو مجرم سمجھتا رہتا۔!"

"ہاں یہ بھی اسی سور کے بچے نے کیا تھا.... خود سر ہو گیا تھا۔!" نورالدینوف چیخا۔ "اچھا ہوا کہ میرے ہی ہاتھ سے مارا گیا۔!"

"اور اب میں تم سمیت تمہاری پارٹی کا بہ آسانی صفایا کر دوں گا۔!" عمران نے ہنس کر کہا۔

"میرے بیٹے.... میرے بچے.... میرے عمران....!" کہتے ہوئے نواب شمسو عمران کی طرف جھپٹے اور اس سے بغل گیر ہو گئے۔

"ہاؤ سوئیٹ ہاؤ ونڈر فل....!" کہتے ہوئے باؤلی نے بھی اس طرح عمران کی طرف جھپٹنا چاہا لیکن جولیا اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی.... "تم کہاں چلیں....؟"

"مم.... میں.... اس کی پیشانی کو بوسہ دوں گی۔!"

"سر کے بیس ٹکڑے کر دوں گی.... چل ہٹ ادھر....!" جولیا نے اسے دوسری طرف جھٹک دیا۔

عمران کھسیانی ہنسی ہنستا ہوا باؤلی سے بولا۔!"تم کچھ خیال نہ کرنا.... یہ میری خالہ ہیں۔!"

اتنے میں وہ دروازہ کھلا جو خود بخود بند ہو گیا تھا اور صفدر کمرے میں داخل ہوا۔

"آٹھوں کا کیا بنا....!" عمران نے اس سے پوچھا۔

"اوپر بندھے پڑے ہیں....!"

"اسے بھی اٹھواؤ....!" عمران نے نورالدینوف کی طرف اشارہ کر کے کہا اور خود نورالدینوف سے بولا۔ "عرصہ سے محکمہ سراغرسانی کی تم پر نظر تھی.... یہ تو محض اتفاق تھا کہ تم نواب شمسو کے سلسلے میں ہاتھ آ گئے.... اگر بچے تو پھر ملاقات ہوگی.... اور میں اپنے فنا ہونے کا انتظار کرتا رہوں گا۔!"

پھر سناٹا چھا گیا۔

کچھ دیر بعد باؤلی نے روہانسی آواز میں عمران سے پوچھا۔!"میں تم سے کہاں مل سکوں گی۔!"

عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی اور بولا۔ "خالہ میرے ساتھ ہی رہتی ہیں۔!"

﴿ختم شد﴾